DAMAGE BOOK

UNIVERSAL LIBRARY

OU_188321

UNIVERSAL LIBRARY

Checked 1969.

ملوک و سلاطینِ ایشیا

Checked 1969.

جس میں

ترکستان کی عظیم الشان سلطنتوں کا مفصل حال زمانہ حال تک - روسی فتوحات - اسلامی عرب سپہ سالاروں کے کارنامے - مولویان ترکستان کی کم بینیاں - تاتاریوں کی فتوحات اور اُن کے انقلابات - سکندر اعظم کے معتبر اور تاریخی تذکرے - محمود غزنوی کے حملے - نوشیروان اور بہرام گور کی حکومتوں کی بالتفصیل کیفیت وغیرہ وغیرہ

مولفہ

میرزا رفیع الدین بیگ صاحب وحشی تخلص منصبدار سرکار عالی

مصنف بلیکل پروفس آف اسلام (انگریزی میں) مسٹریکلس آف محمدؐ (انگریزی میں) مظہر العجائب - مریم اور افغان وحشی

مولنا میرزا حیرت صاحب کے اہتمام سے

کرزن پریس دہلی میں چھپی ۱۳۲۱ھ ۱۹۰۳ء

تعداد اشاعت ایک ہزار

قیمت عہ معہ

۵۷۱۳

ف۵۲ ط۵۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

مؤلف کی نظر سے اب تک کوئی ایسی کتاب اُردو میں نہیں گزری جس میں وسط ایشیا کی عظیم الشان مسلمانی سلطنتوں کا مسلسل حال تحریر کیا گیا ہو - اب تک اسلامی مصنفوں نے زیادہ تر توجہ خلفائے بغداد اور اُندلس و روم کے تاریخی حالات کی طرف کی ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ سلطنتیں ایسی ہی عظیم الشان تھیں کہ اُن پر مسلمان جہاں تک ناز و فخر کریں بجا ہے - انہوں نے جو ملکی - اخلاقی - مذہبی اور علمی ترقیاں کیں وہ عجیب و غریب تھیں مگر انصاف یہ ہے کہ وسط ایشیاء کی اسلامی سلطنتیں بھی کسی طرح ان سے کم نہ تھیں - مسلمان علی الخصوص ہندوستانی مسلمان جن کے باپ دادا اکثر وسط ایشیاء ہی کے رہنے والے تھے اُن پر جس قدر فخر و ناز کریں بجا ہے - اس لئے اس تاریخ کو غور سے پڑھنا ہندوستانی مسلمانوں پر فرض ہے - مگر سب میں زیادہ مفید سبق جو ہر تاریخ کے پڑھنے سے اخذ کرنا چاہیے یہ ملیگا کہ ہمارے باپ دادا سے کیا غلطیاں ہوئیں اور کن اسباب سے مسلمانوں کے جانی دشمن - روس نے تھوڑے ہی عرصہ میں نمایاں ترقی کی اور مغرب میں سلطان روم کی قوت توڑ کر مشرق میں تمام اسلامی وسط ایشیاء کو فتح کر لیا اور اسلامی بادشاہت کو وہاں سے نیست و نابود کر دیا اور ابھی وہ دشمن اسلام رومی سلطنت کی تاک میں لگا ہوا ہے -

مصنف نے تا حد امکان اس تاریخ کو سلیس عبارت اور دلچسپ پیرایہ میں ادا کرنیکی کوشش کی ہے تاکہ وہ لوگ جو زمانہ حال کے قابلِ اعتراض ناولوں سے اپنا دل بہلاتے ہیں اُن مذموم کتابوں کے بدلے

اس مفید تاریخی کتاب سے اپنا دل بہلائیں اور تاریخ بینی کے فوائد سے منفعت اُٹھائیں اور اسلاف کی غلطیوں سے متنبہ ہو کر دشمنوں کے اسباب ترقی پر غور کریں اور اُن سے فائدہ اُٹھائیں۔

السعی منی والاتمام من اللہ

باب اوّل

قدیم سلطنت

وسط ایشیا کو یورپی مورخین ام الاقوام کہتے ہیں۔ تمام دنیا کی روایتیں اس بات پر متفق ہیں کہ وسط ایشیا ہی سے وقتاً فوقتاً مختلف قوموں نے خروج کیا اور یکے بعد دیگرے تمام روئے زمین پر پھیل گئیں۔ اور اختلاف مرز و بوم سے ایک مدت میں اُن کے اشکال و اوضاع و السنہ میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ تعجب خیز امر یہ ہے کہ ہمارے زمانہ میں اس ملک میں نہ اس قدر پیداوار ہوتی ہے کہ کثیر التعداد اقوام پرورش پاسکیں اور نہ اس قدر کثرت توالد و تناسل کی ہوتی ہے کہ وہاں نسل قدیم زمانہ کے قومیں پیدا ہو جائیں معلوم نہیں کہ اُس زمانہ میں وہاں کی آب و ہوا کس قسم کی تھی کہ قومیں کی قومیں پیدا ہو کر تعداد میں اتنی بڑھتی تھیں کہ اُن کی پرورش کے لئے کافی سامان وہاں نہ رہتا تھا اور اُن کو ناچار وطن چھوڑ کر دوسرے ملکوں کو نقل و حرکت کرنا پڑتا تھا اور پھر سَو دو سَو برس میں وہاں اُن کی جگہ اور اتنی ہی پیدائش ہو جاتی تھی کہ اُن کو بھی ناچار نسل سابقین کے وطن چھوڑ کر اپنے بھیڑیوں کے لئے اور کہیں چارہ ڈھونڈھنا پڑتا تھا وسط ایشیا کے اُس حصّہ کو ترکستان کہتے ہیں جس کے شمال مشرق میں سیر دریا اور کوہ ہندوکش واقع ہے اور مغرب میں بحر کاسپین ہے۔ ایرانی تاریخی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکستان قدیم زمانہ میں ایران کی حکومت میں شامل تھا۔

اول شاہی خاندان جس نے ایران اور وسط ایشیا پر حکمرانی کی اس کو ایرانی مورخین پیشدادیوں کا خاندان کہتے ہیں روایتوں میں بیان کیا گیا ہے کہ اس خاندان کا اول بادشاہ کیومرث تھا۔ اس بادشاہ کے بارے میں جو کچھ ایرانی مورخین نے لکھا ہے وہ جن و پری کی کہانیوں سے زیادہ وقعت کے قابل نہیں ہے۔ ان کہانیوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ بادشاہ بہت بڑا فاتح تھا اور اس نے وسط ایشیا کے اکثر وحشی اقوام کو مغلوب کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس کی وسیع سلطنت میں اردبیل و فلسطین و بابل و نصیبین و جرجان و سجستان و بلخ و دماوند وغیرہ مقامات داخل تھے۔

اس کے بعد ہوشنگ اور طہمورث بھی نامور بادشاہ یکے بعد دیگرے ہوئے اور انہوں نے اگر سلطنت کو زیادہ وسیع نہیں کیا تو اُس کو کم بھی نہ ہونے دیا مگر اُن کے بعد جمشید ایسا تعیش دوست بادشاہ ہوا کہ آج تک اُس کا تعیش ایران میں ضرب المثل چلا آتا ہے۔ اُس کے تعیش کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ اسکی سلطنت میں ضعف آگیا اور ماتحتوں کو بغاوت کی جرأت ہوئی چنانچہ عربوں کا ایک سردار ضحاک نامی بغاوت میں یہاں تک کامیاب ہوا کہ آخر کار جمشید کو قتل کر کے وہ ایران کے تخت پر مسلط ہو گیا۔ جس طرح جمشید عیش کے لئے آج تک مشہور ہے۔ اسی طرح ضحاک اپنے ظلم کے لیئے ایران میں ضرب المثل ہے۔ ظلم ہی کی وجہ سے وہ ایران کے تخت پر زیادہ دن تک قایم نہ رہ سکا اور آخر کار رعایا نے اس سے بغاوت کی اور اس کو قتل کر کے شاہی خاندان میں سے فریدوں کو تخت پر بٹھایا۔

اس نامور بادشاہ کی بابت بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے بہت کامیابی کے ساتھ سلطنت کر کے اپنی زندگی میں اپنے تینوں بیٹوں پر اپنی سلطنت تقسیم کردی اور خود گوشہ نشین ہو گیا۔ اس تقسیم میں ایران ایرج کو۔ توران تور کو اور شمالی مغربی حصہ جو بعد میں دشت صحاق کے نام سے مشہور ہوا سلم کو دیا گیا۔ اس تقسیم کا یہ نتیجہ ہوا کہ فریدوں کی زندگی ہی میں تینوں بیٹوں میں خانہ جنگیاں شروع ہو گئیں اور آخر کار سلم و تور نے متحد ہو کر ایرج کو قتل کر ڈالا اور اس طرح اُن مشہور محاربوں کی بنیاد پڑ گئی جو فردوسی کی بے نظیر نظم کی بدولت ایشیا کے ہر بچہ کی زبان پر ہیں۔ ایرج کے بعد منوچہر ایران کے تخت پر متمکن ہوا جس کا ہمعصر افراسیاب تور کا بیٹا تھا۔ ان دونوں بادشاہوں میں ایک عرصہ دراز تک لڑائیاں ہوتی رہیں اور جانبین کو فتح و نصرت یکے بعد دیگرے حاصل ہوئی۔

منوچہر کی زندگی میں ایران افراسیاب کے ہاتھ سے محفوظ رہا مگر جب اس کا بیٹا نوذر تخت نشین ہوا افراسیاب نے اُس پر فتح پائی اور اس کو قتل کر کے ایران کے اکثر حصہ پر قابض ہو گیا۔ لیکن افراسیاب زیادہ دن تک ایران پر قابض نہ رہ سکا۔ ایرانیوں نے نوذر کے بیٹے زاب کو اپنا سردار بنا کر اس قدر مردانہ کوشش کی کہ افراسیاب کو شکست کھا کر ایران چھوڑنا پڑا۔ زاب کے بیٹے گرشاسپ پر پیشدادیوں کا خاندان ختم ہوا اور مشہور خاندان کیان شروع ہوا جس کے عہد سلطنت کو فردوسی نے ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا ہے اس خاندان کے اول اور دوم بادشاہوں کے زمانہ میں یعنی کیقباد اور کیکاؤس کے عہد سلطنت میں افراسیاب شاہ توران سے سخت لڑائیاں رہیں اور ان دونوں بادشاہوں کو افراسیاب پر چند

نمایاں فتوحات بھی حاصل ہوئیں مگر وہ ترکستان کو فتح کرنے میں ناکام رہے۔

کیکاؤس کے بعد کیخسرو کا زمانہ آیا جو اس خاندان کا سب سے زیادہ زبردست اور نامور بادشاہ ہوا ہے اس کے عہد میں ایرانی سلطنت کو بہت وسعت حاصل ہوئی۔ مغرب میں شام اور مشرق میں چین تک اس کی سلطنت بڑھ گئی۔ افراسیاب قتل ہوا اور ترکستان فتح ہو گیا (۵۵۰ ق م) جس پر کیخسرو کی طرف سے ارجاسپ نامی ایک شخص افراسیاب کی نسل سے صوبہ دار مقرر کیا گیا۔ کیخسرو اور لہراسپ کے عہد حکومت میں ترکستان امن کے ساتھ ایران کی سلطنت میں شامل رہا مگر جب لہراسپ کے بیٹے گشتاسپ نے ۵۲۱-۴۹۲ ق م میں زردشتی دین اختیار کیا اور اپنی سلطنت میں اس کو زبردستی پھیلایا ارجاسپ حاکم ترکستان نے شاید دینی ہی کی وجہ سے بغاوت اختیار کی۔ بہت لڑائیوں کے بعد گشتاسپ نے ارجاسپ کو قتل کیا اور ترکستان کی حکومت افراسیاب کے بھائی اغریرث کی اولاد میں ایک شخص کے سپرد کی گئی اور ترکستان بہمن دراز دست۔ اور دارائے اکبر اور دارائے اصغر کے عہد حکومت میں اسی خاندان کے تحت میں رہا۔

دارائے اصغر کے عہد میں اسکندر رومی نے ایران کو فتح کیا اور اس کے ساتھ توران کی حکومت میں بھی تغیر و تبدل ہو گیا۔

اسکندر رومی فیلقوس شاہ مقدونیہ کا وہ نامور بیٹا تھا جس نے اس زمانہ کے تمام معلومہ ایشیا کو فتح کیا تھا اور جس کے سوانح عمری کو آجتک داستان گو وسط ایشیا کے بڑے بڑے شہروں میں اس طرح بیان کرتے ہیں اور سامعین اس طرح شوق سے سنتے ہیں جس طرح دہلی میں امیر حمزہ کا قصہ بیان کیا جاتا ہے اور سنا جاتا ہے۔ مگر جو کہانیاں اسکندر کی بابت فارسی کتب میں درج ہیں اُن کو ہم تاریخ نہیں کہہ سکتے اس لئے اسکندر کے اُن کارناموں کو جو وسط ایشیا سے تعلق رکھتے ہیں ہم اس کتاب میں انگریزی کتابوں سے اقتباس کرکے تحریر کرتے ہیں۔ چونکہ انگریزی کتابوں کا ماخذ ہمعصر یونانی مصنفین کی تصنیفات ہیں اس لئے اُن کو ہم فارسی کتابوں کی بہ نسبت زیادہ معتبر سمجھتے ہیں۔

سکندر نے جب یونان اور ایشیائے کوچک کو فتح کرنے سے فراغت حاصل کر لی اس نے ایرانی سلطنت پر چڑھائی کرنے کی بہت بڑی تیاری کی اور اس عظیم الشان مہم کے لئے اپنی آزمودہ کار فوج کو از سر نو آراستہ کیا۔ اول جنگ ایرانیوں سے دریائے آسس کے کنارہ پر واقع ہوئی (۳۳۴ ق م) اِس

لڑائی میں جانبین نے بہت جد وجہد کی۔ کبھی ایرانیوں کا پلہ بھاری ہوتا تھا اور کبھی سکندر ایرانیوں کو پس پا کرتا تھا۔ آخرکار بہت خونریزی کے بعد اسکندر نے ایرانی لشکر کو ایسی کامل شکست دی کہ تمام ایشیأ میں سکندر کی شہرت ہوگئی اور ایرانیوں کے دلوں پر اُس کا پورا پورا رعب چھا گیا۔ دارا شکست کھاکر مشرق کی طرف جان بچاکر بھاگا۔ دارالسلطنت میں پہنچکر اس نے ازسرنو نہایت جانفشانی سے پہلے سے بھی زیادہ بڑا اور بہادر لشکر جمع کیا اور سرداروں کو غیرت دلاکر لڑائی کے لئے آمادہ کیا۔ اس بہادر لشکر کو لیکر وہ اسکندر کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھا اور اربلا پر طرفین کا مقابلہ ہوا (۳۳۱ ق م) اس خونریز لڑائی نے ایران کی قسمت کا فیصلہ کردیا۔ دارا اور اس کے سردار اس قدر جان توڑ کر لڑے کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ انہوں نے تہیہ کرلیا ہو کہ اسی لڑائی کے نتیجہ پر اُن کی سلطنت کا فیصلہ ہے۔ اور حقیقت میں ایسا ہی ہوا۔ جب اسکندر کی بےنظیر جرنیلی کے آگے ایرانیوں کی وحشیانہ بہادری کسی طرح فتحیاب نہ ہوسکی دارا میدان کارزار سے ناچار بھاگا اور دارالسلطنت میں بھی نہ ٹھیر سکا۔ مفرورین کی جمیعت کو ساتھ لئے ہوئے وہ بلخ کی طرف اس غرض سے بھاگا کہ شاید اس بعید قلب مقام میں پہنچکر یونانی منعقب لشکر کے ہاتھ سے اس کو اس قدر فرصت مل سکے کہ وہ ازسرنو کچھ فوج ترکستان کے مشہور بہادر باشندوں کی جمع کرکے اسکندر کا مقابلہ کرے مگر ادھر قضاو قدر نے اور اُدھر اسکندر کے تیز رو لشکر نے اس کے ارادوں کو پورا نہونے دیا۔ اسکندر ہُوا کی طرح دارا کا پیچھا کرتا ہوا دارالسلطنت میں پہنچا اور وہاں کچھہ محافظ فوج چھوڑکر فوراً دارا کے تعقب میں روانہ ہوگیا تاکہ دشمن کو دم لینے کی مہلت نہ ملے۔

ادہر بدنصیب دارا کا یہ حال ہوا کہ اس کے ہمراہی فوج کے دو سرداروں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ دارا کو قید کرلینا چاہئے۔ اگر اسکندر اس عرصہ میں تعقب کناں اُن تک پہنچ جائے اور ان کو مقابلہ کا سامان جمع کرنے کا موقع نہ ملے تو دارا کو سکندر کے حوالہ کرکے اُس سے مصالحت کرلیں اور موقع کے منتظر رہیں اور اگر اسکندر سے پہلے بلخ یا اور کسی محفوظ مقام میں نعصیب سے پہنچ گئے تو دارا کو قتل کرکے خود بادشاہی کا دعویٰ کریں گے اور سکندر سے لڑیں گے۔ اس مشورت کے بعد انہوں نے دارا کو قید کرلیا اور اس کو گھوڑے پر سوار کرکے حکم دیا کہ وہ اُن کی قید میں بلخ کو چلے۔ دارا نے نمک حرام باغیوں کی اطاعت قبول کرنے سے اور اس طرح بلخ کو جانے سے انکار کیا کچھہ فوج نے دارا کا بھی ساتھ

دیا اور آپس میں تنازع برپا ہوا۔ اسی اثنا ءمیں معلوم ہوا کہ اسکندر آپہنچا۔ ان دونوں نمکحراموں نے دارا کو زخم کاری لگائے اور زمین پر گرادیا اور مُردہ سمجھ کر اس کو وہیں چھوڑا اور فوج لیکر بلخ کی طرف بھاگ گئے۔

یونانی مورخین کہتے ہیں کہ اسکندر اس وقت دارا کی نعش پر پہنچا کہ وہ مرچکا تھا مگر ایرانی مورخین لکھتے ہیں کہ اسکندر دارا کی حالت نزع میں پہنچ گیا اور دارا نے اُس کو کچھ وصیت بھی کی اور اس کے پہنچنے کے بعد وہ مر گیا۔ غرضکہ جو صورت ہوئی ہو یہ یقینی امر ہے کہ اسکندر دارا کی بالین پر بہت رویا اور اُس کی تجہیز و تکفین ملوکانہ طور پر کی۔

دارا کے قاتلوں میں ایک بلخ کا حاکم تھا جس کا نام یونانی میں بسس لکھا ہے۔ بسس بھاگ کر بلخ میں پہنچا اور وہاں ارد شیر چہارم کے لقب سے بلخ میں تخت نشین ہوا۔ ایک عرصہ تک وہ اسکندر کے ہاتھ سے اس لئے محفوظ رہا کہ اسکندر نے یہ قرین مصلحت سمجھا کہ وہ پہلے مفتوحہ حصّہ ایران پر اپنی حکومت کو مستحکم کرلے اُس کے بعد آگے قدم بڑھائے۔

۳۲۹ ق م میں سکندر کوہ ہندوکش کے پار ہوا اور پچیس ہزار فوجکی جمیعت سے بلخ پر بڑھا۔ ولایت بلخ کا پہلا شہر جس کو اس نے فتح کیا وہ ڈرپا کا بیان کیا گیا ہے جو شاید زمانہ حال میں اندراب کہلاتا ہے۔ چند روز تک اُس نے یہاں آرام کیا بعدازاں خلم پر حملہ کیا جس کا نام اس زمانہ میں ایورناس کہلاتا تھا۔

ایورنا اس سے وہ بلخ پر بڑھا اور بسس بغیر لڑے بلخ کو چھوڑ کر جیحوں کے پار بھاگ گیا اور جن کشتیوں کے وسیلہ سے دریا سے عبور کیا تھا اُن کو جلا دیا اور ناٹیکا یعنی شہر سبز میں قیام کیا۔ سکندر نے بسس کے تعقب میں مشکیزوں کے ذریعہ سے جیحوں سے عبور کیا کیونکہ کشتیاں تیار کرنے میں دیر ہوتی تھی۔ بسس کی بزدلی نے اس کے ہمراہیوں کو اس سے برگشتہ کردیا اور اُس کے ایک رازدار دوست نے جس کا نام اسپٹامنس تھا اس کو گرفتار کرکے اسکندر کے حوالہ کردیا اسکندر نے اس کو دارا کے قتل کے جرم میں ایرانیوں کے سپرد کیا کہ وہ اپنے قانون کے موافق اسکو سزادیں اور اسپٹامنس کو اس حسن خدمت کے بدلہ میں سمرقند کو فتح کرکے وہاں کی حکومت تفویض کی گئی۔ سمرقند میں ایک دستہ فوج چھوڑ کر اسکندر نے سغدان کے باقی ملک پر تاخت کیا۔ یہاں سے وہ دریائے سیحوں کے

کنارہ تک جس کو زمانہ حال میں سیر دریا کہتے ہیں پہنچا۔ مگر یہاں پہنچکر اُس نے سُنا کہ اہل سغدانیہ اور اہل بلخ نے بغاوت کی ہے اور دریائے سیحوں کے کنارہ کے سات شہروں کی یونانی محافظ فوج کو ان باغیوں نے قتل کر ڈالا ہے۔ اس خبر کو سُنکر اسکندر سیحوں سے لوٹا اور چند روز کے عرصہ میں باغیوں کا قلع قمع کر دیا اور از سر نو دریائے سیحوں کے کنارہ پر اپنی حکومت قایم کی۔ سکندر اس مہم سے فارغ ہوا تھا کہ اس کو خبر پہنچی کہ قوم ساسی نے یعنی باشندگان سدیا نے جس کو زمانہ حال میں ترکستان کہتے ہیں دریائے سیحوں کے دوسرے کنارہ پر مقابلہ کے لئے ایک بڑا لشکر جمع کیا ہے اور سمرقند کی محافظ فوج کو اسپٹامنس نے بغاوت کر کے محاصرہ کر رکھا ہے۔

اسکندر نے ایک دستہ فوج کا سمرقند کو اسپٹامنس کے مقابلہ کے لئے بھیجا اور خود اہل سدیا کی طرف روانہ ہوا۔ دریائے سیحوں کے بائیں کنارہ پر پہنچکر اس نے سترہ دن کے عرصہ میں ایک شہر تعمیر کیا اور اُس کا نام اپنی عادت کے موافق اسکندریہ رکھا اور کچھ دنوں تک وہاں قیام کیا۔ یہاں اسکندر بیمار ہو گیا اور اُدھر دشمنوں نے اس کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا جس سے اُس کے لشکریوں کے دلوں پر ہراس چھا گیا اگر اسکندر کی جگہ کوئی اور معمولی شخص ہوتا تو ان مشکلات سے اُس کا نجات پانا مشکل ہو جاتا اور وہ گھبرا جاتا مگر نہیں اسکندر کو خدائے تعالی نے فاتح پیدا کیا تھا اور فاتحوں کے لایق دل بھی قوی دیا تھا۔ ان مشکلات سے اس کے دل پر ذرا بھی ہراس نہ ہوا اور دشمنوں کے مغلوب کرنے کی کوشش میں برابر سرگرمی کے ساتھ مصروف رہا۔

اہل سدیا کا خونخوار لشکر دریائے سیحوں کے اُس کنارہ پر صف بستہ لڑائی کے لئے آمادہ کھڑا تھا اور انتظار کر رہا تھا کہ ادہر اسکندر کی فوج دریا سے عبور کر کے کنارہ پر قدم رکھے اُدہر اُس پر حملہ کر دیا جائے۔ سکندر کے لشکر کو کسی طرح جرأت نہ ہوتی تھی کہ ایسے قوی دشمن کے سامنے دریا سے پار ہوں مگر اسکندر نے دیکھا کہ یہی نازک وقت دشمنوں پر رعب ڈالنے کا ہے اگر اس وقت دشمن پر رعب چھا گیا لڑائی کا جیت لینا آسان ہو جائے گا۔ اُس نے اپنے لشکر کو ہر طرح سے ترغیب دیکر ان کو دریا سے عبور کرنے پر آمادہ کیا دشمن ان کی اس بہادری کو دیکھکر سراسیمہ ہو گیا اور اسکندر کے حملہ کی تاب نہ لا سکا اول ہی حملہ میں بھاگ نکلا اور یہاں تک خائف ہوا کہ ایلچی بھیجکر متابعت کا اظہار کیا۔

اُدہر جو فوج اسکندر نے سمرقند کو بھیجی تھی اُس کو اسپٹامنس نے قتل کر ڈالا تھا اسکندر اہل سدیا کی

لڑائی سے فراغت پاتے ہی اسکندر سمرقند کی طرف روانہ ہو گیا اور وہاں چار روز میں پہنچ گیا۔ اسپتامنس بلخ کو بھاگ گیا۔ اسکندر نے کچھ دور تک اُس کا تعاقب کیا مگر آخر کار اسکو واپس آنا پڑا اور بغاوت کے جرم میں اس نے تمام وادی زرافشاں کو برباد کر ڈالا۔ موسم سرما میں وہ مقام زراسپیا میں خیمہ زن ہوا۔

مورخین کے نزدیک یہ مقام بیقند یا ہزاراسپ ہے جو خوارزم میں واقع ہیں۔ اس سرما میں (۳۲۸-۳۲۷ ق م) اسکندر کے پاس یونان سے انیس ۱۹ ہزار آدمیوں کی مدد پہنچی اور موسم بہار میں اس فوج کی مدد سے اسکندر نے کل مرغیانا یعنی ولایت مرو کو فتح کیا۔ مگر اس ملک میں ایک قلعہ نہایت مستحکم باقی رہ گیا جس کا حاکم ایرانی تھا اور جہاں دو سال کا سامان رسد مہیا تھا۔ اس قلعہ کا نام یونانی مورخین نے پترا اوکسیانا لکھا ہے جو شاید شہر سے شمال و مشرق میں واقع تھا اور جہاں اب قلعات نادری موجود ہیں۔ بہت محنت اور کوشش سے آخر کار یہ قلعہ بھی فتح ہو گیا اور غصہ میں اسکندر نے یہاں کے حاکم کو اور اس کے کل سرداروں کو سلیب پر چڑھا دیا۔

اس قلعہ کے قیدیوں میں اوکزیارٹس نامی ایک امیر تھا اس کی بیٹی روشنک پر اسکندر فریفتہ ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ اس نے نکاح کیا۔ ایرانی مورخین روشنک کو دارا کی بیٹی بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسکندر نے اس سے دارا کی وصیت کے موافق نکاح کیا تھا۔

اس قلعہ کو فتح کر کے اسکندر نے مرو کے جنوب میں دو قلعہ تیار کئے جہاں اس زمانہ میں سرخس اور مرو شاہجہان آباد ہیں یہاں سے بلخ کو گیا اور اس کے اطراف میں اور چار قلعے تعمیر کئے جن کی جگہ اس زمانہ میں میمنہ۔ اندخوئی شبرغان اور سرخسپل واقع ہیں۔ بلخ سے وہ سمرقند میں آیا اور یہاں سے اس نے وقتاً فوقتاً اندرون ملک پر چند حملے کئے۔

اسکندر کے قدیم دشمن اسپتامنس نے چند مرتبہ سغد میں بلخ کی یونانی فوج پر حملے کئے مگر آخر کار بعض رہزنوں نے اس کو مار ڈالا اور انہوں نے اس کا سر اسکندر کے پاس بھیجدیا۔ اسپتامنس کے قتل سے اسکندر کا کوئی مخالف تمام ترکستان میں نہ رہا اور اس نے دلجمعی کے ساتھ ہندوستان کی مہم کی تیاریاں کیں اور ۳۲۷ ق م میں ہندوستان کی طرف روانہ ہوا اور ترکستان کی حفاظت کیلئے دس ہزار پیدل اور تین ہزار سوار چھوڑ گیا۔

اسکندر دریائے کابل کے کنارہ کنارہ روانہ ہوا جس کو قدیم یونانی مورخین دریائے کوفن تحریر کرتے ہیں اس مہم میں اسکندر کے ہمراہ ایک لاکھ بیس ہزار پیدل اور پندرہ ہزار سوار تھے۔ دریائے سندھ سے اس نے بمقام اٹک عبور کیا۔ اس زمانہ میں دریائے سندھ و جہلم کے مابین ملک کا حاکم ایک شخص اومفس نامی تھا جس کو یونانی مورخ ٹکسیلا لکھتے ہیں۔ اس نے اسکندر کی متابعت اختیار کی اور پانچہزار آدمیوں کی جمعیت سے اس کے ساتھ ہو لیا۔ جہلم سے عبور کر کے اسکندر کو ایک خونریز لڑائی پورس نامی راجہ سے لڑنی پڑی۔

یونانی مورخ لکھتے ہیں کہ یہ راجہ بہت قوی ہیکل اور طویل القامت تھا اور اس بہادری سے لڑا کہ اسکندر نے گرفتاری کے بعد اس کی بہت سی خاطر و مدارات کی اور اس کا ملک اس کو واپس دیدیا۔ اس فتح کے بعد پنجاب میں صرف لاہور کے رئیس نے مخالفت کی۔ لاہور کو فتح کر کے اسکندر نے سترہ ہزار آدمی قتل کر ڈالے اور ستائیس ہزار قید ہوئے۔ ستلج سے سکندر کو ناچار لوٹنا پڑا۔ کیونکہ اس کی فوج نے آگے بڑھنے سے صاف انکار کر دیا۔ ستلج کے کنارہ پر اسکندر نے بارہ منارے تعمیر کرائے تاکہ اسکی یادگار قایم رہے۔ یہاں سے لوٹ کر پھر جہلم کے کنارہ پر پہنچا اور یہاں اس نے اپنی فوج کے تین حصے کئے دو حصے تو خشکی کی راہ دریا کے کنارہ کنارہ روانہ ہوئے اور خود اسکندر آٹھ ہزار کی جمعیت سے دو ہزار کشتیوں پر سوار ہو کر دریائے جہلم سے دریائے سندھ میں داخل ہوا اور قوم مالی کے شہر کو جس سے غالباً ملتان مراد ہے فتح کر کے وہ اٹک کے دہانہ پر پہنچا (۳۲۶ ق م) یہاں سے اس نے نیارکس کو سمندر کی راہ روانہ کیا اور خود خشکی کی راہ سندھ کے ریگستان کو طے کرتا ہوا وہ کرمان میں پہنچا اور یہاں نیارکس بھی خلیج ارمز پر اتر کر آملا گو دوبارہ اسکندر کے حکم سے خلیج فارس کی طرف سمندر کی راہ روانہ ہوا اور اسکندر ایک دستہ فوج کے ساتھ پرسی پولس کو چلا گیا اور دوسرا حصہ فوج کا ساحل کے کنارہ کنارہ روانہ ہوا۔ پرسی پولس سے اسکندر سوسا میں آیا اور یہاں کچھ دنوں تک سپاہیوں کو آرام دیا۔ (۳۲۵ ق م) اور اپنی سلطنت کے قیام کی بعض تدابیر عمل میں لایا۔ ان تدابیر میں سے ایک یہ تھی کہ یونانیوں اور ایرانیوں کو اس نے ایک قوم بنانا چاہا اور دونوں قوموں کے لوگوں میں سلسلۂ مناکحت جاری ہونے کی ترغیب دی اور خود بھی دارا کی بڑی بیٹی استاترا سے نکاح کیا اور اس کی چھوٹی بیٹی اپنے ایک سردار سے بیاہ دی۔ ۳۲۴ ق م میں اسکندر بابل میں پہنچا اور وہ یہاں پہنچ کر

عربستان کے فتح کرنے کی تیاریوں میں مصروف تھا کہ ۲۸ جون ۳۲۳ ق م میں اس نے بعارضہ تپ وفات پائی ۔

باب ۲ دوم

سلطنت بلخ و فارسیہ

سکندر کی وفات کے بعد اس کی سلطنت اس کے جرنیلوں پر تقسیم ہوگئی گو اس کا سوتیلا بھائی فلیقوس اعدیس اس کی سلطنت کا وارث برائے نام مقرر ہوا اور یہ بھی قرار پایا کہ اگر روشنک کے بطن سے جو حاملہ تھی کوئی بیٹا پیدا ہوگا تو وہ بھی شریک سلطنت کیا جائے گا ۔ بطلیموس حاکم شام و مصر ہوا ۔ اور انٹی پیٹر کو مقدونیہ اور یونان ملا ۔ مگر اس تقسیم پر کوئی قایم نہ رہا ۔ ان جرنیلوں میں بائیس برس تک متواتر لڑائیاں ہوتی رہیں ۔

اسکندر کی وفات کے وقت بلخ وسغدان کا حاکم امنتاس تھا ۔ اُس کی وفات کے بعد اسکی جگہ فلیقوس الیمس یہاں کا حاکم مقرر ہوا اور اسی سال کے اندر فلیقوس فارسیہ کا حاکم مقرر کیا گیا اور بلخ وسغدان کی حکومت پر استاسنور بھیجا گیا اور وہ ۳۱۰ ق م تک یہاں حکومت کرتا رہا ۔

اس عرصہ میں خانہ جنگیوں کے بعد بطلیموس مصر پر اور سلیوکس مشرقی سلطنت پر قابض ہوگئے اور فارسیہ و بلخ وسغدان بھی سلیوکس نکاتور کے قبضہ میں آگئے ۔ ۳۰۵ ق م میں نکاتور نے چندر گپتا ہندوستان کے ایک راجہ پر لشکر کشی کی جو اسکندر کی مفتوحات پر قبضہ کرنا چاہتا تھا ۔ اس لڑائی میں سلیوکس کو شکست ہوئی اور کل ملک دریائے سندھ اور کوہ پاراپیسس کے درمیان کا اسکندر کی سلطنت سے ہمیشہ کے لئے نکل گیا ۔

۲۸۰ ق م میں سلیوکس نکاتور کو اس کے ایک جرنیل نے مار ڈالا اور انتیاکس اول اُسکا جانشین ہوا ۔ ۲۵۶ ق م میں انتیاکس دویم کے عہد حکومت میں ڈایوڈوٹس حاکم بلخ باغی ہوگیا اور اُس نے بلخ کی یونانی بادشاہت کی بنیاد ڈالی ۔ ڈایوڈوٹس کے بعد یوتھڈمس بلخ کا بادشاہ ہوا ۔ اس کے عہد میں انتیاکس اعظم نے ۲۰۸ ق م میں اس پر چڑھائی کی اور اُس کو شکست دی ۔ یوتھڈمس نے انتیاکس سے التجا کی کہ اگر وہ اس کی تخریب کا درپے ہوگا تو اس کو ناچار اہل سدیا سے مدد طلب کرنی پڑیگی

جو سیحوں کے پار لشکر تیار کئے ہوئے وقت کے منتظر ہیں اور اس صورت سے وسط ایشیا میں یونانیوں کی حکومت کا نام و نشان باقی نہ رہے گا۔ انتیاکس اعظم نے رحم کھایا اور یوتھڈیمس کو تاج بخشی کر کے واپس چلا گیا۔

سن ۲۵۰ ق م میں صوبہ فارسیہ پر اندراگورس حاکم مقرر کیا گیا تھا اس کے زمانہ حکومت میں ایک ہستان کے رئیس نے جس کا نام ارشازیس تھا فارسیہ میں بغاوت کی اور اندراگورس کو شکست دیکر وہاں کا خود مختار بادشاہ ہو گیا اور یونانی فارسیہ بادشاہت کی بنیاد ڈالی۔ دو سال کی حکومت کے بعد وہ لڑائی میں مارا گیا اور اس کا بھائی تریڈاٹس اس کے بعد تخت نشین ہوا۔ ارشاسیدی خاندان کا پانچواں بادشاہ متھریڈیٹس (سنہ ۱۹۰ ق م) ایک مشہور و معروف بادشاہ تھا اس نے وسط ایشیا کے اکثر حصہ کو فتح کیا۔

جسٹن مورخ لکھتا ہے کہ اس کے مملکت کوہ ہمالیہ سے لیکر دریائے خراط تک تھی اس کے زمانہ میں بلخ کا بادشاہ یوکراتیدس تھا جو سنہ ۱۷۵ ق م میں تخت نشین ہوا تھا۔ متھریڈیٹس نے چند لڑائیوں کے بعد والیٔ بلخ سے چند صوبے چھین کر اپنی سلطنت میں شامل کئے۔ اس کی حکومت نہایت شان و شوکت کی گزری سنہ ۱۳۶ ق م میں اس نے وفات پائی اور اس کے بعد اس کا بھائی فراتیس تخت فارسیہ پر متمکن ہوا۔ اس زمانہ میں وسط ایشیا کی یونانی ریاستیں شام کی یونانی سلطنت سے جس کا بانی سلیوکس تھا بالکل علیحدہ ہو گئی تھیں اور اس سبب سے ان کو وسط ایشیا کی وحشی اقوام سے بغیر خارجی امداد کے بجائے خود لڑنا پڑا۔ چنانچہ ایک وحشی قوم سدیا کے کوہستان سے دریائے جیحوں کی وادی میں نمودار ہوئی جس کو چینی مورخین سو کہتے ہیں اور جن کا نام بعد میں ساکا شمالی ہندوستان میں مشہور ہوا فراتیس نے نادانی سے اس وحشی قوم سے انتیاکس شام کے بادشاہ کے برخلاف مدد طلب کی اور یہ لوگ اس وقت موقع پر پہنچے کہ انتیاکس واپس جا چکا تھا۔ وحشیوں نے جب دیکھا کہ شکار ہاتھ سے جاتا رہا انہوں نے خود فراتیس پر حملہ کر دیا اور اس کو شکست دیکر قتل کر ڈالا۔

فراتیس کے بعد اس کا بھتیجہ ارتابانیس دوم تخت پر بیٹھا اور چند روز کی حکومت کے بعد قوم ساکا کے ایک قبیلہ کی لڑائی میں جس کو تھوگاری قوم کہتے تھے مارا گیا۔

اس کا بیٹا متھریڈیٹس تخت فارسیہ پر متمکن ہوا اس کے نام کے ساتھ اعظم کا لقب شامل کیا جاتا ہے

اور حقیقت میں وہ اس لقب کا مستحق بھی تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اس نے ساکا قوم سے جنگ شروع کر دی اور چند خونریز لڑائیوں کے بعد اُس نے بلخ کی مملکت کا اکثر حصہ چھین لیا۔
مگر اس جنگ کے بعد اس کو انسے زیادہ تر قوی دشمن سے روبکار ہوا۔ اس زمانہ میں رومتہ الکبریٰ نے یونان اور شام کو فتح کر کے مشرق کی طرف پیشقدمی شروع کی تھی۔ ۵۳ ۳۶ ق م کے مابین اس نے تین خونریز لڑائیاں ایسی بہادری اور ہنرمندی کے ساتھ رومتہ الکبریٰ سے لڑیں کہ دشمن کے دل پر اس کا پورا رعب چھا گیا۔ ہنیبال کے زمانہ کے بعد سے رومتہ الکبریٰ کو ایسے قوی دشمن سے کبھی واسطہ نہ پڑا تھا۔ اس کی حکومت کے آخر زمانہ میں پامپیائی نے اس کو دریائے فرات کے کنارے پر شکست دی اور اس کو کوہستان قاف میں پناہ لینی پڑی۔ گو اس کو بہت بڑی شکست ہوئی تھی مگر اس کی ہمت ابھی نہ ہاری تھی۔ وہ دوبارہ لڑنے کی تیاریاں بڑے زور و شور سے کر رہا تھا کہ اتنے میں اس کے بیٹے نے اس سے بغاوت کی۔ بیٹے کی بغاوت کا اس کے دل پر ایسا صدمہ پہنچا کہ اس نے یاس و رنج کی حالت میں خودکشی کر لی۔
یہ بادشاہ ایسا نامآور تھا کہ آجتک کریمیا اور شمالی کوہستان قاف میں اسکے کارناموں کی داستانیں بیان ہوتی ہیں۔ اس زمانہ کے بعد سے ۲۲۶ء تک فارسیہ کے بادشاہوں کو تاتاریوں کے حملوں نے اس قدر کمزور کر دیا کہ آخر کار رومتہ الکبریٰ نے اس کو فتح کر لیا۔ اس لئے ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ اس موقع پر تاتاری اقوام کی اس نقل و حرکت کا کچھ مختصر ذکر کیا جائے جو چینی ذرائع سے اور بعض قدیم سکوں سے جو زمانہ حال میں دستیاب ہوئے ہیں منکشف ہوتا ہے۔

باب سوم

تاتاری اقوام

چاؤ خاندان کی حکومت چین میں ۲۵۶ ق م تک قایم رہی اس کے زوال کے بعد چین میں چھوٹی چھوٹی آزاد ریاستیں قایم ہو گئیں جن پر بادشاہ کی حکومت صرف برائے نام ہی تھی۔ ان ریاستوں میں سے تسین قوم نے سب میں زیادہ قوت حاصل کی۔ اس قوم کا بانی تسین چی ہوانگ ٹی تھا۔ اس رئیس نے تدبیر عملی سے سب ریاستوں کو اپنا ماتحت کر لیا بعد ازاں بیرونی دشمنوں کو مغلوب کرنیکی طرف متوجہ ہوا

ان دشمنوں میں سے سب میں زیادہ قوی دشمن قوم ہنگ نو تھی جو چین کے شمال و مغرب میں آباد تھی۔ پہلے تو اُس نے چند مرتبہ اُن کے ملک پر حملے کئے آخر کار اُن کے حملوں کو روکنے کے لئے چین کے گرد ایک دیوار تعمیر کی (سنہ ۲۱۵ ق م) یہ دیوار درۂ شان ہی سے شروع ہوتی ہو اور مقام چینو پر ختم ہوتی ہے۔ یہ پندرہ سو میل طویل ہو۔ اسی کو دیوار قہقہہ کہتے ہیں۔ چونکہ یہ تاتاری قوم گھوڑوں پر سوار ہو کر چین پر حملہ آور ہوتی تھی اس لئے اس دیوار سے پار ہونا اُن کے لئے ناممکن ہوگیا۔

اس زمانہ میں ساکا قوم پامیر کے مشرق میں آباد تھی اور قوم اسون لوب جھیل کے جنوب میں رہتے تھے۔ اور ان دونوں کے بیچ میں الیغور تاتاریوں کا مسکن تھا۔ اور یوچی قوم جو تنگ نو یعنی مشرقی تاتاریوں کی ایک شاخ تھی اُس ملک میں آباد تھی جس کے شمال میں مستاغ پہاڑ ہیں اور جنوب میں کونلن پہاڑ ہیں اور مغرب میں دریائے ہوانگ ہو اور مشرق میں ختن واقع ہو۔

سنہ ۲ ق م میں قوم تنگ نو یعنی مشرقی تاتاری اور ہنگ نو یعنی مغربی تاتاریوں میں لڑائی شروع ہوگئی۔ مغربی تاتاریوں کا بادشاہ یعنی قوم ہن یا ہنگ نو کا موتھی نام تھا۔ موتھی نے مشرقی تاتاریوں کی شاخ یوچی کو شکست دیکر اُن کے وطن سے نکالدیا اور وہ دریائے ایلی کی طرف بھاگ گئے۔ اس فتح سے موتھی کی سلطنت والگا دریا سے لیکر چین تک ہوگئی۔ اس زمانہ میں چین کا بادشاہ کاولٹسو نام تھا۔ (سنہ ۱۹۴-۲۰۲ ق م) اس کو موتھی کی فتوحات سے بہت خوف پیدا ہوا اور اُس نے موتھی پر لشکر کشی کی مگر شکست کھا کے اپنے ملک کو بھاگنا پڑا۔ اس فتح کے بعد موتھی تاتار کی طرف بڑھا اور قوم یوچی کو دوبارہ شکست دیکر دریائے ایلی سے بھی نکالدیا۔ اس شکست سے یوچی قوم متفرق ہوگئی۔ ایک گروہ جسکو خورد یوچی کہتے ہیں تبت کو چلا گیا۔ اور بڑا گروہ کاشغر۔ یارقند اور ختن کی طرف گیا۔ اور سنہ ۱۶۳ ق م میں انہوں نے اس ملک سے ساکا قوم کو نکالدیا۔

جب ساکا قوم یہاں سے نکالدی گئی وہ بلخ کے ملک میں چلی آئی اور وہاں کی یونانی سلطنت پر حملہ کیا۔ اس صورت سے بلخ کی یونانی سلطنت پر دو جانب سے حملے ہونے لگے۔ ایک طرف سے ساکا قوم اور دوسری طرف سے فارسیہ سلطنت۔ آخر کار ساکا قوم کو پامیر کی مشرق کی طرف یعنی ہکساپولس کی طرف ہٹنا پڑا اور وہ الیغوز قوم میں جو اُس ملک کے پہلے سے مالک تھے مل گئے۔ ساکا قوم کی ایک شاخ وادی یارقند کے شمال میں آباد ہوئی اور دوسری شاخ سریکول اور شغنان کی چھوٹی ریاستوں کو چلی گئی۔

ان مقامات کی زبان میں ابتک ساکا قوم کی زبان کا اثر باقی ہے۔ بعض ساکا قرا قرم سے پار ہوکر شمال و شرقی ہندوستان میں چلے گئے۔

اس زمانہ کے مدفون سکے جو حال میں دستیاب ہوئے ہیں چینی مورخین کی تصدیق کرتے ہیں کہ سغدان سے یونانیوں کی حکومت ۱۶۳ ق م میں اُٹھ گئی تھی اور اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد ساکا قوم نے بلخ سے بھی یونانیوں کو نکال دیا تھا اور سلطنت فارسیہ مرغستان یعنی مملکت مرو پر قابض ہوگئی تھی۔

جب ساکا قوم نے یونانیوں کو بلخ سے نکالا تو یہ لوگ مشرق کی طرف بھاگے اور بخارا میں آباد ہوئے۔

چنانچہ قوم تاجیک کے خط و خال سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ یونانیوں کی نسل میں سے ہیں۔

مملکت بلخ میں قوم ساکا زیادہ زمانہ تک قابض نہ رہ سکی کیونکہ ۱۲۰ ق م میں یوچی قوم نے ساکا کو بلخ میں بھی چین نہ لینے دیا اور ساکا قوم اور باقیماندہ یونانیوں کو وہاں سے مار کر نکال دیا اور کل طخارستان پر قابض ہوگئے۔

طخارستان اس وسیع ملک کا نام ہے جس میں بلخ و کندز و حصار و واخان اور بدخشان مقامات واقع ہیں۔ یوچی قوم کی ایک شاخ طخاری نام تھی اس لئے اس کا نام طخارستان رکھا گیا ہے۔ ساکا قوم بلخ سے نکلکر قندہار و سیستان و سغدان میں آباد ہوگئی۔ یوچی قوم نے تمام مملکت بلخ کو اپنے پانچ قبیلوں پر تقسیم کرلیا۔ ہر قبیلہ کا تختگاہ جداگانہ تھا جس میں سے ایک کا دارالحکومت بامیان پر تھا۔ تقریباً یوچی قوم کی ایک صدی تک یہ تقسیم قایم رہی۔ اور اس عرصہ میں بلخ کی حکومت کے لئے یوچی قوم اور فارسیہ کی یونانی سلطنت میں اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں۔

اس زمانہ میں یوچی قوم کے قدیم دشمن ہنگ نو یا ہن یعنی مغربی تاتاری کو چینیوں نے بہت لڑائیوں کے بعد مغلوب کرکے اپنی سلطنت میں شامل کرلیا تھا (۶۰ ق م)۔ ان قدیم دشمنوں کے مغلوب ہونے سے یوچی قوم اپنے جدید وطن میں مستقل طور پر آباد ہوگئی۔ ۳۰ ق م میں ان کے پانچ قبیلوں میں سے ایک قبیلہ کے سردار کوئی شانگ نامی نے باقی قبیلوں کو اپنا مطیع کرلیا اور کل قوم اس سردار کے نام سے مشہور ہوئی جس کا اصلی نام کثرت استعمال سے ایک مدت کے بعد کوشان مشہور ہوگیا۔

کوشان قوم نے کابل و قندہار پر بھی رفتہ رفتہ قبضہ کرلیا جو ارساشیدی اور ساکا قوم کے قبضہ میں تھی۔ سنہ عیسوی کی ابتدا میں معلوم ہوتا ہے کہ وسط ایشیا میں سب میں بڑی سلطنت کوشان قوم کی تھی کیونکہ

روم‌تہ الکبریٰ میں کوشانی سلطنت کے سفیر موجود تھے اور ٹراجن اور ہیڈریان قیصران کے عہدِ حکومت میں کوشانی سلطنت نے یورپ میں اس غرض سے سفیر بھیجے تھے کہ فارسیہ سلطنت کے برخلاف روم‌تہ الکبریٰ سے عہدنامہ کئے جائیں۔ اسی طرح چینی ذرائع سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ سنہ ۹۸ء میں کوشان قوم کی سلطنت بہت زبردست تھی۔ جب چینی جرنیل پنچاو بحر کاسپیس کے کنارہ ایک مہم پر سنہ ۹۵ء میں گیا تو کوشان سلطنت میں اس کی بہت تعظیم وتکریم ہوئی۔ اور شاہِ چین کو سالانہ تحائف بھیجنے کا کوشانی بادشاہ نے وعدہ کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تیسری صدی عیسوی میں کوشان قوم کابل وقندہار وکشمیر سے نکال دیئے گئے تھے اور تقریباً سنہ ۴۲۰ء میں قوم افتالی نے اُن کو بلخ سے نکال دیا تھا۔

کوشان قوم کا آخری بادشاہ جس کا پتہ تاریخ میں لکھا ہے کتّولو نام تھا۔ اس بادشاہ نے قندہار کو ازسرِنو فتح کیا تھا۔ اس کا بیٹا قندہار کے ملک کا حاکم کتّولو کے بعد ہوا جس کا تختگاہ پشاور تھا۔ اس کی نسل ایک عرصہ تک پشاور اور چترال وغیرہ ملک پر حکمراں رہی چنانچہ چترال کے حاکم کا لقب قتور یا کتور اسی کے نام پر آج تک ہے۔

جب افتالی قوم نے سنہ ۴۲۰ء میں کوشانیوں کو بلخ سے نکالا وہ تاریخ میں مختلف ناموں سے مشہور ہیں۔ یہ کہیں افتالی اور کہیں ہیتیالی کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ چینی مورّخ ان کو یتہا قوم کہتے ہیں۔ اس قوم کا وطن دیوارِ قہقہہ کے شمال میں تھا۔ پہلی صدی عیسوی کے بعد یہ لوگ جنوب کی طرف بڑھ آئے اور قوم جوین جوین کی ماتحت رہی آخر کار اس ماتحتی سے نکلکر وہ اس وسیع سلطنت کے مالک ہوگئی جو سرحدِ ایران سے ملتی تھی اور جس میں قندہار و کاشغر اور ختن کے ملک شامل تھے۔

اس قوم کے خروج کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ سنہ ۳۶۰ء کے قریب جوین جوین قوم کا ایک بادشاہ تلن نامی بڑا فاتح ہوا اُس نے اور قوموں کو مطیع کرکے ایک وسیع سلطنت قائم کی جو کوریا سے لیکر یورپ تک تھی۔ جوین جوین کے ہاتھ سے بچکر قوم ہنگ نو کے بعض قبائل بھاگ کے ماوراء النہر میں داخل ہوئے۔ ان قبیلوں میں سے ایک افتالی قوم بھی تھی جو سنہ ۴۲۵ء میں ماوراء النہر میں آئے اور سنہ ۴۳۴ء میں اُن کا ایک سردار اٹیلا نام یورپ میں گیا۔

جب یہ قوم ماوراء النہر میں پہنچی وہاں پانسو برس سے کوشان قوم حاکم تھی۔ انہوں نے کوشانیوں کو مفتوح کیا اور ایک سو تیس برس تک (سنہ ۴۲۵-۵۵۷ء) وہاں حکومت کرتے رہے ان کی اکثر

لڑائیاں ایران کے ساسانی بادشاہوں سے ہوتی رہیں۔ اس زمانہ میں افتالیوں کے سرداروں کا لقب خاقان تھا۔

بعض چینی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ افتالیوں کے زمانہ حکومت میں کوشانی حکومت وسط ایشیا سے بالکل نیست و نابود نہیں ہوئی تھی بلکہ آب جیحون کے کنارہ پر اور فرغانہ میں چند چھوٹی چھوٹی ریاستیں بہت دن تک قایم رہیں۔

باب چہارم

(ساسانی خاندان)

یونانی فارسیہ سلطنت کے زوال پر ساسانیوں کے خاندان کا عروج ہوا جو ایرانی بادشاہ تھے۔ سکندر کی وفات کے بعد یونانی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ فارس کا صوبہ یونانی فارسیہ سلطنت میں شامل تھا مگر صرف برائے نام۔ درحقیقت ہر سردار اپنی ریاست کا آزاد حاکم تھا۔ اس زمانہ کو ایرانی مورخ ملوک طوایف کا زمانہ لکھتے ہیں۔ ان سرداروں میں سے سب سے زیادہ قوی سردار اشکان نامی تھا۔ اشکانیوں کے خاندان میں حسب ذیل حاکم گزرے۔ اشک۔ شاپور۔ بہرام۔ بلاش۔ ہرمز۔ نوش۔ فیروز۔ بلاش۔ خسرو۔ بعض مورخین نے اس خاندان کا سلسلہ دوسرا لکھا ہے۔ اشکان۔ اولاد۔ بلاش۔ گودرز۔ بیژن۔ گودرز۔ نرسی۔ ایرانی مورخین اردوان کو جو سلطنت فارسیہ کا آخری بادشاہ تھا اشکانیوں کا آخری بادشاہ بیان کرتے ہیں۔ جیسا کہ صاحب روضۃ الصفا نے بعض ایرانی تاریخوں سے اخذ کر کے تحریر کیا ہے۔ سلطنت فارسیہ کا آخری بادشاہ اردوان تھا۔ اردوان کے زمانہ حکومت میں اردشیر بابکاں کا عروج ہوا۔ اردشیر ساسان کا پوتا اور بابک کا بیٹا تھا۔ اردوان کا تختگاہ کرے تھا اس نے فارس کے صوبہ کو اپنے ایک نایب کے سپرد کر رکھا تھا۔ اردشیر کا باپ بابک آتش خانوں کا محافظ تھا اور اردشیر داراب گرد کی حکومت پر مقرر تھا۔ اردشیر کی ترغیب سے بابک نے فارس کے حاکم کو قتل کر ڈالا اور خود فارس پر قبضہ کر لیا۔ بابک نے مرنے سے پہلے اپنے بڑے بیٹے شاپور کو فارس کی حکومت دیدی اور اردشیر کو محروم کر دیا۔ اس سبب سے دونوں بھائیوں نے بابک کے بعد لڑائی کی تیاریاں کیں۔ ابھی لڑائی کی نوبت نہ پہنچی تھی کہ

شاپور یکایک مرگیا اور اردشیر فارس کا مالک ہوگیا۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ شاپور کو اس کے بعض نمک حرام سرداروں نے گرفتار کرکے اردشیر کے حوالہ کردیا اور وہ قید میں مرگیا۔ جب اردشیر اس طرح فارس کے صوبہ پر قابض ہوگیا اس نے کرمان و یم وغیرہ صوبوں کے سرداروں کو یکے بعد دیگر مغلوب کیا اور آخرکار ۲۱۲ء میں بابل کے قریب اردوان پر ایک خونریز لڑائی کے بعد غالب آگیا۔ اس لڑائی میں اردوان مارا گیا اور فارسیہ سلطنت کا اختتام ہوگیا۔ اردشیر نے اصطخر کو اپنا تختگاہ مقرر کیا مگر وہ خود زیادہ تر مدائن میں رہتا تھا۔

ایرانی مورخ لکھتے ہیں کہ اس نے ہمدان و جبل و آرمینہ و موصل تک مغرب میں اور سجستان و جرجان و نیشاپور و مرو و بلخ و خوارزم مشرق میں فتح کئے۔ خواہ یہ فتوحات جو اس سے منسوب کئے جاتے ہیں صحیح ہوں یا اس میں مبالغہ ہو مگر اس میں شک نہیں کہ اردشیر نہ صرف ایک بڑا فاتح تھا جس نے ایک گمنام حالت سے عروج کرکے ایک بڑی سلطنت حاصل کرلی بلکہ وہ ایک نہایت عقیل۔ مدبر ملکی تھا۔ کہ اس نے تھوڑے زمانہ میں اُس سلطنت میں امن اور انتظام قایم کردیا جہاں پانسو برس سے خونریزی اور بدانتظامی پھیلی ہوئی تھی۔ ۲۴۱ء میں اردشیر نے اپنے بیٹے شاپور کو اپنا جانشین مقرر کیا اور خود تاج و تخت سے دست کشی کی۔

شاپور سے دس برس تک روئتہ الکبریٰ سے لڑائیاں رہیں آخرکار ۲۶۰ء میں شاپور نے شاہ ولیران کو شکست دیکر قید کرلیا اور وہ قید میں مرگیا۔ اس وقت کے جو سکے دستیاب ہوتے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ شاپور کی سلطنت خراسان کے مشرقی ممالک پر بھی تھی اور اُسی کے وقت میں نیشاپور اور شاپور ہیں جو شمالی ایران میں واقع ہیں فتح ہوئے۔ ۲۷۲ء میں شاپور نے وفات پائی اور اس کا بیٹا ہرمز ساسانی تخت پر متمکن ہوا۔ اس کے عہد میں بھی روئتہ الکبریٰ سے بہت لڑائیاں رہیں۔ شام اور آرمینہ اور ایشیائے کوچک کو کبھی شاپور فتح کرلیتا تھا اور کبھی وہ رومیوں کے قبضہ میں آجاتے تھے ہرمز کے بعد بہرام اول و دوم و سوم تخت پر بیٹھے اور اُن کے بعد نرسی اور ہرمز اور شاپور ذوالاکتاب تخت نشین ہوئے۔

ان بادشاہوں کے عہد حکومت میں کوئی واقعہ قابل بیان نہیں گزرا نہ ان کو وسط ایشیاء کی تاریخ سے کوئی تعلق رہا۔ شاپور ذوالاکتاب کے عہد میں بھی رومیوں سے چند سخت لڑائیاں

ہوئیں۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ شاپور کو رومیوں نے قید بھی کر لیا تھا مگر اس نے یکایک قید سے رہائی پاکر قیصر روم پر حملہ کیا اور اُس کو شکست دی۔ شاہ پور کے زمانہ میں بعض عرب سرداروں نے بھی ایرانی حکومت میں دخل پا لیا تھا شاہ پور نے اُن کو بھی شکست دیکر ملک سے نکالدیا۔

شاپور کے بعد اردشیر۔ شاپور۔ بہرام۔ یزدجرد اثیم تخت نشین ہوئے۔ یزدجرد اثیم ایک ظالم شراب خوار بادشاہ تھا۔ اس کے بعد اس کا مشہور اور نامور بیٹا بہرام گور ایران کے تخت پر متمکن ہوا چونکہ اس کو گور کے شکار کا بہت شوق تھا اس لئے اس کا لقب بہرام گور مشہور ہوا۔ یہ بادشاہ اردشیر بابکان کی طرح بہت عقلمند بادشاہ گزرا ہے۔ اوایل عہد حکومت میں اس کو رومتہ الکبریٰ سے لڑنا پڑا۔ اس لڑائی میں بہرام کو ناکامی ہوئی اور آخرکار رومتہ الکبریٰ سے صلح ہوگئی۔ اس لڑائی سے فراغت پاکر بہرام گور عیش و آرام میں مشغول ہوگیا جس سے افتالیوں کے خاقان کو ایران کے صوبوں پر تاخت کرنے کی جرأت ہوئی افتالیوں نے خراسان کے ملک کو لوٹ لیا اور برباد کر دیا۔ بہرام گور نے یکایک غفلت کے پردہ کو دور کرکے بہت قلیل فوج سے افتالیوں پر غیر معروف راستوں سے بسرعت تمام گزر کر شبخون مارا اور اُن کے لشکر کو باوجود کثیر التعداد ہونے کے کامل شکست دی اس لڑائی میں افتالیوں کا خاقان بہرام گور کے ہاتھ سے مارا گیا۔

ایرانی مورخین لکھتے ہیں کہ اس فتح کے بعد بہرام گور کو یہ شوق پیدا ہوا کہ ہندوستان کی سیر کرے چنانچہ اس نے اپنے وزیر کے سپرد ملک کا انتظام کیا اور آپ بھیس بدلکر ہندوستان میں پہنچا اور بہت دنوں تک وہاں رہکر صحیح وسلامت اپنے ملک کو پھر آیا اور اپنے وزیر نرسی کو بہت فوج دیکر روم کی طرف بھیجا اس دفعہ بہرام گور روم پر غالب آیا بعدازاں اس نے یمن پر لشکرکشی کی اور وہاں کے باغیوں کو قتل وغارت کیا۔ ایرانی مورخین کے قول کے موافق بہرام گور نے تریسٹھ سال سلطنت کی اور ۴۳۵ء میں وفات پائی۔

بہرام کے بعد اس کا بیٹا یزدجرد دوئم تخت نشین ہوا اور اُنیس سال تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس کے عہد حکومت میں افتالیوں سے آرمینہ اور خراسان میں بہت لڑائیاں رہیں جن میں زیادہ تر افتالیوں کو فتح حاصل ہوئی۔ ایرانی مورخین کے قول کے موافق اس نے رومیوں پر بھی چڑھائی کی تھی جسمیں اُسکو کامیابی نصیب ہوئی اور انہوں نے خراج دینا منظور کیا۔ ۴۵۷ء میں اس کی وفات ہوئی اور اسکر

دونوں بیٹوں ہرمز سوم اور فیروز میں خانہ جنگی ہوئی۔ یزدجرد نے فیروز کو نیمروز کا حاکم مقرر کر دیا تھا۔ ہرمز یزدجرد کے انتقال کے وقت دارالسلطنت میں موجود تھا اس نے ایرانی امرا کو اپنی جانشینی پر راضی کرلیا اور تخت پر بیٹھ گیا۔ فیروز ناچار ہیاطلہ کے خاقان کے پاس چلا گیا۔

ایرانی مورخین اس خاقان کا نام خوشنواز لکھتے ہیں مگر حال کے مورخین کے نزدیک اُس کا نام اخ شنوار تھا۔ ہیاطلہ کے خاقان نے تیس ہزار فوج سے فیروز کی مدد کی مگر اس سے یہ وعدہ لیلیا کہ کامیابی کے بعد فیروز ترمذ اور اس کے مضافات خاقان کے حوالے کر دے۔ اس امداد سے فیروز نے اپنے بھائی پر فتح پائی اور اس کو قتل کر ڈالا۔ فیروز کی حکومت کے دوسرے سال میں سات برس کا قحط پڑا مگر اس نے ایسا عمدہ انتظام کیا کہ بقول طبری کے ایک متنفس بھی اس قحط سے ہلاک نہ ہوا۔ فیروز نے اس وعدہ کا ایفا نہ کیا جو اس نے خوشنواز سے کیا تھا بلکہ اُس کے برخلاف موقع پاکر خوشنواز کے بیٹے کے زمانہ میں ہیاطلہ قوم پر ۸۴ء میں حملہ کیا۔ بعض مغربی مورخین کے نزدیک اس عہد شکنی کا سبب یہ تھا کہ رومۃ الکبریٰ کے بادشاہ نے ہیاطلہ کو بھڑکا کے ایرانی سرحد پر حملہ کرادیا تھا اور فیروز کو ناچار جواب ترکی بہ ترکی دینا پڑا۔

بعض مورخین اس لڑائی کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ ہیاطلہ کے خاقان نے فیروز سے امداد گزشتہ کے معاوضہ میں اس قدر سخت شرطیں پیش کیں کہ اُن کو فیروز کسی طرح قبول نہ کر سکتا تھا اور فیروز کو ناچار لڑنا پڑا۔ اس لڑائی کا نتیجہ فیروز کے لئے اچھا نہ ہوا پہلے پہل تو اس کو ہیاطلہ پر خفیف فتوحات حاصل ہوئیں مگر انجام میں اس کو شکست ہوئی۔ چند بار اس کو نہایت ذلیل شرائط قبول کرنی پڑیں جن کا ایفا اس سے کسی طرح ممکن نہ ہو سکا ایک مرتبہ اس کو اپنے بیٹے قباد کو دو سال تک ہیاطلہ کے خاقان کے پاس ضمانت کے طور پر چھوڑنا پڑا۔ دوسری مرتبہ وہ خود گرفتار ہو گیا اور بہت ملکی نقصان اُٹھا کے رہائی پائی۔

۸۴ء میں فیروز نے ہیاطلہ سے انقطاعی جنگ کرنے کی بہت بڑی تیاری کی اور نہایت جرار اور کثیر التعداد لشکر کے ساتھ اُن پر حملہ کیا۔ مگر اس دفعہ بھی اس کے نصیبے نے یاوری نہ کی اور وہ اس لڑائی میں مارا گیا اور اس کی بیٹی قید ہو گئی اور اس کو خاقان نے اپنی حرموں میں داخل کیا۔ ہیاطلہ یعنی افتالیوں نے ایران پر تاخت کیا اور ملک کو بہت کچھ قتل و غارت کرنا شروع کر دیا۔

اس زمانہ میں سوخرا نامی ایک ایرانی سردار ارمینیہ کی بغاوت کو فرو کرنے میں مصروف تھا جب اس کو خبر پہنچی کہ بادشاہ قتل ہوا اور ہیاطلہ نے ملک پر حملہ کر دیا ہے وہ اپنی آزمودہ کار فوج کے ہمراہ بہت جلد تختگاہ کی طرف روانہ ہوا اور بلاش فیروز کے بھائی کو تخت نشین کیا۔ بلاش نے کچھ خراج دینے کا وعدہ کرکے تاتاریوں سے ملک کو خالی کیا۔ مگر اہل فارس بلاش سے رضامند نہ ہوئے اور زردشتی پادریوں نے ۴۸۸ء میں اس کو قید کرکے اُس کی آنکھیں نکلوا ڈالیں تاکہ فارسی قوانین کے موافق وہ پھر بادشاہ نہ رہ سکے۔

بلاش کی تخت نشینی کے وقت قباد پسر فیروز ہیاطلہ کے خاقان کے پاس بھاگ گیا تھا اور اس سے بلاش کے برخلاف امداد طلب کی تھی۔ راہ میں اس نے نیشاپور کے ایک امیر کی بیٹی سے نکاح کیا اور اس کے بطن سے نوشیرواں پیدا ہوا۔ خاقان نے چار سال تک قباد کو امداد دے کر منتظر رکھا بعد ازاں اس کی معقول جمعیت سے مدد کی اور قباد ایران کی طرف روانہ ہوا۔

نیشاپور میں پہنچ کر اس نے بلاش کا حال سنا۔ اُس نے ہیاطلہ کی فوج کو واپس کیا اور خود مدائن میں پہنچا۔ ایرانیوں نے بہت خوشی سے اس کو تخت پر بٹھایا۔ ابتدائے حکومت میں قباد نے سلطنت کا کل اختیار سوخرا کے سپرد کر دیا۔ مگر جب چند سال بعد اس کو یہ معلوم ہوا کہ اہل فارس سوخرا کو بادشاہ سمجھتے ہیں اور اس کو کوئی خیال میں نہیں لاتا تو اُس نے سوخرا کو شاپور لشکر کے سپاہ سالار کی مدد سے مروا ڈالا۔ اس کی سلطنت کے دسویں سال میں مزدک حکیم نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اُس کی تعلیم یہ تھی کہ سب بنی آدم برابر ہیں خواہ کوئی امیر ہو یا فقیر۔ پھر کیا وجہ کہ ایک کے پاس دولت زیادہ ہو اور دوسرا افلاس میں مبتلا ہو ایک بیسیوں عورتوں سے عیش اڑائے اور دوسرے کو ایک جورو بھی نصیب نہ ہو۔ چاہئے کہ سب لوگ مساوی طور پر اپنے مقبوضات کو آپس میں تقسیم کرلیں۔ غرضکہ مزدک کی تعلیم کے اصول وہی تھے جو آج کل یورپ میں انارکسٹ فرقہ بہت شد و مد سے تعلیم کر رہا ہے۔ اس تعلیم کے ساتھ مزدک کی یہ بھی تعلیم تھی کہ ہر شخص کو چاہئے کہ اپنی زندگانی نہایت درجہ زہد و تقوے کے ساتھ گزارے اور ترک حیوانات کرے۔ بادی النظر میں اس تعلیم میں کوئی قباحت نہ تھی مگر افسوس ہے کہ مزدک کے معتقدین نے اپنے پیر کی تعلیم کو بھی بدنام کیا۔ اُس کے مریدوں میں زیادہ تر اراذل اور اوباش شامل ہوئے جو اوروں کے مال کو ناجائز طور پر حاصل کرنا چاہتے تھے اور اپنی خواہشات نفسانی کو

پورا کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے اُس کی نفس کشی کی تعلیم کو بالائے طاق رکھا اور امرا و رؤسا کے مال و ناموس پر دست برد شروع کیا۔ قبادؔ نے شاید اس خیال سے کہ یہ ذریعہ سرکش امراء کے دبانے کا بہت عمدہ ہے مزدک کو اپنا پیر بنایا۔ بادشاہ کی جانب داری سے اراذل کی جرأت زیادہ بڑھ گئی۔ اور وہ ایران کے امراء و رؤساء کی عورتوں کو اور دولت کو زبردستی تصرف میں لانے لگے۔ اس سے تمام ملک میں ایک ہل چل پڑ گئی اور بد انتظامی ہو گئی۔ آخر کار امراء نے قبادؔ کو گرفتار کر لیا۔ اور اس کے بھائی جاماسپ کو اس کی جگہ تخت نشین کیا۔ قبادؔ موقع پا کر ہیاطلہ یعنی افتالیوں کے پاس بھاگ گیا۔ سنہ ۵۰۱ء میں وہ افتالیوں کی ایک زبردست فوج لیکر مدائن کو واپس آیا اور اپنے بھائی کو شکست دیکر دوبارہ ایران کے تخت پر بیٹھا۔

اسی عرصہ میں رومیوں سے لڑائی شروع ہو گئی۔ اس زمانہ میں رومیوں کا بادشاہ اناسٹاسیس تھا۔ ایک عرصہ تک دونوں سلطنتوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں جس سے سوائے اسکے کہ دونوں سلطنتیں کمزور ہو گئیں اور کوئی نتیجہ نہ نکلا گو عموماً قباد کو زیادہ کامیابی حاصل ہوئی اور رومیوں کو زیادہ شکستیں ہوئیں۔ آخر کار سنہ ۵۰۶ء میں دونوں سلطنتوں میں کچھ دنوں کے لئے صلح ہو گئی مگر قباد کی سلطنت کو چین نہ ملا۔ رومیوں کی لڑائیوں کے ختم ہوتے ہی ایک تاتاری قوم سے اس کو سخت لڑائی لڑنی پڑی معلوم نہیں کہ یہ قوم افتالی تھی یا اس کی کوئی اور شاخ تھی۔ اس جنگ میں بھی قبادؔ فتحمند رہا۔

مگر ان دونوں مہمات سے زیادہ مشکل کام اس کو یہ کرنا پڑا کہ جو خرابیاں اور بد انتظامی مزدک کے مریدوں کے ہاتھ سے سلطنت میں پڑ رہی س کا انسداد کیا جائے۔ مزدک کے مرید ملک کے مالک بنتے گئے تھے جس رئیس کے گھر میں چاہتے تھے گھس جاتے تھے اُس کے ناموس میں رخنہ ڈالتے تھے اور اس کے مال پر قبضہ کر لیتے تھے۔ سنہ ۵۲۸ء میں قبادؔ ان لوگوں کے انتظام کی طرف متوجہ ہوا اور بہت مشکل سے اس نے ملک میں از سر نو قانون اور انتظام قائم کیا۔

مرنے سے پہلے اس کو یہ فکر ہوا کہ اس کے بعد نوشیرواں کی تخت نشینی یقینی امر ہو جائے۔ اس خیال سے اس نے روم الکبریٰ سے یہ معاملہ کرنا چاہا کہ قیصر نوشیرواں کو اپنا متبنّیٰ کر لے۔ ایک وقت میں قیصر روم اس درخواست کو بہت خوشی سے قبول کرتا تھا مگر آخر کار اس کے امراء کی صلاح سے [illegible] درخواست نامنظور کی گئی۔

سنہ ۵۳۱ء میں قباد نے وفات پائی۔ قباد بہت عقلمند اور مدبر بادشاہ تھا۔ اس کی جنگی لیاقت بھی عمدہ تھی۔ ہرچند کہ اُس نے بہت مصائب اُٹھائے مگر پھر بھی بہمہ وجوہ اسکو سلطنت میں بہت کامیابی حاصل رہی۔

قباد کے بعد اس کا بیٹا کسریٰ تخت نشین ہوا جو نوشیرواں عادل کے لقب سے آج تک تمام مشرق میں مشہور و معروف ہے جس قدر اس کا ملکی انتظام قابل تحسین اور عادلانہ تھا اُسی قدر اسکی جنگی قوت بھی بہت زبردست تھی جس سے وہ اپنے دشمنوں پر غالب رہا۔ نوشیرواں کے زمانہ میں بھی مزدکیوں کے فسادات ابھی باقی تھے نوشیرواں نے بہت عمدگی کے ساتھ اُن کو فرو کیا۔ اس کے بعد اُس نے اپنی سلطنت کو چار صوبوں پر تقسیم کیا۔ اسیر۔ عراق۔ فارس و بلخ۔ ہر صوبہ کے کام پر ایک وزیر مقرر کیا گیا اس کی سلطنت میں اُن لوگوں کو اعلیٰ عہدہ دیئے جاتے تھے جو لیاقت رکھتے تھے نہ کہ اُن کو جو مالدار تھے۔ اُس نے راشیوں اور ظالموں کو اپنے دربار سے نکالدیا۔ اس کے زمانہ میں عدالتیں کھلی ہوئی تھیں۔ اس سبب سے جو کارروائی عدالتوں میں ہوتی تھی وہ ہزاروں آدمیوں کے روبرو ہوتی تھی۔ ہزاروں آدمی صرف اس کام پر مقرر تھے کہ حاکموں کی زیادتیوں کی خبر بادشاہ کو پہنچائیں۔ نوشیرواں بذات خود اپنے ملک کا دورہ کرتا رہتا تھا اور حکّام کی نگرانی کرتا تھا۔ ادہر کسی حاکم سے خطا ہوئی اُدہر اس کو سزا ہوئی اس سبب سے اس کے تمام سلطنت میں کسی کو ظلم کرنے کی جُرأت نہوتی تھی۔ اُسکو اپنی رعایا کی تعلیم کا بہت خیال تھا اور زراعت کی ترقی کی طرف بہت کوشش تھی۔ فارس کے ہر شہر میں اُس نے یتیم خانے اور محتاج خانے قایم کئے۔ کاشتکاروں کو مویشی اور آلات زراعت تقسیم کرتا تھا اور اگر اُن میں مقدرت نہوتی تھی تو بیج کے لئے اناج سرکار کی طرف سے ملتا تھا۔ آبپاشی کا محکمہ نہایت احتیاط کے ساتھ نہروں کا پانی تقسیم کرتا تھا۔ جس سے اکثر ویرانے سرسبز ہوگئے اور وہ نوشیرواں کی نیکیوں کی بآواز بلند گواہی دیتے تھے۔ نوشیرواں صرف عادل ہی نہ تھا بلکہ بہت بڑا عالم تھا۔ ایک دفعہ یونان کے سات بڑے حکیم اُس کے دربار میں آئے تھے۔ جب نوشیرواں نے اُن سے علمی مباحثہ کیا تو وہ حیران رہ گئے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ افلاطون کا شاگرد ایران کے تخت پر بیٹھا ہے۔ چونکہ خود عالم تھا اس لئے علم دوست اور عالم دوست تھا۔ جو عالم اُس کے دربار میں گیا وہ مستغنی ہوگیا۔ جو مدارس اس نے قایم کئے ان سے بڑے بڑے شاعر اور حکیم تربیت پاکے نکلے۔

اندرون ملک کے انتظام سے فراغت پاکے اس نے رومتہ الکبریٰ سے لڑائی کی تیاری کی۔ رمتہ الکبریٰ نے عہد ناموں کے خلاف اس کے ملک کو غارت کیا تھا۔ کسریٰ نے انطاکیہ تک رومیونکا ملک فتح کیا مگر بلیسارس قیصر کے نامور جرنیل کی عاقلانہ کارروائی سے اس کو مدآین کی طرف واپس آنا پڑا۔ آخر کار بہت لڑائیوں کے بعد نوشیرواں اور جسٹنین قیصر میں صلح ہوگئی اور قیصر نے تیس ہزار اشرفی سالانہ کا خراج قبول کیا۔

رومیوں کی لڑائی کے بعد اس نے افتالیوں کو جنہوں نے اس کے مشرقی صوبوں میں فساد برپا کر رکھا تھا کامل شکست دی افتالیوں کی لڑائی میں نوشیرواں کو سہولیت اس سبب سے اور بھی ہوئی کہ اس زمانہ میں ان کو قوم اتراک سے بکار ہوا جن کو چینی مورخ توکیو کہتے ہیں۔ ساسانیوں کی تواریخ میں ان نہروں کی طرف پہلا اشارہ ۵۵۴ء میں ملتا ہے۔ اس زمانہ میں یہ ترک دو خواتین کے ماتحت تھے۔ ان کی مشرقی ریاست دریائے یورال اور منغولیہ کے مابین واقع تھی اور انکی مغربی ریاست کوہ التاوی اور جیحوں کے مابین تھی۔ ۵۴۶ء میں ان ترکوں کے خاقان تومن نامی نے قوم جوین جوین کے خاقان توپنگ نامی سے اس کی بیٹی نکاح میں طلب کی۔ اس توہین آمیز درخواست سے توپنگ نے انکار کیا اور ترکی خاقان نے شاہ چین کی بیٹی سے نکاح کرکے توپنگ پر چڑہائی کی اور چینیوں نے اس میں اسکی مدد کی۔ اس لڑائی میں توپنگ کو کامل شکست ہوئی اور اس روز سے ترکی خاقان نے ایلخان کا لقب اختیار کیا اور توکن تیخ کوہستان میں جہاں سے دریائے ارتش نکلتا ہے اپنا دارالحکومت قایم کیا۔ ۵۵۳ء میں اس کا انتقال ہوگیا اس کے بیٹے کو لو کے بعد اس کا مشہور بھائی موکن خاں تخت نشین ہوا۔

۵۵۴ء میں موکن خاں سے کسریٰ نے ہیاطلہ کے برخلاف اتحاد کیا۔ اس عرصہ میں ترکوں نے جوین جوین قوم کو فتح کیا اور بدخشاں میں داخل ہوئے اور افتالیوں سے لڑائیاں ہونے لگیں۔ ایک جانب سے ترکوں نے اور دوسری جانب سے نوشیرواں نے ہیاطلہ کو دبانا شروع کیا اور آخر کار ۵۶۵ء میں افتالیوں کی سلطنت کو نوشیرواں نے اور ترکوں نے آپس میں تقسیم کر لیا۔ اس تقسیم کی رو سے طخارستان۔ کابلستان و چغانیاں اور دیگر بلاد ہیاطلہ نوشیرواں کے حصہ میں آئے اور ماوراءالنہر پر موکن خاں کا قبضہ ہوا اور دونوں سلطنتوں کی حد فاصل آب جیحوں قرار پایا۔

ایرانی مورخین کا قول ہے کہ ماوراء النہر بھی ایرانیوں کو ملا تھا مگر جو چینی سیاح ہیونگ تسانگ نامی اس زمانہ میں ماوراء النہر میں گیا تھا اُس نے اپنی کتاب میں ایرانیوں کا بالکل ذکر نہیں کیا صرف ترکوں کا اور دیگر وحشی قوموں کا حال لکھا ہے۔

نوشیرواں میں اور ترکی ال خان میں اس قدر ربط اور اتحاد بڑھ گیا تھا کہ ال خان کی بیٹی نوشیرواں سے منعقد ہوئی اس اتحاد سے روتہ الکبریٰ کے قیصر کو اپنی مشرقی سلطنت کی طرف سے بہت اندیشہ پیدا ہوا اور اُس نے اس اتحاد کے توڑنے میں بہت کچھ کوشش کی اور ال خان کے پاس اس غرض سے چند مرتبہ سفارت بھیجی۔ کہتے ہیں کہ اس کوشش میں قیصر کو کسی قدر کامیابی بھی حاصل ہوئی اور ترکوں نے اُس کی سرحد پر کچھ فساد بھی کیا۔ مگر جب نوشیرواں نے اپنی سرحد پر دربند کا مشہور قلعہ تعمیر کیا اُس وقت سے ترکوں کے حملوں سے اُس کا ملک محفوظ ہوگیا اور اس بادشاہ کی زندگی کا آخری حصّہ امن اور صلح میں گزرا۔

اسی بادشاہ کے زمانہ میں بزرجمہر حکیم ہوا ہے جسکی دانشمندی تمام مشرق میں مشہور و معروف ہے۔

۵۷۸ء میں نوشیرواں کا انتقال ہوا اور اُس کا بیٹا ہرمز چہارم جو ال خان کی بیٹی کے بطن سے تھا تخت نشین ہوا۔ اوائل عہد حکومت میں اس بادشاہ کے جور و ظلم سے اہل ایران اُس سے بہت ہی ناراض ہوگئے اس سبب سے رومیوں کو اور ترکوں کو اس کے ملک پر حملہ کرنے کا عمدہ موقع ملا۔ جب رومیوں نے آرمینیہ وغیرہ مغربی صوبوں پر اور ترکی خاقان سادہ شاہ نے جو ہرمز کا خالہ زاد بھائی تھا ہرات اور بادغیس پر تین لاکھ آدمیوں کی جمعیت سے حملہ کیا اور اہل خزر کس دربند سے گزر کر آذربایجان تک پہنچ گئے اور عباس احول اور عمر ازرق دو عربی رئیسوں نے عراق عرب کو غارت کرنا شروع کردیا ہرمز نے ان دشمنوں کے ہجوم سے تنگ آکر اپنے جور و ظلم سے توبہ کی اور اپنے امراء سے مشورت کرکے بہرام چوبین کو آرمینیہ سے بلاکر اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کیا اور سب میں پہلے اپنے قوی تر دشمن کے دفعیہ کیلئے بہرام چوبین کو بارہ ہزار لشکر جرار کی جمعیت سے روانہ کیا۔ بہرام چوبین نے ترکوں کو کامل شکست دی اس لڑائی میں سادہ شاہ مارا گیا اور اس کا بیٹا گرفتار ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ دو لاکھ پچاس ہزار شتر بار مال غنیمت اس لڑائی میں ایرانیوں کو حاصل ہوا۔ جب بہرام چوبین اس مہم سے فارغ ہوا ہرمز نے اس کو رومیوں کے مقابلہ کے لئے بھیجا مگر بہرام چوبین کو اس مہم میں ناکامی حاصل ہوئی۔

اس ناکامی سے ہرمز اس قدر برافروختہ ہوا کہ اس نے بہرام کو جرنیلی سے معزول کیا۔ بہرام چوبین نے ہرمز کی اس ناانصافی سے برداشتہ خاطر ہو کر علم بغاوت بلند کیا۔ (سنہ ۵۹۰ء) بغاوت کو قوت دینے کے لئے اس نے یہ ترکیب کی کہ ہرمز کے بیٹے خسرو پرویز کی تخت نشینی کا ملک میں اعلان کر دیا۔ چوبین کی اس تدبیر سے ہرمز اپنے بیٹے کی طرف سے بدگمان ہو گیا اور بیٹا اپنے باپ کی طرف سے خائف ہو کر ملک سے بھاگ گیا۔ ہرمز نے پرویز کے دو خالہ زاد بھائیوں کو جن کا نام بسطام اور بندویہ تھا قید کر لیا مگر ان دونوں شہزادوں نے حکمت عملی سے قید سے رہائی پا کر ایرانی لشکر کو اپنے ساتھ متفق کر لیا اور ہرمز کو گرفتار کر کے اُسکی آنکھیں نکلوا ڈالیں تاکہ وہ ایرانی قانون سلطنت کے موافق بادشاہت کرنے کے قابل نہ رہے۔ جب یہ خبر پرویز کو پہنچی وہ مدائن میں واپس آیا اور ایران کے تخت پر متمکن ہوا اور اپنے باپ کو یقین دلایا کہ جو کچھ کارروائی اُس کے ساتھ کی گئی اُس میں نہ وہ شریک تھا اور نہ اُس کو علم تھا۔ جب خسرو پرویز کی تخت نشینی کی خبر چوبین کو پہنچی وہ ایک لشکر جرّار لیکر پرویز کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ پرویز بھی بسطام اور بندویہ کے ہمراہ مدائن سے چوبین کے لئے بڑھا۔ نہروان کے کنارہ پر دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ اگرچہ پرویز اور بسطام نے تا حدِّ امکان کوشش کی اور مردانگی کی داد دی مگر چوبین کی بے مثال جرنیلی کے آگے کچھ پیش نہ چلی۔ پرویز اور بندویہ اور بسطام شکست کھا کے مدائن کی طرف بھاگے اور وہاں بھی وہ قیام نہ کر سکے۔

مدائن سے روانہ ہوتے وقت بندویہ اور بسطام نے ہرمز کو قتل کر ڈالا۔ پرویز بھاگ کر قیصر کے پاس چلا گیا قیصر نے پرویز کو بہت فوج سے مدد دی۔ اس امداد سے پرویز نے بہرام کو شکست دی اور مدائن پر قابض ہو گیا۔ اور بہرام چوبین بھاگ کے ایل خان کے پاس پناہ گزیں ہوا۔

خسرو پرویز ایک بڑا ظالم بادشاہ تھا۔ سب میں پہلے اس نے اپنے خالہ زاد بھائی بندویہ کو مروا ڈالا۔ بسطام نے جب بندویہ کا مآل کار دیکھا تو وہ بھاگ کر دیلم کو گیا اور وہاں چھ سال تک پرویز کا مقابلہ کرتا رہا اس کے بعد معرض قتل میں آیا۔ گو پرویز ایک ظالم بادشاہ تھا مگر نہایت بڑا جرنیل تھا۔ رومیوں کے مقابلہ میں اس کو بہت نمایاں فتوحات حاصل ہوئے۔ سنہ ۶۱۳ء میں اُس نے دمشق کو فتح کیا اور دوسرے سال بیت المقدس مفتوح ہوا۔ کہتے ہیں کہ نوّے ہزار عیسائی قتل ہوئے اور صلیب مقدس ایران کو بھیج دی گئی۔ بیت المقدس سے خسرو مصر پر بڑھا اور جنوب میں حبش تک تمام ملک فتح کر لیا۔

مغرب کی طرف اس کی فوج نے طرابلس اور کارتھیج تک کل ملک کو غارت کر دیا۔ ایک دوسرا لشکر عین قسطنطنیہ تک فتح کرتا ہوا پہنچ گیا اور دس سال وہاں خیمہ زن رہا۔ پرویز کی سلطنت کی شوکت انتہا درجہ تک پہنچ گئی تھی کہتے ہیں کہ نو سو ساٹھ ۹۶۰ ہاتھی اور بارہ ہزار اونٹ کلاں اور آٹھ ہزار چھوٹے اونٹ صرف کمسریٹ کے کام پر متعین تھے۔ سنو تہ خانوں میں سونا چاندی اور جواہرات بھرے ہوئے تھے۔ اس کے محل میں سونے اور چاندی کے ستون اور مرمر کی دیواریں تھیں اور سونے کے ہزار کرہ سیاروں اور ستاروں کی طرح گردش کرتے تھے۔ پرویز کی شان وشوکت کی اس حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دعوت اسلام کا خط بھیجا اور پرویز نے اس کو نخوت وغرور سے پھاڑ ڈالا اور آنحضرتؐ نے اس پر یہ ارشاد فرمایا کہ اس طرح خسرو کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ جس زمانہ میں پرویز کی افواج قاہرہ نے شام ومصر وفلسطین کو فتح کر لیا تھا قرآن شریف میں یہ آیت نازل ہوئی کہ عنقریب رومیوں کو فتح ہوگی۔ بقول گبن مورخ کے ظاہرہ کوئی علامت ایسی نہ تھی جس سے اس پیشین گوئی کی پورا ہونے کی توقع کی جاسکتی ادہر تو رومیوں سے ایشیائے ممالک اور افریقہ کو ایرانیوں نے چھین لیا تھا اُدہر آوار قوم نے یورپ میں استریا سے لیکر تھریس تک تمام ملک دبا لیا تھا۔ خود قسطنطنیہ میں سخت قحط پڑ رہا تھا اور ہرقل ان مصائب سے یہاں تک ہراساں ہو گیا تھا کہ اس کا پورا ارادہ ہو گیا تھا کہ قسطنطنیہ سے کارتھیج کو بھاگ جائے اور اس خیال سے اس نے اپنا کل سامان جہاز پر بار کر لیا تھا مگر قسطنطنیہ کے لاٹ پادری نے اس کو روکا اور اس سے آیا صوفیہ کے گرجہ میں انجیل اُٹھوائی کہ وہ رعایا کو چھوڑ کر نہ بھاگے۔

جب آوار قوم کے خاقان نے جو ترکوں کی ایک قوم تھی قسطنطنیہ کے دروازہ تک ملک فتح کر لیا اور وہ کسی طرح صلح کرنے پر آمادہ نہ ہوا ہرقل نے ناچار ایک سفارت شاہ ایران کے پاس بھیجی اور متابعت قبول کرنی چاہی مگر خسرو نے تکبر ونخوت سے ہرقل کی استدعا قبول نہ کی۔ آخر کار بصد التجا اس بات پر صلح ہوئی کہ ہرقل ہر سال دس ہزار اشرفیاں دس ہزار روپیہ ایک ہزار ریشمی کپڑے ایک ہزار گھوڑے اور ایک ہزار پاکیزہ نازنین عورتیں شاہ ایران کے پاس بھیجا کرے۔ ہرقل نے اگرچہ اس عہدنامہ پر دستخط کر دیئے مگر فوج کی تیاری اس کے ساتھ ہی شروع کر دی۔ اور کلام مجید کی پیشین گوئی کے پورے ہونیکا سامان پردہ غیب سے ظاہر ہونے لگا۔ ہرقل نے آوار کے خاقان کو دو لاکھ اشرفیاں دیکر راضی کر لیا

اور جہازوں پر فوج کو سوار کرکے دریائے اِسس پر اُترا جہاں سکندر نے فتح پائی تھی۔ اس طرح ایرانی فوج کو رومیوں کے مقابلہ کے لئے مغرب کی طرف سے بہت جلد لوٹنا پڑا۔ مختصر یہ کہ تین لڑائیوں میں ہرقل نے ایرانیوں سے اپنا کل مفتوحہ ملک چھین لیا اور خسرو کو خود ایران کی حفاظت کرنی پڑی۔

خسرو پرویز کے زمانہ حکومت کے آخر میں ایران کے عمائد نے اتفاق کرکے اُس کو قید کر لیا اور اُس کے بیٹے قباد شہرویہ کو تخت نشین کیا۔ شہرویہ نے تخت پر بیٹھ کر اپنے باپ کو اور سب بھائیوں کو قتل کروا ڈالا۔ چھ ماہ کے بعد وہ مر گیا اور اردشیر اُس کا ہفت سالہ بیٹا تخت پر بٹھایا گیا۔ لیکن شہریار نامی ایک زبردست ایرانی رئیس نے اردشیر کو قتل کرکے سلطنت چھین لی۔ اہل ایران نے ایک سال کے اندر اُس کو مار ڈالا۔ اور توران دخت کو جو خسرو پرویز کی نواسی تھی تخت پر بٹھایا۔ پھر ملکہ بھی چند روز میں قتل ہوئی اور پرویز کا چچازاد بھائی جشنسبدہ تخت نشین ہوا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد آزرمی دخت پرویز کی لڑکی تخت پر بیٹھی۔ اس کو رستم نامی ایک جرنیل نے قتل کر ڈالا۔ اور پہلے کسریٰ بن اردشیر کو بعد ازاں فرخ زاد بن خسرو کو اور آخر کار یزدجرد بن شہریار کو یکے بعد دیگرے ایران کے تخت پر بٹھایا۔ یزدجرد کے زمانہ میں ایران کو مسلمانوں نے فتح کر لیا اور یزدجرد قتل ہوا اور جو پیشین گوئی خسرو پرویز کی عظیم الشان سلطنت کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی تھی وہ پوری ہوئی۔

باب ۵ پنجم

اسلامی حکومت

مسلمانوں سے ایرانیوں کی اوّل لڑائی حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ دوم کے زمانہ میں ہوئی۔ مسلمانوں کے افسر ابو عبیدہ ابن مسعود تھے اور ایرانیوں کا سردار جابان تھا۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور جابان گرفتار ہو کر مسلمان ہو گیا۔ جب یہ خبر رستم فرخ زاد حاکم عراق کو پہنچی اُس نے جالینوس نامی ایک افسر کو مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ جالینوس کو بھی شکست ہوئی اور وہ جان بچا کر بھاگ گیا۔ تیسری مرتبہ ایرانیوں نے زیادہ فوج تیار کی اور دریائے فرات کے

کنارہ پر مسلمانوں سے ایک خونریز لڑائی ہوئی اس لڑائی میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور ابو عبیدہ ثقفی اور چار ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ باقی ماندہ مسلمانوں نے دریائے فرات کے پار جاکر پناہ لی۔ اس کی خبر مثنیٰ بن حارث نے حضرت عمرؓ کو بھیجی انہوں نے جریر بن عبد اللہ کو مثنیٰ کی مدد کے لئے بھیجا۔ ایرانیوں نے مہران کی سرکردگی میں حنین کے قریب ایک خونریز لڑائی لڑی اس لڑائی میں ایرانیوں کو شکست ہوئی اور اُن کا سردار مہران مارا گیا۔ اس لڑائی کے بعد ایرانیوں نے بنت کسریٰ کو تخت سے معزول کیا اور یزدجرد کو تخت پر بٹھایا کہ مرد کی سلطنت میں مسلمانوں کی جنگ کا عمدہ انتظام کیا جا سکے۔ اس عرصہ میں مسلمانوں نے عراق کے اکثر مقامات پر تسلط کر لیا۔ جب یزدجرد تخت نشین ہوا ایرانیوں کو اتنی جرأت ہوگئی کہ عراق میں اُنہوں نے اکثر مقامات میں بغاوت اور فساد شروع کر دیا۔ مثنیٰ نے اس بغاوت کے فرو کرنے کے لئے مدینہ منورہ سے مدد طلب کی۔ حضرت عمرؓ نے سعد ابی وقاص کو چھ ہزار آدمیوں کی جمعیت سے ایران کی طرف روانہ کیا۔ سعد نے مثنیٰ سے ملکر ایران کے فتح کرنے کی تدبیر شروع کی۔

اس عرصہ میں ایرانیوں نے بھی ایک بڑا لشکر مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے تیار کیا اور خود فرخ زاد مقابلہ کے لئے بڑھا۔ دونوں لشکروں میں قادسیہ پر چار دن اور ایک رات تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ اس میں فرخ زاد کو کامل شکست ہوئی اور وہ مارا گیا۔ اس لڑائی میں ایرانیوں کے ایک لاکھ آدمیوں کے قریب قتل اور اسیر ہوئے۔ اس شکست سے یزدجرد کے دل پر اس قدر ہراس چھایا کہ اُس نے مداین کو مسلمانوں کے آنے سے پہلے چھوڑ دیا اور مداین پر سعد نے قبضہ کیا اور چودہ سو برس کی دولت ساسانیوں کی تختگاہ میں جمع تھی مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔

یزدجرد نے ایک تازہ لشکر فراہم کیا اور مہران بن بہرام کو اُس کا افسر مقرر کیا۔ سعد نے مداین سے ہاشم کو آگے بھیجا اور جلولہ پر دوسری خونریز لڑائی مسلمانوں اور ایرانیوں میں واقع ہوئی۔ اس میں بھی مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ اس شکست کے بعد یزدجرد نے اپنی سلطنت کی حفاظت کے لئے آخری کوشش کر کے سب مرتبہ سے زیادہ بڑا لشکر جمع کیا اور ۶۳۹ء میں فیروزان جو بڑا بہادر جرنیل تھا نہاوند پر تین روز تک متواتر جان توڑ کر مسلمانوں سے جن کا افسر نعمان تھا لڑا۔ اس آخری خونریز لڑائی سے ساسانی سلطنت کا ہمیشہ کے لئے فیصلہ ہوگیا۔ ایرانیوں کو

کامل شکست ہوئی اور فیروزان مارا گیا۔ یزدجرد بھاگ کر مرو کو چلا گیا جہاں ماہویہ نامی ایک شخص حاکم تھا۔ جب یزدجرد وہاں پہنچا وہاں کے حاکم نے پوشیدہ ترکوں کے خاقان کو یزدجرد کے آنیکی اطلاع کی۔ خاقان تھوڑی سی جمعیت لیکر مرو پر چڑھ آیا۔ یزدجرد خاقان کی سنکر شب کی تاریکی میں تنہا پاپیادہ بھاگ گیا۔ اور مرو کے نواح میں ایک پنچکّی کی عمارت میں شب باش ہوا۔ پنچکّی کے پاسبان نے اس کے قیمتی لباس کی طمع سے اُس کو سوتے میں قتل کر ڈالا۔ اور اس کے کپڑے اُتار کے اُس کی نعش کو چشمہ میں پھینکدیا۔ (سنہ ۳۱ھ)

جب اہل مرو نے خاقان کے آنے کی خبر سُنی انہوں نے خاقان کی مخالفت کی جس کے سبب سے خاقان واپس چلا گیا اور ماہویہ اہل شہر کے خوف سے جان بچاکر بھاگ گیا۔ اس کے بعد لوگوں نے یزدجرد کو تلاش کرنا شروع کیا۔ آخر کار بعض لوگ جستجو کرتے ہوئے پن چکّی پر پہنچے اور وہاں اُس کی نعش دستیاب ہوئی اور یزدجرد کے کپڑے اور اسلحہ پاسبان کے پاس سے نکلے۔

اہل مرو نے پاسبان کو غم و غصہ میں بہت تکلیف سے ہلاک کیا۔ اور یزدجرد کی نعش کو اصطخر میں ساسانیوں کے گورستان میں زردشتی رسم کے موافق دفن کیا یا رکھدیا۔

نہاوند کی فتح سے ایران کا ملک مکران و کرمان و اصطخر تک مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

حضرت عثمانؓ کے عہد میں (سنہ ۳۰ھ) اہل اصطخر نے بغاوت کی مگر مسلمانوں نے عبداللہ بن عامر کی سرکردگی میں اُس کو بہت جلد فتح کر لیا۔ یہاں سے عبداللہ طبس کو گیا۔ طبس کے حاکم نے مسلمانوں کی متابعت اختیار کی۔ اس مقام سے وہ نیشاپور پر بڑھا اور چار ماہ کے محاصرہ کے بعد اُس کو فتح کر لیا۔

نیشاپور کے فتح ہو جانے سے مرو اور سرخس کے حاکموں نے بغیر لڑائی کے عبداللہ کی متابعت اختیار کرلی۔ اس کے بعد عبداللہ احنف ابن قیس کو اپنا نائب مقرر کر کے عرب کو واپس چلا گیا اور احنف نے سنہ ۳۲ ہجری میں بلخ اور خوارزم کو فتح کیا اور سنہ ۳۱ ہجری یعنی سنہ ۶۶۱ء میں خراسان اور سیستان اس کے ہاتھ سے فتح ہوئے اور قیس ابن احیثام وہاں کا حاکم مقرر کیا گیا۔ سنہ ۳۲ھ میں اس کی جگہ پر عبداللہ ابن خازم بھیجا گیا۔

اس کے بعد سنہ ۴۵ھ میں عبدالرحمٰن بن زیاد اور سنہ ۴۷ھ الحکم ابن عامر الغفاری خراسان کے حاکم ہوئے الحکم نے طخارستان کو فتح کیا اور مسلمانوں کی سلطنت کو مشرق و جنوب میں کوہ ہندوکش تک وسعت دی

الحکم سب سے پہلا مسلمان جرنیل تھا جس نے آب جیحوں سے عبور کیا۔ الحکم نے ۵۰ھ ہجری میں مرو میں وفات پائی اور اس کی جگہ رابع ابن زیاد الحارثی مقرر کیا گیا۔ رابع کے زمانہ میں عربوں کے بہت سے گھر خراسان میں آباد ہوئے۔ رابع نے پہلے تو بلخ کی بغاوت کو فرو کیا بعد ازاں قہستان میں ترکوں کو شکست دی بعد ازاں ماوراء النہر پر بھی حملہ کیا مگر ملک کو فتح نہ کر سکا۔ ۵۳ھ میں رابع کا انتقال ہو گیا۔ رابع کے بعد عبداللہ اور خویلد بن عبداللہ اس کے جانشین ہوئے۔ خویلد کے بعد عبیداللہ زیاد خراسان کی حکومت پر مامور ہوا۔ عبیداللہ زیاد نے جیحوں سے پار ہو کے بخارا کے کوہستان تک تاخت کیا اور رامتنہ اور نسف اور بیکند کو فتح کیا۔

اس زمانہ میں بخارا کی حکومت ایک ملکہ کے ہاتھ میں تھی۔ عربوں کے لشکر کی خبر سنکر وہ اس قدر عجلت کے ساتھ بھاگ کر سمرقند کو گئی کہ اس کے پاؤں کی ایک جوتی رہ گئی جو عربوں کے ہاتھ آئی۔ کہتے ہیں کہ اس جوتی کی قیمت بیس ہزار درہم تھی۔ ملکہ نے کچھ سالانہ خراج قبول کر کے مسلمانوں سے صلح کر لی اور عبیداللہ بے شمار مال غنیمت حاصل کر کے مرو کو کامیاب و منصور لوٹ آیا۔ ۵۶ھ ہجری میں سعید ابن عثمان کی درخواست پر امیر معاویہ نے اس کو زیاد کی جگہ خراسان کا حاکم مقرر کیا۔ سعید نے سمرقند پر لشکر کشی کی اور دریائے جیحوں عبور کر کے بخارا میں پہنچا۔ وہاں کی شہزادی نے متابعت اور فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ چونکہ سعید کو اندیشہ تھا کہ کہیں یہ شہزادی وقت پر دغا کرے اس نے بخارا کے اسی امراء اور رؤسا کو اپنے ساتھ میں بطور ضمانت کے لیا اور سمرقند پر بڑھا۔ شہر کے باہر سمرقند کا لشکر صف آرا تھا ایک خونریز لڑائی کے بعد سغدائیوں نے شہر میں پناہ لی اور سعید نے اسے محصور کر لیا۔ آخرکار اہل سمرقند نے صلح کی اور سعید ترمذ کو لوٹ آیا۔ یہاں پہنچکر اس کو خبر پہنچی کہ اہل سمرقند باغی ہو گئے اس لئے وہ ترمذ سے دوبارہ سمرقند پر حملہ آور ہوا اور اہل سمرقند کو شکست دی اس لڑائی میں قثم ابن عباس شہید ہوئے اور ان کا مرقد سمرقند میں بنایا گیا جہاں وہ ابتک زیارت گاہ ہے۔

یزید کے زمانہ میں سلم ابن زیاد خراسان کا حاکم ہوا۔ اس کے زمانہ میں بخارا کی شہزادی نے بغاوت کی۔ سلم نے مرو میں لشکر جمع کر کے چھ ہزار کی جمعیت سے بخارا پر حملہ کیا۔ بخارا کی شہزادی نے والی سمرقند سے مدد طلب کی۔ اس زمانہ میں سمرقند کا حاکم ترخان تھا۔ اس نے ایک لاکھ بیس ہزار لشکر سے بخارا کی مدد کی۔ مگر باوجود لشکر کی کثرت کے مسلمانوں نے ان کو شکست دی۔ اور بخارا کی شہزادی نے

مسلمانوں کی متابعت قبول کرلی۔ اس لڑائی میں سلم کو اس قدر غنیمت کا مال حاصل ہوا کہ ہر مجاہد کے حصہ میں دو ہزار چار سو درہم آئے۔

عبدالملک مروان نے ۷۵ھ ہجری میں حجاج ابن یوسف کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا۔ حجاج نے کوفہ کے انتظام سے فراغت پاکر ۷۸ھ ہجری میں مہلب کو خراسان کی حکومت پر اور عبیداللہ ابن ابی بکرہ کو سجستان کا حاکم مقرر کیا۔

جب عبیداللہ سجستان میں پہنچا وہاں اُس کو حجاج کا حکم یہ ملا کہ تم فوراً کابل پر لشکر کشی کرو۔ چنانچہ عبیداللہ نے اپنی فوج کی حکومت شریح بن ہانی کے سپرد کی اور کابل کی طرف روانہ ہوا کابل کے بادشاہ نے میدان جنگ میں مسلمانوں کا مقابلہ کرنا قرین مصلحت نہ سمجھا۔ جس قدر مسلمان آگے بڑھتے جاتے تھے وہ اُسی قدر ہندوستان کی طرف ہٹتا جاتا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ اب مسلمان بہت دور تک آگئے اس نے مختلف راستوں سے فوج بھیجکر مسلمانوں کے پس پشت دروں کو مسدود کردیا۔ جس سے عبیداللہ واپس نہ لوٹ سکا عبیداللہ نے دیکھا کہ اب سب لشکر بھوک پیاس سے مرجائیگا اُس نے ناچار شاہ کابل کو ستر ہزار درہم دیکر اپنی جان بچائی مگر شریح اور بہت سے مسلمانوں نے مصالحت نہ کی اور لڑکر شہید ہوگئے۔ جب اس شکست کی خبر حجاج کو کوفہ میں پہنچی اس نے عبدالرحمن بن محمد اشعث کو کابل کی مہم پر بھیجا۔ جب عبدالرحمن کابل کے ملک میں پہنچا رتبیل والی کابل نے بھی پہلے ترکیب کی اور ہندوستان کی طرف پسپا ہونا شروع کیا۔ مگر عبدالرحمن نے یہ ہوشیاری کی کہ جن مقامات کو والی کابل چھوڑتا جاتا تھا اُن پر وہ قبضہ کرکے اپنی فوج محافظت اور انتظام کے لئے مقرر کرتا تھا اور پھر آگے بڑھتا تھا تاکہ مراجعت میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔

جب عبدالرحمن کے ہاتھ بہت ملک اس طرح آگیا اُس نے اپنے لشکر سے کہا کہ اب بہتر ہے کہ ہم اسی قدر فتح پر اکتفا کریں باقی ملک کو سال آیندہ فتح کریں گے۔ لشکر کی صلاح سے وہ سجستان کو واپس آگیا اور اپنی کارروائی کی اطلاع حجاج کے پاس بھیجدی۔ چونکہ حجاج اور عبدالرحمن میں پہلے سے عداوت تھی اس لئے حجاج نے عبدالرحمن کو بہت سرزنش کی اور کہا کہ میں نے تجھ کو اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ دشمنوں سے صلح کرے بلکہ اس لئے بھیجا تھا کہ ان کے ملک کو مسلمانوں کے لئے فتح کرے۔ عبدالرحمن نے اس خط کا مضمون لشکر کو سنایا۔ لشکر نے کہا کہ ہم حجاج کے حکم کو نہیں مانتے۔ غرضکہ عبدالرحمن نے

لشکر کو اپنے سے متفق کیا اور کوفہ کی طرف لشکر روانہ ہوا۔ ادہر حجاج نے عبدالرحمن کی مخالفت کی خبر عبدالملک کے پاس بھیجی۔ عبدالملک نے ایک لشکر اس کی مدد کے لئے کوفہ کو روانہ کیا۔ عبدالرحمن اور حجاج میں ایک سخت لڑائی ہوئی۔ اس میں عبدالرحمن فتحیاب ہوا اور حجاج بصرہ سے بھاگ گیا اور موضع جادیہ میں اپنا لشکرگاہ مقرر کیا (۸۲ھ)۔ ۸۳ھ میں فریقین میں چند مرتبہ لڑائیاں ہوئیں اور جانبین کے بہت آدمی معرض قتل میں آئے آخر کار عبدالملک نے عبداللہ ابن مروان اور محمد ابن مروان کی سرکردگی میں ایک بڑا لشکر بھیجا اور حکم دیا کہ اگر باغی معاملہ کریں تو حجاج کو معزول کرکے ان سے مصالحت کرلی جائے ورنہ اُن کی سرکوبی کی جائے۔

عبدالرحمن اور اس کے ساتھیوں نے صلح سے انکار کیا اور آخر کار دیر الجماجم پر شکست کھائی اور اس کا لشکر ہر چہار طرف پراگندہ ہوگیا اور عبدالرحمن بصرہ کو چلا گیا۔ بصرہ پر عبدالرحمن سے دوسری سخت لڑائی ہوئی اور بہت آدمی طرفین کے ہلاک ہوئے اور عبدالرحمن کو شکست ہوئی اور وہ اہواز کی طرف بھاگا اور لڑتا ہوا بادشاہ کابل کے پاس پہنچ گیا۔ یہاں اس کے پاس پھر کچھ فوج جمع ہوگئی اور اس نے ہرات پر قبضہ کرنا چاہا مگر وہاں اُس کو بہت بڑی شکست ہوئی جس سے پھر اس کو مخالفت کی طاقت نہ رہی

جب حجاج نے مہلب کو خراسان کا حاکم مقرر کیا اس نے اپنے بیٹے مغیرہ کو خراسان میں اپنا نائب مقرر کرکے ماوراء النہر کو فتح کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ اس غرض سے اُس نے کش یعنی شہر سبز میں فوج جمع کی اور وہاں سے اپنے بیٹے حبیب کو شاہ بخارا کی سرکوبی کے لئے جو باغی ہوگیا تھا بھیجا حبیب اس مہم میں کامیاب ہوا اور شاہ بخارا کو شکست ہوئی۔

مہلب ماوراء النہر کی مہم میں مصروف تھا کہ اس کو اپنے بیٹے مغیرہ کے انتقال کی خبر پہنچی۔ اس لئے اُس نے ماوراء النہر کے حاکم سے صلح کرلی اور خراسان کی طرف مراجعت کی۔ جب وہ مروالروذ میں جسے مرغاب کہتے ہیں پہنچا وہاں اس کا انتقال ہوگیا۔ (۸۲ھ)

مہلب کا بیٹا یزید اس کا جانشین مقرر کیا گیا۔ ۸۵ھ میں حجاج نے یزید کی جگہ اس کے بھائی مفضل کو مقرر کیا۔ مفضل نو مہینے تک اس عہدہ پر رہا۔ اس قلیل عرصہ میں اس نے چند حملے خیوا اور بادغیس پر کئے۔ ۸۶ھ میں عبدالملک نے وفات پائی اور اسی سال حجاج نے اس مشہور جرنیل کو مفضل کی جگہ مقرر کیا جس کو وسط ایشیا کی اسلامی سلطنت کا بانی کہنا چاہئے یعنی قتیبہ ابن مسلم الباہلی۔

اگرچہ عربوں کی حکومت خراسان و مرو میں مدت سے مستقل ہو گئی تھی مگر ماوراء النہر پر اُن کی حکومت صرف برائے نام تھی جب تک اُن کا لشکر اُس ملک میں رہتا تھا وہاں کے باشندے اُن کے مطیع رہتے تھے اور جب اسلامی لشکر چلا آتا تھا وہ منحرف ہو جاتے تھے۔ قتیبہ ابن مسلم اول اسلامی جرنیل تھا جس نے ماوراء النہر پر مستقل حکومت قایم کی اور ملت زردشتی کو وہاں سے نیست و نابود کر دیا۔

۸۶ھ میں قتیبہ خراسان میں داخل ہوا۔ یہاں پہنچکر اُس نے مجاہدین جمع کئے اور ممالک ماوراء النہر کے فتح کرنے کی تیاری کی۔ ساز و سامان درست کرنے کے بعد اُس نے ریگستان کو عبور کیا اور مقام تالیکان میں پہنچا۔ یہ شہر مروالرود یعنی مرغاب اور بلخ کے مابین واقع تھا اور طخارستان کے شہروں سے زیادہ تر آباد تھا۔ یہاں کے دہقانیوں نے اُس کی متابعت کی اور جیحوں کے پار تک اُس کے ساتھ گئے۔

جیحوں کے اُس پار چغانیوں کے بادشاہ نے اپنے شہر کی کنجیاں اُس کے حوالے کیں۔ قتیبہ نے اُس کو حکومت پر بحال رکھا۔ یہاں سے وہ آخرون اور شومان کو گیا اور وہاں کے سرداروں سے خراج حاصل کر کے مرو کو لوٹ آیا۔

بعض مورخین کا قول ہے کہ قتیبہ نے جیحوں سے عبور کرنے سے پہلے بلخ پر حملہ کیا تھا اور وہاں کی بغاوت کو فرو کیا تھا اور اس لڑائی میں برمک نامی ایک سردار کو قید کر کے قتیبہ کے بھائی عبداللہ نے اُس کی بیوی سے نکاح کر لیا تھا اور اس عورت کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جو مشہور خاندان برامکہ کا جد اعلیٰ بیان کیا جاتا ہے۔ اسی سال میں اُس نے بادغیس کے ترخان نیزک نامی سے ایک عہد نامہ کیا۔

۸۷ھ ہجری میں قتیبہ پھر ماوراء النہر کی طرف روانہ ہوا۔ اور مروالرود و عامل و ضامن میں سے گزرتا ہوا بیقند پر پہنچا اور اس شہر کا محاصرہ کر لیا۔ مملکت بخارا میں یہ شہر دریائے جیحوں سے قریب تر تھا اور ایک دشت کے کنارہ پر واقع تھا۔ تمام وسط ایشیا میں اس شہر کا نام سوداگروں کا شہر تھا اور اُس کی فصیلیں بھی نہایت مستحکم تھیں۔ جب اہل شہر کو قتیبہ کے آنے کی خبر پہنچی انہوں نے بادشاہ سمرقند سے مدد طلب کی۔ بادشاہ سمرقند نے اُن کی استدعا پر ایک بڑا لشکر اہل بیقند کی

مدد کی لئے بھیجا اور دشمنوں نے قتیبہ کی مختصر فوج کو چاروں طرف سے اس طرح گھیرا کہ وہ حجاج کے پاس مدد کے لئے کوئی قاصد بھی نہ بھیج سکا۔

قتیبہ کی فوج میں ایک ایرانی تندار نامی تھا اُس کو اہل بیقند نے رشوت دی کہ کسی طرح تو اپنے آقا کو اس بات پر راضی کر کہ وہ اس ملک سے چلا جائے۔ تندار نے قتیبہ سے تخلیہ میں عرض کیا کہ مجھکو یہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ حجاج حکومت سے معزول ہوا اور دوسرا شخص اس کی جگہ مقرر ہوگیا۔ قتیبہ نے یہ سنکر اپنے غلام کو حکم دیا کہ تندار کی گردن مار دے اُس وقت ضرار ابن حسن صرف قتیبہ کے پاس موجود تھا۔ قتیبہ نے ضرار سے کہا کہ یہ حال کسی پر افشا نہونے پائے ورنہ مسلمانوں کا دل ہراساں ہو جائے گا۔ یہ کہکر اُس نے اپنے ہمراہیوں کو بلایا اور تندار کی نعش کو دکھا کر اُن سے کہا کہ یہ دشمن کا جاسوس تھا۔ اس کے بعد قتیبہ نے مسلمانوں کو صف بستہ کرکے ہر طرح سے اُن کو ترغیب دی۔ دن بھر کی خونریز لڑائی کے بعد دشمن کے قدم اُٹھ گئے اور وہ بیقند کیطرف بھاگے مگر عربوں نے اُن کو اتنی مہلت نہ دی کہ وہ شہر میں پناہ لیتے سوائے چند آدمیوں کے جو شہر میں داخل ہوگئے باقی سب یا قتل ہوئے یا گرفتار ہو گئے۔

اس فتح کے بعد قتیبہ نے بیقند کا محاصرہ کرلیا۔ اگرچہ شہر میں بہت کم فوج رہ گئی تھی لیکن اُسکی فصیلیں اس قدر مستحکم تھیں کہ پچاس دن تک مسلمان اس کو فتح کرنے میں ناکام رہے۔ اور اس عرصہ میں انہوں نے بہت مصیبتیں اُٹھائیں۔ آخر کار قتیبہ نے فصیل کے نیچے ایک سرنگ کھدوائی اور اُس کے ذریعہ سے شہر میں داخل ہوکر دوسری سرنگ قلعہ میں لگائی۔ جب یہ سرنگ تیار ہوگئی اُس نے اعلان دیا کہ جو شخص پہلے اس سرنگ کی راہ سے قلعہ میں داخل ہوگا اُس کو انعام ملیگا اور اگر وہ شہید ہوا تو اُس کے وارثوں کو دیا جائے گا۔ مسلمان جوش و خروش سے حملہ آور ہوئے اور قلعہ کو فتح کرلیا۔ اہل بیقند نے امان طلب کی۔ قتیبہ نے اُنکو امان دی اور بہت مال غنیمت لیکر وہ بخارا کی طرف روانہ ہوا اور بیقند میں کچھ فوج محافظت کے لئے چھوڑ دی۔ وہ بیقند سے ایک فرسخ گیا ہوگا کہ اُس نے سنا کہ اہل بیقند نے اسکی فوج کے ناک کان کاٹ کر اُن سب کو قتل کر ڈالا۔ قتیبہ واپس آیا اور دوبارہ شہر کا محاصرہ کیا اور ایک مہینے تک وہاں پڑا رہا۔ آخر کار اُس نے دیوار کے نیچے ایک بڑی سرنگ کھدوائی

اور اُس میں لکڑیاں بھر کر آگ لگادی جس سے فصیل کا ایک بڑا حصّہ نیچے آپڑا اور چالیس آدمی اُس کے نیچے دب گئے۔ اہل بیقند نے پھر امان طلب کی مگر قتیبہ نے حملہ کرکے شہر کو فتح کرلیا اور جتنے لڑنے والے تھے اُن کو قتل کر ڈالا اور باقی کو گرفتار کرلیا اور شہر کو برباد کر ڈالا۔ اور قیدیوں کو لیکر مرو کو لوٹ آیا۔

بیقند کی بربادی کے زمانہ میں یہاں کے اکثر تاجر تجارت کے لئے چین کو گئے ہوئے تھے جب وہ وہاں سے واپس آئے انہوں نے دیکھا کہ شہر میں نہ کوئی آدمی ہے نہ کوئی مکان باقی ہے نہ شہر کی دیواروں کا پتہ ہے۔ ان لوگوں نے زرِ فدیہ ادا کرکے اپنے بال بچّوں کو چھڑایا اور خلیفہ کی اجازت سے شہر کو از سرِ نو تعمیر کیا اور سالانہ خراج ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ سوائے بیقند اور خرطوم کے دنیا کی تاریخ میں دوسری مثال نہیں ملتی کہ اس طرح شہر بالکل منہدم کردیا گیا ہوا اور پھر اس قدر جلد از سرِ نو آباد کیا گیا ہو۔

بیقند کو قتیبہ نے ۸۷ھ ہجری میں فتح کیا تھا اس کے بعد وہ مرو کو واپس چلا آیا اور وہاں اپنے لشکر کو آرام دیا۔ جو مالِ غنیمت اس شہر کے فتح ہونے سے ہاتھ آیا اُس میں دو موتی کبوتر کے انڈے کے برابر تھے جو اُس نے حجاج کے پاس بھیج دیئے۔

بیقند وسط ایشیا کا مغربی جنوبی دروازہ تھا اس لئے عربوں کو اُس کی فتح سے بہت فائدہ پہنچا اور یہ مقام آیندہ کے محاربوں کے لئے بہت بڑا جنگی صدر بنگیا۔

۸۸ھ ہجری میں قتیبہ دوبارہ ماوراءالنہر پر حملہ آور ہوا۔ جب وہ نشکات اور رمتنا پر پہنچا وہاں کے باشندوں نے متابعت اختیار کی اور سالانہ خراج قبول کیا۔ اس عرصہ میں اہل بخارا اور سمرقند نے متحد ہو کر چالیس ہزار فوج جمع کی اور قتیبہ کو تاراب اور رمتنہ کے مابین گھیر لیا اور یکایک قتیبہ کے لشکر پر حملہ کیا قریب تھا کہ مسلمانوں کے قدم اُٹھ جائیں کہ قتیبہ موقع پر پہنچا اور اپنی فوج کو للکارا اُسکے آنے سے فوج نے جان توڑ کر دشمنوں پر حملہ کیا اور دوپہر کشت و خون کے بعد مسلمانوں کو فتح ہوئی اور قتیبہ بلخ کی طرف سے مرو کو روانہ ہوا اور ترمز کے قریب جیحوں سے عبور کیا۔ جب وہ فاریاب کے پاس پہنچا وہاں اس کو حجاج کا یہ حکم ملا کہ وردن خذت شاہ بخارا پر حملہ کرو۔ اس حکم کی تعمیل میں قتیبہ نے پھر آب جیحوں سے عبور کیا۔ جب وہ دشت میں

پہنچا اہل سمرقند و کیش و نخشاب کی کچھ فوج اس کی سدّراہ ہوئی۔ خفیف لڑائی کے بعد قتیبہ نے اُن پر فتح پائی اور وہ بخارا کی سرحد میں داخل ہوا۔ خارخانہ پر دشمنوں سے ایک سخت لڑائی ہوئی اور دو شبانہ روز کی لڑائی کے بعد عربوں کو فتح حاصل ہوئی۔

اس فتح کے بعد اُس نے وردان خدت پر حملہ کیا مگر ناکام رہا اور اُسے مرو کو لوٹنا پڑا۔ مرو سے اُس نے کل حالات حجاج کو لکھکر بھیجے۔ حجاج نے اس سے بخارا کے ملک کا نقشہ طلب کیا اور نقشہ دیکھکر قتیبہ کو یہ ہدایت کی۔ تم پھر وردان خدت پر حملہ کرو اور اللہ تعالٰی سے توبہ کرو کہ تم نے اپنے ارادہ کو ترک کیا۔ دشمن کے کمزور مقامات پر حملہ کرو پہلے کِش کو فتح کرو اُس کے بعد نسف کو برباد کر ڈالو اس کے بعد وردان خدت پر حملہ کرو انشاء اللہ کامیاب ہوگے۔ اتنا ضرور خیال رکھنا کہ دشمن تمکو گھیر نہ لے باقی راہ کی مشکلات کا میں انتظام کردوں گا۔

یہ حکم پاکر قتیبہ مرو سے روانہ ہوا اور سنہ ۹۰ ہجری یعنی سنہ ۷۰۹ء میں پھر بخارا کی مملکت پر حملہ کیا۔ وردان خدت نے قتیبہ کے آنے کی خبر سُنی اُس نے شاہ سمرقند کو اور گرد و نواح کے قبائل کو اپنی مدد کے لئے طلب کیا مگر قتیبہ ان لوگوں کے آنے سے پہلے بخارا میں پہنچ گیا اور وردان کا محاصرہ کرلیا۔ اس عرصہ میں مدد بھی آپہنچی اور اہل بخارا کا دل بڑھ گیا۔ اُنہوں نے شہر سے نکلکر عربوں پر حملہ کیا۔ آزد کے قبیلہ نے قتیبہ سے درخواست کی کہ صرف ہمارے قبیلہ کو لڑنے کا حکم دیا جائے اور حکم پاکر اُنہوں نے ترکوں پر سخت حملہ کیا۔ قتیبہ زرہ بکتر پر سبز عبا پہنے ہوئے سامنے بیٹھا تھا اور اُنکے لڑنے کی سیر دیکھ رہا تھا۔ قبیلہ آزد نے بہت دیر تک دشمنوں کے مقابلہ میں جانبازی کی مگر آخر کار اعدا کی کثرت سے پسپا ہوئے۔ جب وہ اپنے خیموں کے قریب پہنچے اُن کی عورتوں نے خیموں کی چوبیں اُن کے گھوڑوں کے مُنہ پر ماریں اور اُن کو دشمن کی طرف روگرداں کردیا۔ قبیلہ آزد نے غیرت اور شرم سے پیچ و تاب کھاکر از سرِ نو غنیم کا مقابلہ کیا اور اُن کو پسپا کرکے اصلی مقام پر پہنچا دیا جو بلندی پر واقع تھا۔ یہاں سے آزد کی قوم اُن کو نہ ہٹا سکی۔ قتیبہ نے یہ دیکھکر باواز بلند پکار کر کہا کہ تم میں سے کون قبیلہ دشمن کو اس بلندی پر سے ہٹا سکتا ہے۔ کل قبیلے خاموش کھڑے رہے کسی نے قدم آگے نہ بڑھایا۔ اس پر قتیبہ بنی تمیم کے پاس گیا اور اُن کی مشہور شجاعت کی تعریف کرکے اُن سے اس مہم کے انجام دینے کی درخواست کی۔ یہ سنکر ان کے بڈھے سردار

واقی نے اپنا نشان بلند کیا اور بنی تمیم سے کہا کہ کیا آج تم میرا ساتھ نہ دوگے اور ایسے وقت میں مجھ کو چھوڑ دوگے ۔ سارے قبیلہ نے متفق اللسان کہا ہرگز نہیں اور یہ کہکر وہ دشمن کی طرف روانہ ہوئے جب وہ اس چشمہ کے کنارہ پر پہنچے جس کے پار دشمن بلندی پر تھا سواروں کا سردار حسینی گھوڑا کودا کر چشمہ کے پار چلا گیا اور اس کے پیچھے اس کے سوار چشمہ کے پار ہوگئے ۔ واقی نے گھوڑے سے اتر کر اپنا جھنڈا حسینی کو دیا اور چشمہ پر ایک مختصر پل تیار کیا بعد ازاں اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ جس کو اپنی جان عزیز نہو وہ پل سے عبور کرے ورنہ لوٹ جائے ۔ آٹھ سو آدمی پل سے عبور کر گئے ۔ واقی نے حسینی کو حکم دیا کہ تم سواروں سے دشمن کو اِدھر اُدھر سے مشغول رکھو اور خود اپنے پیدلوں سے ترکوں پر حملہ آور ہوا ۔ اس دوہرے حملہ سے ترکوں کو قیام کی جرأت نہ رہی اور وہ بھاگ نکلے ۔

جب سمرقند کے بادشاہ ترخان ملک نے جو بخارا کی امداد کو آیا تھا اور سامنے سے اس لڑائی کا تماشہ دیکھ رہا تھا یہ دیکھا کہ مسلمانوں کو فتح ہوگئی اس نے قتیبہ کو دو ہزار درہم دیکر صلح کرلی اور قتیبہ نے وعدہ کرلیا کہ سمرقند کا ملک اس کے حملوں سے محفوظ رہے گا ۔ شاہ سمرقند اپنے ملک کو لوٹ گیا اور قتیبہ اپنی چوتھی مہم سے مظفر و منصور مرو کو چار ماہ کے بعد واپس آیا ۔

قتیبہ کے لشکر میں نیزک نامی بادغیس کا ایک شہزادہ تہا جو والی طخارستان کا وزیر تھا ۔ اس نے قتیبہ سے طخارستان جانے کی رخصت حاصل کی اور وہاں پہنچکر اس نے والی طخارستان کو قید کرلیا اور اسلامی عامل کو طخارستان سے رخصت کردیا اور والی کابل اور اہل مروالرود اور تلیکان اور فاریاب وغیرہ سے مسلمانوں کے برخلاف مدد طلب کی ۔ اور خود خلم کے کوہستان میں اپنی جمعیت کے ساتھ مقیم ہوا ۔

جس وقت اس بغاوت کی خبر قتیبہ کو پہنچی موسم سرما کا شروع ہوچکا تہا اور اس کی فوج متفرق ہوچکی تہی صرف مرو کی فوج کا دستہ اس کے پاس تہا ۔

قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمن کو دو ہزار کی جمعیت سے بلخ کو بھیجا اور ہدایت کی کہ موسم بہار تک بلخ میں قیام کرے اس کے بعد طخارستان کی طرف روانہ ہو ۔ سنہ ۹۱ ہجری کے آخر سرما میں قتیبہ نے بیورد اور سرخس اور ہرات سے فوج جمع کی اور طخارستان کو روانہ ہوا ۔

پہلے اس نے مروالرود پر حملہ کیا وہاں کا سردار شہر سے بھاگ گیا اور اس کے دونوں بیٹے بغاوت کے جرم میں قتل کئے گئے ۔ یہاں سے وہ تلیکان پر بڑھا راہ میں دشمنوں سے پیکار ہوا اور انکو شکست دیکر

قیدیوں کو پھانسی دیدی۔ تلیکان میں اُس نے ایک عرب حاکم مقرر کیا اور خود آگے روانہ ہوا فاریاب جوزاجان ہوتا ہوا بلخ میں پہنچا وہاں ایک دن قیام کرکے وہ خلم کے کوہستان میں داخل ہوا۔ مگر نزرک خلم سے بغلان کو چلا گیا اور خلم اور بغلان کے مابین جو نہایت تنگ درہ تہا وہاں ایک مستحکم قلعہ تیار کرکے اُس کی حفاظت کے لئے فوج مقرر کی اور بغلان کے مقام کو نہایت مستحکم کرکے وہاں اپنی فوج کے ساتھ قیام کیا۔

جب قتیبہ خلم سے بغلان کی طرف روانہ ہوا تو اُس نے اس جدید قلعہ کو بہت مستحکم اور دشوار گزار پایا جسپر حملہ کرکے کامیاب ہونا ناممکن تھا۔ اس مشکل کے سرانجام میں قتیبہ بہت حیران تہا کہ اتفاق سے والیٔ رُوب وسمنجان نے درخواست کی کہ اگر اس کے ملک کو امان دی جائے تو وہ ایک نئے راستہ سے مسلمانوں کو قلعہ میں پہنچا دیگا۔ قتیبہ نے بہت خوشی سے یہ شرط منظور کی۔ چنانچہ والیٔ سمنجان نے ایک غیر معروف راہ سے مسلمانوں کو محافظ فوج کے سر پر پہنچا دیا اور عربوں نے اُن کو قتل کر ڈالا۔

جب قتیبہ سمنجان کی راہ بغلان کے قریب پہنچا نزرک کرز مقام کو چلا گیا جو ایک نہایت قلب کوہستان میں واقع تہا اور اس کا صرف ایک راستہ تہا۔ دو ماہ تک قتیبہ نے اس کا محاصرہ کیا جس سے نزرک اور اس کی فوج فاقہ مرنے لگی آخر کار نزرک نے ہتیار ڈالدیے۔ اور وہ اور اُس کی فوج قید ہوگئی۔ اور حجاج کے حکم سے نزرک اور اس کے سات سو ہمراہی قتل کئے گئے۔

بعض مورخین لکھتے ہیں کہ قتیبہ کی طرف سے نزرک کو امان دی گئی تہی اور امان کی شرط پر اس نے ہتیار ڈالدیئے تہے لیکن حجاج کے حکم سے اس کے ساتھ بدعہدی کی گئی اور قتیبہ نے اُس کو ناچار قتل کر ڈالا۔ لیکن یہ بیان بالکل خلاف عقل ہے۔ یہ ایک مشہور اور معروف بات ہے اور اس زمانہ کی اسلامی تاریخ اس کی شاہد ہے کہ ایک ادنے عرب بہی اس زمانہ میں خلیفہ وقت کے کہنے سے بہی بدعہدی نہیں کرتا تہا۔ اُن کے نزدیک عہد کا پورا کرنا بہت بڑا فرض تھا۔ قتیبہ اور حجاج کا تعلق ایسا نہ تہا کہ قتیبہ اُس کے خوف سے اپنے قول اور اقرار کی پابندی نہ کرتا۔ چنانچہ یہ مورخ خود قبول کرتے ہیں کہ قتیبہ کو اس قدر رنج تہا کہ حجاج کے حکم کے وصول ہونے کے بعد تین روز تک وہ اکیلا پڑا رہا اور اُس نے کسی سے بات نہ کی اور چوتہے روز اُس نے فوج کے سرداروں سے مشورہ کیا اور تعجب بسا تعجب کہ سب سرداروں نے بدعہدی کی اجازت دی۔ اگر بالفرض قتیبہ کو حجاج کا ایسا ہی خوف بہی تہا کہ اُس نے

ناچار اُس کے حکم کی متابعت کی لیکن ان سرداروں کو کیا غرض تھی اور کیا خوف ہو سکتا تھا کہ وہ بد عہدی کی صلاح دیتے اور اپنے دین و ایمان کے مسائل کی رو سے بیوجہ گناہ اپنے ذمہ لیتے۔ صلاح دینے میں اُن پر کوئی جرم عائد نہیں ہو سکتا تھا کہ اُس کا اُن کو خوف ہوتا۔ اس لئے ہمارے نزدیک روایت بالکل مہمل ہے اور عقل سلیم اُس کو ہرگز باور نہیں کرتی۔

۸۸ھ ہجری میں قتیبہ نے شومان اور کیش اور نخشاب کو فتح کر کے عبدالرحمن کو سمرقند کی طرف بھیجا اور خود بخارا کو چلا گیا۔ ملک ترخان نے متابعت اختیار کی اور سالانہ خراج ادا کرنے کا وعدہ کیا۔

۹۳ھ میں چغان شاہ خوارزم نے اپنے بھائی خورزاد کے برخلاف قتیبہ سے مدد طلب کی۔ کیونکہ خورزاد نے اپنے بھائی کے بہت سے ملک پر زبردستی قبضہ کر لیا تھا۔ قتیبہ نے شاہ خوارزم کی درخواست قبول کی اور یکایک شہر ہزاراسپ پر قبضہ کر لیا۔ خورزاد نے ہتیار ڈالدیئے اور قتیبہ نے اُس کو اُس کے بھائی کے حوالہ کر دیا۔

اس کے بعد شاہ خوارزم نے قتیبہ سے یہ درخواست کی کہ وہ والئی خام جرد کے برخلاف بھی اُس کی مدد کرے جو اکثر اُس کے ملک پر تاخت کیا کرتا تھا۔ چنانچہ قتیبہ نے یہ مہم اپنے بھائی عبدالرحمن کے سپرد کی عبدالرحمن نے والئی خام جرد کو قتل کر ڈالا اور اس کا تمام ملک فتح کر لیا اور چار ہزار قیدیوں کو لیکر مرو کو واپس آگیا۔

جب قتیبہ کو خوارزم کی مہم سے فراغت ہو گئی وہ سمرقند کی معاملات کی طرف متوجہ ہوا۔ وہاں ترخان ملک کو اہل سمرقند نے قتل کر ڈالا تھا اور اس کی جگہہ دوسرا بادشاہ تخت پر بٹھایا تھا۔ قتیبہ نے سمرقند کا محاصرہ کر لیا اور اہل سمرقند نے بہت بہادری سے شہر کی حفاظت کی اور چند مرتبہ شہر سے نکلکر عربوں پر حملے کئے۔ جب شاہ سمرقند کو ناکامی کا یقین ہو گیا اُس نے بادشاہ شاش سے اعانت طلب کی۔ وہ دو ہزار کی جمعیت سے سمرقند کی مدد کے لئے روانہ ہوا۔ مگر قتیبہ کو والئی شاش کے آنے کی خبر پہنچ گئی اور اس نے کچھہ فوج اُن کے راستہ میں چھپا دی۔ جب دشمن موقع پر پہنچے عربوں نے یکایک ان پر حملہ کر کے اُن کو قتل کر ڈالا اور باقی کو گرفتار کر لیا۔

اس حادثہ کی خبر سنکر شاہ سمرقند کا دل ٹوٹ گیا اور دو روز کے بعد اُس نے صلح کی درخواست کی۔ قتیبہ نے اُس کی درخواست منظور کی اور خراج مقرر کیا مگر اس کے ساتھ یہ بھی شرط کی کہ اُس کو اجازت دیجائے

کہ وہ شہر میں داخل ہو کر وہاں ایک مسجد تعمیر کرے اور مسجد میں دو رکعت نماز شکرانہ ادا کرے۔
جب یہ شرط قبول ہو گئی اس نے معماروں کے بدلہ چار ہزار مسلح سپاہی شہر میں بھیجے اور انہوں نے وہاں نہ صرف ایک مسجد تیار کی بلکہ سمرقند کے کل تخالوں کو غارت کر دیا۔
۹۴ھ ہجری میں قتیبہ نے والی شاش سے بدلہ لینے کی تیاری کی اور جیحوں سے عبور کر کے اُس نے شاش و فرغانہ پر حملہ کیا اور مقامات شاش و خجند و کاشان نے مسلمانوں کی متابعت اختیار کی اور خراج دینے کا وعدہ کیا۔
۹۶ھ ہجری میں یعنی ۷۱۴ء میں قتیبہ اپنی آخری مہم پر روانہ ہوا۔ فرغانہ سے اُس نے درہ ترک سے عبور کیا اور مشرقی ترکستان میں پہنچا۔ یہاں اُس سے اور الیغور قوم کے سرداروں سے لڑائی ہوئی۔
چونکہ الیغور سردار آپس میں متحد نہ تھے اس سے بہت آسانی سے مغلوب ہو گئے۔
الیغور کے ملک سے قتیبہ بڑھتا ہوا صوبہ کانسو اور ترفان میں پہنچا۔ وہاں کے لوگوں نے فوراً دین اسلام اختیار کیا۔
یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ قتیبہ نے کاشغر کو بھی فتح کیا تھا مگر اُس لڑائی کے تفصیلی حالات کسی کتاب میں مندرج نہیں پائے گئے۔
جب قتیبہ کے مربی حجاج نے ۹۴ھ ہجری میں اور ولید نے ۹۶ھ میں وفات پائی اور سلیمان اسکی جگہہ خلیفہ ہوا تو قتیبہ کو یقین ہو گیا کہ اب وہ عنقریب خراسان کی حکومت سے معزول کیا جائے گا۔
اور اس کی جگہہ یزید ابن مہلب جو قتیبہ سے پہلے خراسان کا حاکم تھا مقرر کیا جائے گا کیونکہ یزید اور سلیمان میں بہت دوستی تھی اور قتیبہ سے سلیمان کو اس وجہ سے عداوت تھی کہ جب ولید نے یہ کوشش کی کہ اُس کا بیٹا اُس کا جانشین ہو اور اُس کا بھائی سلیمان تخت سے محروم کیا جائے تو حجاج اور قتیبہ نے اس کوشش میں ولید کی اعانت کی تھی۔ علاوہ ازیں حجاج نے یزید ابن مہلب پر بہت سختی کی تھی اور اُس کو خراسان کی حکومت سے معزول کر کے اپنے دوست قتیبہ کو وہاں کا حاکم مقرر کیا تھا۔
ان وجوہ سے قتیبہ کو یہ یقین ہو گیا کہ یزید ابن مہلب ضرور سلیمان کو بھڑکائے گا اور حقیقت میں جب سلیمان کے دربار میں قتیبہ کی بے مثال جرنیلی اور بہادری کا ذکر آتا تھا تو یزید اس کی تردید کرتا تھا کہ اُس نے ایسا کیا کام کیا اُس کی فتوحات کس کام کی ہیں اُس نے جرجان اور طبرستان کو آجتک فتح نہیں کیا

مگر معلوم ہوتا ہے کہ یزید کی عداوت سے اور سلیمان کی دشمنی کے وہم سے قتیبہ کے دماغ میں کچھ فتور آگیا تھا کہ اس نے اس بات کا انتظار نہ کیا کہ سلیمان اُس کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے بلکہ دیوانوں کی طرح اُس نے پہلے ہی تین خط سلیمان کے نام لکھے۔ ایک خط میں اُس نے سلیمان کی خیر خواہی اور متابعت کا اظہار کیا۔ دوسرے خط میں اُس نے یزید ابن مہلب کو برا بھلا لکھا۔ اور تیسرے خط میں یہ لکھا کہ قتیبہ سلیمان کی خلافت کو تسلیم نہیں کرتا اور وہ سلیمان سے بغاوت کرتا ہے۔

یہ تینوں خط اُس نے ایک معتبر قاصد کو دیئے اور اُس کو یہ تعلیم کیا کہ وہ اول پہلا خط سلیمان کو دے اگر خلیفہ اس خط کو پڑھ کر یزید ابن مہلب کو دیدے تو قاصد دوسرا خط اُس کو دیدے اگر سلیمان دوسرا خط بھی یزید کو دیدے تو قاصد تیسرا خط اُس کے حوالہ کردے۔ چنانچہ قاصد نے ایسا ہی کیا۔ جب سلیمان نے پہلا خط پڑھا اور پڑھکر یزید کو دیدیا تو قاصد نے دوسرا خط دیا سلیمان نے دوسرا خط بھی پڑھ کر یزید کے حوالہ کردیا۔ قاصد نے آخر کار تیسرا خط دیدیا اور سلیمان کے چہرہ کو دیکھتا رہا مگر سلیمان نے یہ خط بھی پڑھ کر یزید کو دیدیا اور اس کے چہرہ سے کوئی علامت رنج و غصہ کی ظاہر نہ ہوئی۔ سلیمان نے قتیبہ کے قاصد کے ساتھ ایک درباری کے ہاتھ خلعت فاخرہ اور حکم بحالی کا قتیبہ کے نام بھیجا۔ جب یہ دونوں حلوان مقام پر پہنچے معلوم ہوا کہ قتیبہ نے بغاوت شروع کردی ہے قاصد کے واپس آنے کا بھی انتظار نہیں کیا۔ یہ حال سنکر سلیمان کا قاصد خلعت و حکمنامہ لیکر لوٹ گیا اور قتیبہ کے قاصد نے خراسان میں پہنچکر اپنے آقا سے سب حال مفصل بیان کیا۔

قتیبہ کو یہ حال سنکر اپنی مجنونانہ حرکت سے بہت پشیمانی ہوئی۔ مگر پھر بھی وہ اپنی بغاوت سے دست بردار نہ ہوا اور اپنے سرداروں اور عزیزوں کو جمع کرکے اُن سے مشورت کی کہ اب کیا کیا جائے۔ سب نے متفق الزبان یہ کہا کہ یقیناً سلیمان اس ناشایستہ حرکت کو کبھی معاف نہ کرے گا مگر ہاں جو بیش بہا خدمات قتیبہ نے اسلام کے لئے کئے ہیں شاید اُن کے صلہ میں اُس کی جان بخشی کردی جائے۔ قتیبہ نے جواب دیا کہ میں مرنے سے نہیں ڈرتا مجھکو صرف یہ رنج ہے کہ سلیمان ضرور خراسان کی حکومت یزید ابن مہلب کو دیدیگا اس سے میں مرنا ہزار درجہ بہتر سمجھتا ہوں۔ عبدالرحمن نے صلاح دی کہ بہتر یہ ہو کہ قتیبہ سمرقند کو چلا جائے اور وہاں پہنچکر اپنے ہمراہیوں سے سارا حال بیان کرکے اُن سے کہدے کہ جس کا جی چاہے میرا ساتھ دے اور جس کو منظور ہو وہ سمرقند سے خلیفہ کے پاس چلا جائے۔

جو لوگ ساتھ دینے کا وعدہ کریں اُن کی تعداد کو جدید سمر قندی ملازمین سے قوت دی جائے۔ اِسطرح ایک معقول جمعیت بہم پہنچ جائے گی۔ جب ہم یہ سامان کر چکیں اس وقت خلیفہ سے مخالفت کا اظہار اور اعلان کرنا چاہئے تاکہ کچھ کامیابی کی امید ہو۔ مگر قتیبہ کو اُس مجنونانہ حالت میں ایسی مصلحت آمیز صلاح کیونکر پسند آتی۔ وہ جنون کے جوش میں یہ چاہتا تھا کہ جو کچھ ہونا ہو وہ فوراً ہو جائے اِس لئے اُس نے اپنے دوسرے بھائی عبد اللہ کے مشورہ کو قبول کیا اور تمام سرداران لشکر کو جمع کر کے پہلے اُن سے اُن نمایاں فتوحات کا ذکر کیا جو اُن کو قتیبہ کی سرداری کے زمانہ میں حاصل ہوئے اور یہ بھی جتایا کہ اُس سے پہلے یزید ابن مہلب کی حکومت میں کسقدر ناکامیاں ہوئی تھیں۔ پھر اُن سے بیان کیا کہ سلیمان عداوت کی وجہ سے خراسان کی حکومت پر ایسے نالایق شخص کو مقرر کرنا چاہتا ہے۔

قتیبہ کے لشکریوں نے اس تقریر کو خاموش سنا اور کسی نے کچھ نہ کہا۔ اُن کی خاموشی سے قتیبہ کا جنون جوش میں آگیا اور اُس نے سرداران فوج کے حق میں نہایت ناشایستہ اور سخت الفاظ کہے اور کہا تم احسان فراموش ہو۔ فوج میں اُس کی ناشایستہ گفتگو سے شورش پھیل گئی۔ ہرچند عبد الرحمن نے صلح کرانی چاہی مگر سود مند نہ ہوئی آخر کار فوج نے اس کے محل کو گھیر لیا اور دروازہ توڑ کر اسکو قتل کر ڈالا۔ اس طرح اُس بڑے اسلامی جرنیل کا جس کی جرنیلی کے یورپین مورخ بھی قایل ہیں اور جس کو وسط ایشیا کا فاتح کہنا چاہئے چھیالیس برس کی عمر میں ۹۶ھ ہجری میں خاتمہ ہوا۔

۹۴ھ میں قتیبہ نے ایک بڑے آتشکدہ کو توڑ کر بخارا میں ایک بہت بڑی جامع مسجد تعمیر کرائی تھی اور یہ حکم دیا تھا کہ جو شخص یہاں نماز پڑھے اُس کو دو درہم انعام ملے۔ دوسری تدبیر اشاعت اسلام کی قتیبہ نے یہ کی تھی کہ اُس نے بخارا میں اپنی فوج کا ایک ایک سپاہی ہر گھر میں رکھا جو نہ صرف اس گھر کی نگرانی کرتا تھا بلکہ اُس گھر کے لوگوں کو دین کی تلقین کرتا تھا اور چونکہ دین اسلام نہایت قرین عقل اور برحق ہے اس لئے بہت جلد باشندوں نے اُس کو قبول کر لیا۔

قتیبہ کے بعد یزید ابن مہلب خراسان کا حاکم مقرر ہوا۔ اس نے اس خیال سے جرجان و طبرستان کے فتح کرنے کی تیاری کی کہ ان دونوں ممالک کو ابھی تک کسی اسلامی جرنیل نے فتح نہیں کیا تھا۔ علی الخصوص اس لئے کہ قتیبہ سے یہ ملک فتح ہونے سے بچ گئے تھے قتیبہ نے چند مرتبہ حجاج ابن یوسف سے ان ممالک کے فتح کرنے کی درخواست کی تھی مگر حجاج نے اس خیال سے اجازت نہیں دی تھی کہ یہ

ممالک نہایت دشوار گزار ہیں مبادا کہیں مسلمانوں کو شکست ہو جائے اور اس کی بدنامی ہو۔
جرجان حقیقت میں مغربی ایشیا کی کنجی تہا۔ اُس کی فصیلیں نہایت مستحکم تہیں اور بحر ایزاف کے ساحل تک طویل تہیں جس سے ترکی قزاقوں سے اُس ملک کی حفاظت ہوتی تہی۔ جب ترکوں نے اسپر متواتر حملہ کئے اور اہل شہر نے کسی طرح اُن سے عقب گزاری ممکن نہ دیکہی انہوں نے ترکوں کو سالانہ خراج دینا قبول کیا۔
اسی طرح جب حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں سعید ابن العاص نے جرجان پر حملہ کیا تو اس مملکت نے چالیس ہزار دینار یا بعض اقوال کے موافق بیس لاکھ درہم دیکر صلح کرلی اور سعید وہاں سے چلا آیا۔
سعید کے بعد کسی اسلامی افسر نے جرجان کی طرف توجہ نہیں کی تہی۔
جب یزید خراسان کا حاکم مقرر ہوا اس نے اپنے بیٹے مخلد کو اپنا نایب مقرر کیا اور اس کو خراسان میں چہوڑ کر ایک لاکھ کی جمعیت سے جرجان پر چڑہائی کی۔ پہلا شہر جو ملک جرجان میں اس کو ملا وہ دہستان تہا۔ یہاں کے باشندہ ترک تہے۔ اس کو فتح کرکے وہ جرجان کی طرف روانہ ہوا۔
جرجان کے قریب ایک سخت لڑائی ہوئی جس میں والی جرجان کو جس کا لقب مرزبان تہا شکست ہوئی اور اس نے اپنی عادت کے موافق تین لاکھ درہم دیکر صلح کرلی۔
یزید نے یہاں کچہہ فوج چہوڑی اور خود جنوب و مغرب کی طرف طبرستان پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ حاکم طبرستان نے اہل دیلم سے امداد طلب کی اور خود ایک دشوار گزار کوہستان میں پناہ گزیں ہوا اور وہاں کے دروں کو مستحکم کرلیا۔ علاوہ ازیں جرجان کے مرزبان کو عہد شکنی پر راضی کرلیا اس نے جرجان کی محافظ فوج پر حملہ کیا اور چند مسلمانوں کو قتل کر ڈالا باقی نے موضع حسین میں پناہ لی جب مرزبان کی مخالفت کی خبر یزید کو پہنچی وہ بہت پریشان ہوا اور ناچار طبرستان کے حاکم سے صلح کرلی اور ستر ہزار دینار اور پانسو غلام اس سے بطور نذرانہ وصول کئے۔
اس مہم سے فراغت کرکے وہ بسرعت تمام جرجان پر بڑہا اور قسم کہائی کہ اہل جرجان کو اس بغاوت کے جرم میں اس قدر قتل کردوں گا کہ ان کے خون سے پن چکی چلے اور اس کے پسے ہوئے آٹے کی روٹی کہاؤں۔ جرجان کے مرزبان نے یزید کی مراجعت کی خبر سنکر ایک نہایت درجہ مستحکم قلعہ میں پناہ لی جسپر حملہ کرنا نہایت درجہ مشکل تہا۔ سات مہینے تک یزید نے اس کا محاصرہ کیا مگر کچہہ مطلب حاصل نہوا

ایک روز اتفاق سے ہیاج نامی یزید کا ایک رفیق اپنا کتا ساتھ لیکر شکار کو گیا کتا شکار کے پیچھے بھاگا اور ہیاج بھی اُس کے پیچھے جنگل میں ہو لیا اور تاکہ راہ گم نہ کرے اپنی دستار کو پھاڑ کر درختوں کی شاخوں میں چیتھڑے باندھتا گیا یہاں تک کہ وہ اس قلعہ کے پاس پہنچ گیا یہاں سے وہ خوشی خوشی واپس آیا اور یزید سے کہا کہ چار ہزار دینار دو تو میں قلعہ کی راہ بتا دوں - یزید نے بہت خوشی سے اس کی درخواست منظور کی اور کہا کہ میں دس ہزار دینار دیتا ہوں - چنانچہ ہیاج تین سو آدمی لیکر رات کو روانہ ہو گیا اور ایک شبانہ روز میں اس موقع پر پہنچا ادہر سے یزید نے قلعہ پر حملہ کیا آخر کار قلعہ فتح ہو گیا اور یزید نے جرجان کے شہر کو حملہ کرکے فتح کر لیا اور یہاں بہت آدمیوں کو بغاوت کے جرم میں قتل کیا اور قسم اُتارنے کے لئے چند قیدیوں کو لب دریا لیگئے جہاں پن چکی چلتی تھی اور اُن کا خون اس دریا میں گرا دیا اور اُس پن چکی کا پسا ہوا آٹا لاکر یزید کو دیا۔

یہاں سے بہت کچھ مال غنیمت حاصل کرکے یزید مرو میں واپس آیا اور ایک مبالغہ آمیز رپوٹ اپنی فتوح اور حاصل شدہ مال غنیمت کی سلیمان کے پاس بھیجی۔ بعض غمازوں نے سلیمان سے کہا کہ یزید کا خیال بغاوت کا ہے بہتر یہ ہے کہ کسی کو بھیجکر اُس سے کل مال غنیمت وصول کر لیا جائے تاکہ اُسکو بغاوت کی جرأت نہو۔ مگر سلیمان کو اس کام کی مہلت نہ ملی اور ۹۹ھ ہجری میں سلیمان نے وفات پائی اور اس کی جگہہ عمر ابن عبد العزیز خلیفہ ہوا۔

اس خلیفہ نے یزید ابن مہلب کو خراسان کی امارت سے معزول کرکے بصرہ میں واپس بلا لیا اور اس جرم میں قید کر دیا کہ جو کچھہ مال اُس نے جرجان و طبرستان سے وصول کیا تہا وہ فہرست کے موافق خلیفہ کے پاس نہیں بھیجا لیکن کہتے ہیں کہ یہ صرف بہانہ تھا اصل وجہ یہ تہی کہ خراسان کے نومسلموں نے یزید کی سختی کی شکایت خلیفہ سے کی تہی اور عمر کو یہ منظور نہ تہا کہ اشاعت اسلام میں سختی اور تشدد کیا جائے۔ عمر ابن عبد العزیز نے ۱۰۱ھ میں انتقال کیا اور یزید ابن عبد الملک اس کا جانشین ہوا۔ اس خلیفہ کے عہد میں یزید ابن مہلب قید سے بھاگ گیا اور بغاوت کا علم بلند کرکے بصرہ پر قابض ہو گیا مگر ۱۰۲ھ ہجری میں مسلمہ نے جو عراقین کا حاکم تھا ایک لڑائی میں یزید کو شکست دی اور وہ مارا گیا۔ باقی آل مہلب جرجان کی طرف بھاگ گئے اور وہاں سب کے سب قتل ہوئے۔ مسلمہ کی طرف سے سعد ابن عبد العزیز خراسان کا حاکم مقرر کیا گیا۔ اُس کی ابتدائے حکومت میں

اہل خجند اور فرغانہ نے بغاوت کی اور شاہِ سمرقند کے مشرقی سرحد پر فساد برپا کیا۔ شاہ سمرقند نے مرو سے اُن کے برخلاف اعانت طلب کی مگر سعد نے مدد کے بھیجنے میں اس قدر دیر لگائی کہ اس نے ناچار ترکوں سے کسی نہ کسی طرح صلح کر لی لیکن جب عربی فوج سمرقند میں پہنچی شاہ سمرقند عربوں کے ساتھ ہو گیا۔ اسپر ترکوں نے شاہ سمرقند پر حملہ کر کے اُس کے تین ہزار آدمی قتل کر ڈالے۔ چونکہ اُس زمانہ میں عراقی لشکر کو مہمات ارمن و خزر سے فراغت نہ تھی اور اقوام خزر اور قبچاق کی لڑائی میں عربوں کو اکثر ناکامی حاصل رہی اس سبب سے سلطنت کے مشرقی حصّہ کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی گئی اور یہاں کے معاملات توقف میں رہے۔

سنہ ہجری میں مسلمہ کی جگہہ عمر و ابن ہبیرہ عراقین کا حاکم ہوا اور اس نے خراسان کی امارت پر سعد ابن عمر و الحرشی کو مقرر کیا۔ عمر و الحرشی بخارا کی طرف سے فرغانہ پر حملہ آور ہوا۔ اور شاہِ فرغانہ کو قلعہ میں گھیر لیا۔ جب بادشاہ فرغانہ بتنگ ہوا اس نے ایک لاکھ درہم تاوان جنگ ادا کر کے متابعت اختیار کی لیکن دوسرے روز اس نے دس ہزار کی جمعیت سے یکایک مسلمانوں پر شب خون مارا مسلمانوں نے سنبھلکر اہل فرغانہ پر حملہ کیا اور شاہ فرغانہ کو معہ دو ہزار آدمیوں کے قتل کر ڈالا۔

سنہ ہجری میں ابن الحرشی کی جگہہ مسلم ابن سعید بھیجا گیا۔ مسلم ابن سعید کو ترکوں نے چند شکستیں دیں اور وہ شکست کھا کر ناچار دریائے بلخ سے پار ہوا۔ اس سے ترک بہت قوی اور چیرہ دست ہو گئے۔

سنہ ہجری میں ھشام امور خلافت پر متمکن ہوا اُسنے خالد ابن عبداللہ القیشری کو عراقین کا حاکم مقرر کیا اور خالد کے بھائی اسد کو ایک زبردست لشکر کے ساتھ ترکوں کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ اس لڑائی میں خالد اور اسد دونوں ناکام رہے۔ تین برس تک اُنہوں نے دریائے بلخ سے پار ہو کے سعدان پر متواتر حملے کئے مگر تینوں مرتبہ اُن کو ناکام لوٹنا پڑا۔ اسد اس ناکامی سے بہت ہی رنجیدہ ہوا اور اُس نے اپنے لشکر کے جرنیلوں اور سرداروں کی ریش و بروت کاٹ کے اور لکڑیاں مار کر قید کر لیا اور اپنے بھائی خالد کے پاس بھیج دیا۔ ان سرداروں میں نصر ابن سیار بھی تھا۔ خلیفہ اسد کی اس مجنونانہ حرکت سے بہت ناراض ہوا اور اس نے اسد کو فوراً معزول

کردیا اور اس کی جگہ اشرس ابن عبداللہ کو مشرقی فوج کا افسر مقرر کیا لیکن اشرس بھی اسد و خالد کی طرح ترکوں کے مقابلہ میں ناکام رہا اور بہت بڑی شکست کھائی۔ خلیفہ نے اس کی جگہ جنید ابن عبدالرحمٰن کو مقرر کیا جو ایک بہت بڑا لائق سردار تھا۔

اسی زمانہ میں خلیفہ نے جراح بن عبداللہ الحکمی کو ولایت خزر کی طرف روانہ کیا کیونکہ وہاں کے ترکوں نے بہت سرتابی کر رکھی تھی۔ جراح نے خزر کے باغیوں کو بہت قتل و غارت کر کے آذربائیجان کو مراجعت کی اور اپنی فوج کو متفرق کر دیا۔

اس عرصہ میں شاہ خزر نے ترکوں کے خاقان سے اور جوانب و اطراف کے ترکی سرداروں سے اعانت طلب کی اور اُن کی مدد سے تین لاکھ لشکر جمع کیا اور دربند سے گزر کر اسلامی ملک میں قتل و غارت شروع کر دیا۔ یہ خبر سنکر جراح تھوڑی سی جمعیت سے اردبیل سے خزر کے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور جبل سولان کے دامن میں خیام لشکر برپا کئے۔ جراح کے ایک سردار مردان شاہ نے یہ صلاح دی کہ بہتر ہے کہ ہم اس کوہ پر اپنے مقام کو مستحکم کریں اور خلیفہ سے اعانت طلب کریں کیونکہ دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر جراح نے یہ صلاح نہ مانی اور خلاف مصلحت ترکوں کی طرف بڑھ کر اُن سے لڑائی شروع کر دی۔ سب میں پہلے مردان شاہ میدان جنگ میں گیا اور بہت سے کافروں کو قتل کر کے شہید ہوا اس کے بعد جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی اور دشمنوں کی کثرت سے مجاہدین میدان کارزار میں قایم نہ رہ سکے جراح کے ایک غلام نے باآواز بلند مسلمانوں سے کہا کہ بہشت چھوڑ کر دوزخ کی طرف کیوں جاتے ہو۔ یہ سنتے ہی مسلمان پھر لوٹ پڑے اور یہاں تک لڑے کہ جراح شہید ہوا اور بکثرت مسلمان ہلاک ہوئے۔ اور جراح کے زن و فرزند گرفتار ہو گئے۔

اس شکست کے بعد ترک آذربائیجان کے گرد و نواح میں پھیل گئے اور مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ جب اس شکست کی خبر ہشام کو پہنچی اس نے سعید بن عمرو الحرشی کو ترکوں کے مقابلہ کے لئے بہت لشکر کے ساتھ بہت جلد روانہ کیا۔ سعید شام سے آذربائیجان کی طرف روانہ ہوا۔ ارض روم میں اُس کے پاس جراح کی فوج کے باقی ماندہ سپاہی پہنچے اور جراح کا حال بیان کیا یہ سنکر سعید اور سب مسلمان بہت روئے سعید ان سب کو ساتھ لیکر ارض روم سے شہر اخلاط میں پہنچا اور اس کو فتح کر کے بہت سے کافروں کو قتل کیا۔ بیلقان میں پہنچکر اس نے سنا کہ ترکی خاقان کا بیٹا ایک اسلامی قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے

سعید نے ایک ایرانی ملک زادہ کو جس کو خداوند اسپ ابلق کہتے تھے قلعہ کی طرف اس عرض سے بھیجا کہ تم اہل قلعہ کو ہشیار کردو کہ مدد بہت قریب ہے دل نہ ہارنا۔ شہزادہ فوراً قلعہ کی طرف روانہ ہوا راہ میں چند ترک ملے انہوں نے اس سے پوچھا تو کون ہے اور کہاں جاتا ہے۔ شہزادہ نے کل حال اُن سے سچّا سچّا بیان کردیا۔ ترکوں نے کہا اگر تجھہ کو جان عزیز ہے تو بہتر یہ ہے کہ قلعہ کے پاس جا کر اہل قلعہ سے یہ کہہ کہ تمہاری مدد بہت دور ہے تم ناحق مشقت اُٹھاتے ہو بہتر یہ ہے کہ کچھہ شرط کرکے ہتیار ڈالدو۔ شہزادہ نے کہا کہ اچھا میں ایسا ہی کروں گا۔

جب ترک اس کو قلعہ کی فصیل کے نیچے لے گئے شہزادہ نے دلیرانہ اہل قلعہ کو سعید کے بیلقان تک پہنچنے کا مژدہ سنایا جس سے اہل قلعہ نے خوشی کے نعرے مارے اور بآواز بلند تکبیریں کہیں۔ ترکوں نے جلکر شہزادہ کے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے۔ اللہ اکبر اس زمانہ کے مسلمانوں میں کس قدر حمیت اسلام تہی۔ ترکوں نے سعید کے آنے کی خبر سنکر محاصرہ چہوڑدیا اور آذربیل کی طرف چلے گئے اور اہل قلعہ سے ہزار جوان سعید کے لشکر میں داخل ہوئے اور سعید ترکوں کی طرف روانہ ہوا۔ راہ میں ایک شخص نے اطلاع دی کہ فلاں موضع میں دس ہزار اہل خزر پانچہزار مسلمانوں کو قید کئے ہوئے ہیں۔ سعید نے یہ خبر سنکر فوراً اون پر تاخت کیا اور یکایک اُن تک پہنچکر اُن کو قتل کرڈالا اور مسلمانوں کو رہا کیا۔

چند ترک بھاگ کر خاقان کے بیٹے کے پاس پہنچے اور اُس کو اطلاع دی۔ سعید مظفر و منصور بہت مال غنیمت حاصل کرکے اپنے قیامگاہ کی طرف لوٹا۔ ابہی وہ قیام گاہ تک نہ پہنچا تہا کہ وہی شخص جس نے پہلے خبر دی تہی پہر سعید کے پاس آیا سعید نے اُس کو دیکھکر یہ کہا کہ اے شخص تو کہاں تھا میں تو تجھکو تلاش کررہا تہا کہ میں نے تیرے لئے انعام رکھ چہوڑا ہے اُس مرد مسلمان نے عالی ہمتی سے یہ جواب دیا کہ اے سعید وہ انعام تیرے پاس زیادہ محفوظ رہے گا میں تو اس لئے آیا ہوں کہ تجھکو ایک دوسرے شکار کی طرف رہنمائی کروں۔ حال یہ ہے کہ یہاں سے قریب ایک جمعیت اہل خزر کی جراح کے زن و فرزند کو قید کئے ہوئے پڑی ہے اُن کے پاس بہت مال ہے اور وہ اپنے وطن کی طرف جارہے ہیں یہ موقع ہے اگر تو چاہے تو وہ ہاتھ لگ سکتے ہیں۔

یہ خبر سنتے ہی سعید نے فوراً اپنے لشکر کو اس طرف روانہ ہونے کا حکم دیا اور اُس مرد خدا کی رہبری سے ترکوں کے سر پر بے خبر پہنچگیا اور اُن کو قتل کرکے جراح کے زن و فرزند کو چہڑا لیا اور فرودگاہ کو واپس آیا

چند روز کے بعد پھر وہی شخص سفید گھوڑے پر سوار سعید کے پاس آیا اور کہا کہ خبردار ہو جاؤ کہ خاقان کا بیٹا چالیس ہزار کی جمعیت سے تمہاری طرف لڑنے کو آرہا ہے۔ سعید نے پھر اُس شخص کو خدمات کا صلہ دینا چاہا او راس نے جواب دیا کہ جلدی کیا ہے دیکھا جائے گا تم پہلے جہاد سے فارغ ہو جاؤ۔ سعید نے لڑائی کی تیاریکی تھی کہ خاقان کے بیٹے کا لشکر نمودار ہوا اور آپس میں لڑائی شروع ہو گئی شام تک لڑائی برپا رہی اور مغلوں کو شکست ہوئی۔

سعید مال غنیمت جمع کر کے اپنے خیمہ گاہ کو لوٹ آیا۔ علی الصباح وہی شخص پھر سعید کے پاس آیا اور کہا کہ تم کس خواب وخرگوش میں مبتلا ہو ہوشیار رہو جاؤ کہ خاقان کے بیٹے نے اپنے مفرورین کو از سرنو جمع کر لیا ہے اور وہ تمہاری طرف بڑھ رہا ہے۔ یہ سنتے ہی سعید لڑائی کے لئے تیار ہو گیا اتنے میں ترک بھی آپہنچے اور لڑائی شروع ہو گئی۔ اس لڑائی میں سعید کے ہاتھ سے خاقان کا بیٹا زخمی ہوا اور دوبارہ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور اس قدر مال غنیمت ہاتھ لگا کہ خمس خلیفہ کے لئے نکالکر سعید نے چالیس ہزار آدمیوں پر جو مال تقسیم کیا تو ہر آدمی کو ایک ہزار سات سو دینار ملے۔

اس فتح کے بعد ترک خزر کو چلے گئے اور خلیفہ نے عمرو ابن الحرشی کو اپنے پاس بلا لیا اور آذربائیجان اور شیروان کی حکومت پر اپنے بھائی مسلمہ کو مقرر کیا اور مسلمہ نے خزر اور قبچاق پر اکثر حملے کئے اور فتوحات حاصل کیں۔

جب جنید ابن عبد الرحمٰن مرو میں پہنچا اُس نے ترکوں کی لڑائی کا سامان فراہم کیا۔ پہلی لڑائی میں جنید کے مقابلہ میں خاقان ایک لاکھ ستر ہزار کا لشکر میدان میں لایا۔ جنید نے اس کو کامل شکست دی اور خاقان کے تین ہزار آدمی مارے گئے (۱۱۲ھ) اس لڑائی میں خاقان کا بھتیجا گرفتار ہو گیا۔ جنید دریائے بلخ سے عبور کر کے مرو کو واپس آیا اور وہاں موسم سرما بسر کیا۔

دوسرے سال اُس نے آب جیحوں سے عبور کر کے اپنے کل لشکر کو تین حصّوں پر تقسیم کیا۔ ایک دستہ دس ہزار کا سورا ابن الحر کے سپرد کیا گیا اور اس کو حکم دیا کہ سمرقند پر قبضہ کرے۔ دوسرا دستہ بسرکردگی عمرابن حریم طخارستان کو بھیجا گیا۔ اور تیسرا دستہ اس نے اپنے ساتھ رکھا۔ جنید طخارستان کی طرف جا رہا تھا کہ راہ میں اس کو یہ خبر پہنچی کہ سمرقند میں ترکوں کے خاقان نے سورا کو گھیر رکھا ہے یہ خبر پا کر جنید فوراً سمرقند کی طرف روانہ ہوا۔ مگر اس کی فوج اس قدر پھیلی ہوئی تھی کہ اُس کے ہمراہ صرف

قلیل فوج ہمراہ تھی۔ وہ سمرقند سے آدہی دور پہنچا ہوگا کہ ترکوں نے اس کو آکر گھیر لیا۔ چونکہ جنید کی فوج بہت کم تھی اس لئے اُس کے بہت آدمی شہید ہوئے اور جنید کو مجبورًا ایک درہ کوہ میں پناہ لینی پڑی اس درہ کوہ کو مستحکم کرکے اس نے اپنے جرنیلوں سے مشورہ کیا۔ افسروں نے کہا کہ اب کوئی چارہ نہیں ہے بجز اس کے کہ یا تو سورا کو پیام بھیجا جائے کہ وہ سمرقند سے ہماری مدد کرے یا ہم جس طرح بن سکے اُن تک پہنچیں۔ آخر کار یہ قرار پایا کہ سورا کو حکم دیا جائے کہ وہ سمرقند سے یہاں آئے

سورا حکم کے موافق بارہ ہزار کی جمعیت سے روانہ ہوا گو وہ یہ خوب جانتا تھا کہ جنید تک زندہ پہنچنا محال ہے جب سورا جنید سے تھوڑے فاصلہ پر پہنچا۔ ترکوں نے اس کے لشکر کو گھیر لیا اور معہ سورا کے کل لشکر کو قتل کر ڈالا صرف تین آدمی بچے۔

اس عرصہ میں جنید نے موقع پاکر سمرقند کی طرف کوچ کیا مگر ترکوں نے پھر اس کو راہ میں گھیر لیا۔ جنید نے لشکر کے غلاموں کو جمع کرکے کہا کہ اگر تم لڑائی میں ہماری مدد کروگے تو ہم سب کو آزاد کر دیں گے۔ غلاموں نے یہ مژدہ سنکر آزادی کی خوشی میں اس قدر بلیغ کوشش کی اور ایسے جان توڑ کر لڑے کہ جنید دشمن کی صفوں کو چیرتا ہوا سمرقند میں پہنچ گیا۔ سمرقند سے جنید نے خلیفہ کے پاس قاصد بھیجا اور مدد طلب کی۔ خلیفہ نے اس کے پاس پچیس ہزار فوج روانہ کی۔ اس فوج کی مدد سے جنید نے دو سال کے عرصہ میں ماوراءالنہر سے دشمنوں کو نکال دیا اور تمام ملک میں اسلامی حکومت از سرنو قایم کی۔

سنہ ۱۱۶ ہجری میں خلیفہ نے جنید کو باوجود ان بے بہا خدمات کے صرف اس جرم پر معزول کیا کہ اُس نے یزید ابن مہلب کی بیٹی سے نکاح کر لیا تھا۔ اس کی جگہہ پر عاصم ابن عبداللہ مقرر کیا گیا۔ قبل اس کے کہ عاصم مرو میں پہنچے جنید نے استسقائے مرض میں وفات پائی۔

سنہ ۱۱۷ھ میں عاصم بھی معزول ہوا اور اسد ابن عبداللہ قشیری اس کی جگہہ پر نامزد ہوا۔ عاصم کے وقت میں حارث نامی ایک شخص نے بغاوت کی تھی اس کو اسد نے آکر فرو کیا اور حارث ترکوں کے خاقان کے پاس بھاگ گیا۔ خاقان نے اس کو فاراب میں جگہہ دی۔

سنہ ۱۱۸ ہجری میں اسد نے ترکوں پر حملہ کیا مگر بہت بڑی شکست کھا کے واپس آنا پڑا۔ دوسرے سال اسد نے زیادہ تیاری کرکے ترکوں پر چڑہائی کی اور خاقان کو کامل شکست دیکر ماوراءالنہر سے نکالدیا۔ خاقان کو اس کے ایک سردار نے مار ڈالا۔

دم لینے کی مہلت نہ دی وہاں پہنچ کر نصر کو دوبارہ شکست دی نصر جرجان سے ہمدان کو گیا۔ اور ہمدان سے دوسرے میں پہنچا۔ وہاں پہنچکر وہ بہت بیمار ہوگیا اور آخر کا بمقام ساوہ پچاسی سال کی عمر میں انتقال کیا۔ اور اس کے انتقال کے ساتھ بنی امیہ کا ستارہ ڈوب گیا ۱۳۱ھ (۷۴۸ء)
جب سے ابومسلم نے اپنے لشکر کی امارت قحطبہ بن شبیب کو دی عباسیوں کو متواتر فتوح حاصل ہوتے رہے کیونکہ قحطبہ ایک نہایت بہادر اور عقلمند جرنیل تھا۔ ۱۲۹ہجری میں قحطبہ امام کے پاس سے عباسی نشان ابومسلم کے پاس لایا تھا کہ اس کے فوج کے ساتھ وہ علم رہے۔ اس علم کے لانے کے صلہ میں ابومسلم نے قحطبہ کو امیر لشکر مقرر کیا۔ جب نصر سے فراغت حاصل ہوگئی قحطبہ نے طوس کو فتح کیا بعد ازاں جرجان پر چڑہائی کی۔
جرجان پر ایک بہت بڑی خونریز لڑائی لڑنی پڑی۔ جرجان کو فتح کرکے قحطبہ نے اپنے بیٹے کو رے کی طرف روانہ کیا۔ حاکم رے نے بے لڑے اطاعت قبول کی۔ جب جرجان کے فتح ہونے کی خبر یزید ابن ہبیرہ کو پہنچی جو عراق کا حاکم تھا اس نے عامر ابن صبارہ اور اپنے بیٹے داؤد کو جو کرمان میں تھے حکم بھیجا کہ تم عراق کی طرف روانہ ہو جاؤ کیونکہ قحطبہ اسی طرف آتا ہے۔ یہ دونوں ایک لاکھ کی جمعیت سے نہاوند کی طرف بڑہے کیونکہ انہوں نے یہ خبر پائی تھی کہ حسن بن قحطبہ ہمدان سے نہاوند کو گیا ہے۔ قحطبہ ان دونوں کے مقابلہ کی غرض سے رے سے قم میں پہنچا اور وہاں سے اصفہان کی طرف روانہ ہوا۔ اصفہان کے قریب دونوں لشکر ملاقی ہوئے اور دونوں لشکروں میں بڑی لڑائی واقع ہوئی اور جانبین سے بہت آدمی معرض قتل میں آئے مگر قحطبہ کی جرنیلی کے آگے کچھ نہ چل سکی۔ عامر مارا گیا اور داؤد بھاگ گیا۔
اس فتح کے بعد قحطبہ نے نہاوند کا محاصرہ کرلیا اور شامی باشندوں کی دغابازی سے شہر پر قبضہ کرلیا اور اہل شہر سے بہت لوگ مارے گئے۔ یہاں سے قحطبہ کوفہ کی طرف روانہ ہوا اور یہ سنکر داؤد ابن ہبیرہ بھی کوفہ میں پہنچا۔ دریائے فرات کے کنارہ پر داؤد سے اور قحطبہ سے لڑائی ہوئی۔ قحطبہ دریائے فرات سے پار ہونے میں اتفاقاً غرق ہوگیا۔ اور حسن بن قحطبہ نے داؤد کو شکست دیکر واسطہ پر بٹہا دیا اور اہل کوفہ کی اعانت سے شہر پر قابض ہوگیا۔
جب حسن شہر پر قابض ہوگیا۔ ابوسلمہ جعفر بن سلیمان الخلال جسکو ابومسلم نے وزیر آل محمد کا عہدہ دیا تھا

حسن کے پاس آیا اور اہل کوفہ کو جمع کرکے اُن پر اپنا عہدہ ظاہر کیا۔
اس کے بعد اس نے ایک قاصد مدینہ منورہ کو اس غرض سے بھیجا کہ اول جعفر بن محمود سے امر خلافت کے قبول کرنے کی استدعا کی جائے اور اگر وہ نامنظور کرے تو عبداللہ بن حسین سے استدعا کی جائے اور اگر وہ بھی نامنظور کرے تو عمر بن علی کو خلافت قبول کرنے کے لئے کہا جائے۔ مگر ابھی وہاں سے قاصد نہ پھرا تھا کہ ابوالعباس سفاح کو جو پہلے سے ابوجعفر منصور کے ہمراہ کوفہ میں پہنچ گیا تھا بغیر ابوسلمہ کی شورہ کے اہل کوفہ نے خلیفہ تسلیم کر لیا اور اُس کے ہاتھ پر ۱۳۲ ہجری میں بیعت کر لی۔

باب ششم

زمانہ خلافت بنی عباس

جب ابوالعباس سفاح کوفہ میں خلیفہ ہو گیا اور اہل کوفہ نے اُس کے ہاتھ پر بیعت کر لی مروان آخری خلیفہ بنو امیہ کا ایک لاکھ کی جمعیت سے موضع زاب پر خیمہ زن تھا۔ ابوالعباس نے عبداللہ بن علی کو ایک کثیر التعداد لشکر کے ساتھ مروان کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ عبداللہ نے پانچہزار سواروں کو حکم دیا کہ آب فرات سے پار ہو کر مروان پر حملہ کریں۔ چنانچہ عتبہ ابن موسیٰ نے پانچہزار سوار اپنے ہمراہ لئے اور دن بھر مروان کی فوج سے لڑ کر واپس چلا آیا۔ مروان نے دوسرے روز اپنے بڑے بڑے جرنیلوں کی رائے کے برخلاف فرات پر ایک پل تیار کیا اور اس سے عبور کرکے دریا کے اس پار قیام کیا اور اپنے بیٹے کو تھوڑی سی فوج کے ہمراہ آگے روانہ کیا۔ عبداللہ نے مروان کے بیٹے کے مقابلہ کے لئے محارق کو چار ہزار فوج دیکر آگے بڑھایا۔ اس لڑائی میں محارق گرفتار ہو گیا اور عبداللہ کی فوج شکست کھا کر پسپا ہو گئی۔ عبداللہ نے اس کے بعد لشکر کو جنگ مغلوبہ کا حکم دیدیا۔ مروان کا شامی لشکر عبداللہ کے خراسانیوں کا مقابلہ نکر سکا اور خفیف لڑائی کے بعد بھاگ نکلا۔ بہت لوگ فرات سے عبور کرنے میں غرق ہو گئے۔ مروان بھاگ کے شام کو گیا۔ عبداللہ نے ابوعون کو تعقب میں بھیجا۔ شام میں ایک اور لڑائی ہوئی جس میں مروان کو پھر شکست ہوئی اور وہ مصر کی طرف بھاگا۔ اس تنہائی کے سفر میں اس کو کسی شخص نے راہ میں قتل کر ڈالا (۱۳۲ ہجری)

جب مروان مارا جا چکا ابو العباس کے حکم سے بنی امیہ کے خاندان کے لوگ جہاں ملے قتل کئے گئے۔ اور خلفائے بنی امیہ کی قبریں کھدوا کر اُن کی ہڈیاں تک نکلوا کر پھینکدی گئیں۔ ابو الجعفر المنصور نے اپنے بہائی ابو العباس سفاح کو ترغیب دی کہ ابو مسلم کو بھی قتل کرنا چاہئے مگر سفاح کو اس کی جرأت نہوئی کیونکہ ابو مسلم کو تمام خراسان اور ایران میں لوگ بہت مانتے تہے یہاں تک کہ زمانہ حال میں بھی اوزبک اور دیگر قبایل ترکمان اس کا مرتبہ حضرت علیؑ کے بعد سمجھتے ہیں اور اس کی کراماتیں اُن میں بہت مشہور رہیں۔

۱۳۶ھ میں ابو الجعفر المنصور اور ابو مسلم دونوں ساتہ حج بیت اللہ کو گئے اور راستہ میں ان دونوں کا باہمی عناد نہایت درجہ بڑہ گیا۔ راہ میں ان کو خبر پہنچی کہ ابو العباس سفاح نے موضع انبار میں انتقال کیا۔ سفاح کے عہد میں بہت مسلمانوں کا خون ہوا اس لئے اس کا لقب سفاح یعنی خونریز مشہور ہوگیا۔ سفاح کی جگہہ ابو جعفر منصور امر خلافت پر متمکن ہوا۔ سفاح کے چچا عبد اللہ نے جو شام کا حاکم تہا خلافت کا دعوی کیا۔ منصور نے اس کے مقابلہ کے لئے ابو مسلم کو سفر کیا۔ گو دل میں وہ ابو مسلم کا جانی دشمن تہا مگر بالفعل اس سے بہتر کوئی اور شخص اس مہم کو انجام دینے کے قابل نہ تہا۔

جب عبد اللہ کو یہ خبر پہنچی کہ اس کے مقابلہ کے لئے ابو مسلم نامزد ہوا ہے اُس نے اس خوف سے کہ کہیں ابو مسلم سے اُس کے لشکر کے خراسانی ملازم مل نہ جائیں سب کو قتل کرڈالا اور صرف شامی لشکر سے ابو مسلم کا مقابلہ کیا۔ پانچ ماہ تک دونوں لشکروں میں متفرق لڑائیاں ہوتی رہیں اور کوئی نتیجہ نہ نکلا ابو مسلم نے آخر کار یہ ترکیب کی کہ اپنے لشکر کے میمنہ کے سردار حسن بن قحطبہ کو حکم دیا کہ تم لڑکر یکایک دشمن کے روبرو سے بھاگ جاؤ چنانچہ حسن نے ایسا ہی کیا

عبد اللہ کے لشکر کے ایک بڑے حصہ نے نادانی سے حسن کے لشکر کا تعقب کیا اور بہت دور تک نکل گیا۔ ابو مسلم اسی کا منتظر تہا اس نے اپنے کل لشکر سے عبد اللہ کے باقی ماندہ فوج پر حملہ کردیا۔ عبد اللہ کی فوج تعداد میں بہت تہوڑی رہگئی تہی وہ ابو مسلم کے کثیر التعداد لشکر کا مقابلہ نکرسکی اور بھاگ نکلی۔ عبد اللہ بہاگ کر اپنے بھائی سلیمان والی بصرہ کے پاس جا چھپا اور بہت دن تک پوشیدہ رہا۔ جب منصور کو اس کا پتہ لگا اس نے گرفتار کرکے اُسے قیدخانہ میں ڈالدیا۔ اور غالباً اس کو وہاں قتل کرڈالا اب منصور کو ابو مسلم کے قتل کرنے کی فکر ہوئی۔ ابو مسلم پہلے ہی منصور سے مشکوک تہا اس لئے منصور کی

اجازت کے بغیر خراسان کی طرف روانہ ہوگیا۔ جب منصور کو اس کے روانہ ہونے کی خبر پہنچی اس نے ایک فرمان اس مضمون کا جاری کیا کہ شام اور مصر کی امارت پر ابو مسلم کو مقرر کیا گیا اور اس فرمان کے ساتھ منصور نے ابو مسلم کو یہ خط لکھا کہ تم یہاں سے ملتے ہوئے اپنی جدید حکومت پر جانا۔ ابو مسلم نے اس کا جواب خلیفہ کو یہ لکھ بھیجا کہ میں مصر و شام سے خراسان کی حکومت کو زیادہ پسند کرتا ہوں کیونکہ میں نے خراسان کو بزور شمشیر فتح کیا ہے۔ منصور نے پھر اور بھی زیادہ خوشامدانہ خطوط لکھکر ابو مسلم کو اپنے پاس بلانا چاہا مگر ابو مسلم نے اس کا یہ جواب لکھا کہ اب تک کوئی دشمن حضور کا باقی نہیں رہا سارا ملک دشمنوں سے پاک و صاف ہو گیا حضور کو میری کوئی ضرورت باقی نہیں رہی میں دور سے حضور کی خدمتگزاری کے لیے ہمیشہ کمربستہ اور فرمانبردار رہوں گا مگر حضور کے مزاج سے مجھکو اپنی جان کا خوف ہے اس لئے میں حضور کے پاس نہیں آتا خراسان کو جاتا ہوں۔

اس اثنا میں منصور نے یہ ترکیب کی کہ اس نے ابوداؤد کے نام جو خراسان میں ابو مسلم کا نائب تھا یہ فرمان بھیجا کہ ہم نے تم کو خراسان کی امارت پر مقرر کیا تم کو چاہئے کہ ابو مسلم کو خراسان میں داخل ہونے دو۔ ابوداؤد نے ابو مسلم کو یہ پیام بھیجا کہ اہل خراسان کو منصور کے حکم سے انحراف کرنا منظور نہیں ہے تم بغیر منصور کی اجازت کے خراسان میں داخل ہونے کا قصد نکرنا۔

آخر کار ابو مسلم ناچار خلیفہ کے پاس لوگوں کے سمجھانے سے چلا گیا اور اثنار ملاقات میں خلیفہ نے اس کو قتل کر ڈالا اور چھ لاکھ مسلمانوں کے خون کا بدلہ جو ابو مسلم کے سبب سے قتل ہوئے تھے اس طرح لیا گیا (۱۳۷ھ ۷۵۴ء) ابو مسلم کی عمر ۳۵ سال کی تھی۔

اس کو قتل کرکے منصور نے ابو مسلم کے رفقا کو جو اس کے ساتھ کوفہ میں آئے تھے بہت کچھ انعام و اکرام دیکر راضی کر لیا۔

نیشاپور میں ابو مسلم کے رفقا میں سے ایک شخص سنباد مجوسی تھا اس نے ابو مسلم کے قتل کی خبر سنکر بغاوت اختیار کی اور ابو مسلم کے بہت سے رفیقوں کو جمع کر لیا یہاں تک کہ اس کے پاس ایک لاکھ کا لشکر جمع ہو گیا اور نیشاپور سے لیکر رے تک تمام ملک اس کے ہاتھ آگیا۔ رے میں ابو مسلم کا بیشمار خزانہ مدفون تھا وہ اس کے ہاتھ لگ گیا۔ اس سے اسکی قوت اور بھی بڑھ گئی منصور نے اس کی بغاوت کے فرو کرنے کے لئے جمہور بن مرار عجلی کو مقرر کیا۔ جمہور نے شہر ساوہ پر مجوسی کو شکست دیکر متفرق کر دیا اور سنباد

طبرستان کو بھاگ گیا اور وہاں کے حاکم کے ہاتھ سے قتل ہوا۔
سنہ ۱۴۱ ہجری میں فرقہ روندیہ کا ظہور ہوا جو مسئلہ تناسخ کا قایل تھا اور یقین کرتا تھا کہ خدا خلیفہ کے جسم سے تعلق رکھتا ہے اور آدم کی روح نے اُن کے سردار عثمان بن نہیک میں ظہور کیا ہے۔ کوفہ میں اس فرقہ نے بغاوت کرکے منصور کو قتل کرنا چاہا تھا مگر بہ مشکل تمام وہ فرقہ قتل کیا گیا۔
اسی زمانہ میں (سنہ ۱۴۱ھ) سیبور نے صوبہ خراسان میں بغاوت کی۔ ابو داؤد و خالد ابن ابراہیم امیر خراسان نے اس کے فرو کرنے میں ہر چند کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ اسکی وفات کے بعد عبد الجبار خراسان کا حاکم مقرر ہوا اور وہ شیعوں سے ملکر باغی ہوگیا آخرکار منصور نے اپنے بیٹے مہدی اور خازم ابن الخذیمہ کو عبد الجبار کے مقابلہ کے لئے بھیجا (سنہ ۱۴۱ھ) مگر قبل اس کے کہ یہ لوگ موقع پر پہنچیں عبد الجبار کے ہمراہیوں نے اسکو قید کرکے اولٹا گدہے پر سوار کیا اور خلیفہ کے پاس بھیجدیا۔ خلیفہ نے اسکو قتل کروا اس کے بعد خلیفہ نے اپنے بیٹے مہدی کو خراسان کا حاکم مقرر کیا اور چونکہ وہ صرف بیس سال کا تھا اس لئے ایک تجربہ کار شخص اس کی ماتحتی میں مقرر کیا گیا۔
سنہ ۱۴۵ھ میں منصور نے شہر بغداد کی تعمیر شروع کی اور سنہ ۱۴۹ھ میں شہر تیار ہوگیا۔
سنہ ۱۵۰ھ میں استادسی نامی ایک ایرانی نے بغاوت کی اور اہل ہرات و بادغیس سے تین لاکھ لشکر جمع کرکے خراسانی لشکر کو شکست فاش دی۔ یہ خبر سنکر منصور نے اپنے بیٹے مہدی کی اعانت کیلئے خازم ابن خذیمہ کو روانہ کیا۔ وہ خراسان سے بیس ہزار کا لشکر لیکر باغیوں کی طرف روانہ ہوا اور ایک خونریز لڑائی میں باغیوں کے ستر ہزار آدمی قتل کئے اور چودہ ہزار قید کئے۔
سنہ ۱۵۱ھ میں مہدی بغداد کو چلا گیا
سنہ ۱۵۲ھ میں حمید ابن قحطبہ خراسان کا حاکم مقرر ہوکر آیا اور اس نے مملکت کابل پر بکامیابی جہاد کیا
سنہ ۱۵۸ھ یعنی سنہ ۷۷۴ء میں منصور کا انتقال ہوگیا اور اس کا بیٹا مہدی امر خلافت پر متمکن ہوا اور
سنہ ۱۵۹ھ میں حمید کی جگہہ ابو عون خراسان کی امارت پر مامور ہوا۔
سنہ ۱۶۰ھ میں یوسف ابن ابراہیم نے خراسان میں بغاوت کی مگر بہت جلد فرو ہوگئی۔ اسی سال میں ابو عون کی جگہہ معاذ ابن مسلم خراسان کا امیر ہوا۔
سنہ ۱۶۱ ہجری میں مرو کے قریب ایک موضع میں مقنع نے پیغمبری کا دعویٰ کیا۔ اسکی یہ تعلیم تھی کہ پہلے

ابومسلم میں خدا نے ظہور کیا تھا اور اس کے بعد اب اس میں ہند اظاہر ہوا ہے۔ خراسان اور ماورار النہر میں اس کے معتقد بکثرت جمع ہوگئے اور سفید جامگان یعنی سفید پوش کے لقب سے مشہور ہوئے۔

سنہ ۱۶۳ھ میں مقنع نے کش کے قلعہ میں محصور ہوکر خودکشی کی اور اس کا سر مہدی کے پاس بھیجدیا گیا۔

سنہ ۱۶۹ھ میں مہدی کا انتقال ہوا اور اس کی جگہہ موسٰے ابن مہدی معروف بہ ہادی اس کا جانشین ہوا۔ اسکی خلافت تین سال رہی۔

سنہ ۱۷۰ ہجری میں ہارون الرشید خلیفہ ہوا۔ ہارون الرشید کے زمانہ میں حسب ذیل خراسان کے گورنر ہوئے۔ جعفر سنہ ۱۷۱ھ عباس بن جعفر سنہ ۱۷۲ ہجری حمزہ سنہ ۱۷۶ ہجری فضل ابن یحیی سنہ ۱۷۸ھ اس نے ماورار النہر پر جہاد کیا اور خراسان میں مدارس خانے اور مساجد کثرت سے تعمیر کئے۔ منصور الحمیاری سنہ ۱۷۹ ہجری جعفر ابن یحیی سنہ ۱۸۰ ہجری۔

جس طرح ہارون الرشید کا زمانہ علم وفضل و شان و شوکت کیلئے مشہور ہے اسی طرح خاندان برامکہ کے زوال کیلئے بھی تاریخ میں مشہور ہے۔ خاندان برامکہ میں وزارت ابتدائی زمانہ خلفائے بنو عباسیہ سے رہی۔ ہارون الرشید کے زمانہ میں خاندان برامکہ میں سے جعفر وزیر علم وفضل و داد و دہش میں اپنے آقا سے کم مشہور نہ تہا۔ ہارون الرشید یکایک جعفر سے ناراض ہوگیا اور اسکو مروا ڈالا اور اس کے بھائی فضل اور اس کے بڈہے باپ یحیی کو قید کردیا۔

سنہ ۱۸۰ ہجری میں علی ابن عیسا خراسان کا حاکم مقرر ہوا۔ جب اس کے جور وظلم کی شکایتیں پے درپے خلیفہ کو پہنچیں ہارون الرشید نے سنہ ۱۸۹ ہجری میں خراسان کا دورہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اور پچاس ہزار کی جمعیت سے اُدہر روانہ ہوا۔ جب وہ رَے میں پہنچا خراسان کے حاکم نے اس قدر بیبہا تحائف پیشکش کئے کہ ہارون الرشید نے بغیر تحقیقات کے اُس کو خراسان کی امارت پر بحال رکھا اور خود بغداد کو سنہ ۱۹۰ ہجری میں لوٹ آیا۔

سنہ ۱۹۱ ہجری میں رافع ابن لیث بن نصر بن سیار نے سمرقند میں بغاوت کی اور محمد بن سلیمان والی سمرقند کو قتل کرکے شہر پر قبضہ کرلیا۔ خراسان کے حاکم علی ابن عیسے نے اپنے بیٹے کو رافع کے مقابلہ کے لئے بھیجا مگر رافع نے اوسکو شکست دیا قتل کرڈالا۔ (سنہ ۱۹۱ھ)

جب ہارون الرشید کو یہ خبر پہنچی اُس نے ہرثمہ بن اعین کو خراسان کی امارت پر بھیجا اور حکم دیا کہ رافع پر وہ فوراً لشکر کشی کرے اور ہرثمہ کے پیچھے خود بھی تھوڑے دن بعد اُسی طرف روانہ ہوا۔ کرمانشاہ میں پہنچکر اس نے اپنے بیٹے ماموں کو اپنے وزیر فضل کے ساتھ آگے روانہ کیا کہ مرو میں پہنچکر ہرثمہ کو رافع کے مقابلہ کے لئے ماوراالنہر میں بھیجے جو اس عرصہ میں تمام ملک کا مالک ہو گیا تھا اور اپنا صدر مقام بخارا میں مقرر کیا تھا۔

ہارون الرشید جرجان میں پہنچکر زیادہ علیل ہو گیا اور ناموافقت آب وہوا کی وجہ سے طوس کو چلا گیا اور وہاں ۳ جمادی الثانی ۱۹۳ھ ہجری یعنی ۲۴ مارچ ۸۰۹ء میں پینتالیس برس کی عمر میں انتقال کیا اور طوس میں مدفون ہوا۔

ہارون الرشید نے اپنی زندگی میں اپنے بڑے بیٹے امین کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا اور اپنے دوسرے بیٹے ماموں کو اپنی مشرقی سلطنت کی حکومت عطا کی تھی۔ جس وقت ہارون الرشید کے انتقال کی خبر امین کو پہنچی اُس نے فوراً تخت خلافت پر قبضہ کیا اور لوگوں سے بیعت لی۔ اسی طرح ماموں نے مرو میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ مگر امین نے ہارون الرشید کی وصیت پر عمل نکیا اور اپنے بہائی کی مملکت پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔

پہلے تو امین نے یہ کوشش کی کہ کسی طرح ماموں اُس کے پاس بغداد میں چلا آئے لیکن جب ماموں اُسکے دہوکے میں نہ آیا تو اس نے علی ابن عیسیٰ کو پچاس ہزار لشکر دیکر ماموں کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا۔ ماموں نے طاہر ابن الحسینی ذوالیمینین کو رَے پر علی کے مقابلہ کے لئے پہلے ہی سے مقرر کر رکھا تھا۔ دونوں لشکروں کا مقابلہ رَے کے قریب موضع فلوس پر ہوا۔ طاہر کی جرنیلی علی ابن عیسیٰ کی بہادری پر کامیاب ہوئی اور علی معرض قتل میں آیا۔

ماموں کے حکم سے طاہر بغداد کی طرف بڑہا۔ امین نے عبدالرحمٰن الحرشی اور حسن ابن علی کو حکم دیا کہ وہ طاہر کا مقابلہ کریں اور بغداد تک نہ آنے دیں۔ یہ دونوں جرنیل بغداد سے نکلکر قرماسین پر خیمہ زن ہوئے۔ مگر جب طاہر اون کے قریب پہنچا شامی لوگ بھاگ کر حلوان کو چلے گئے اور طاہر نے اون کا تعقب کر کے حلوان کو فتح کر لیا اور وہاں اس قدر عرصہ تک قیام کیا کہ ماموں کے پاس سے ہرثمہ ابن اعین تیس ۳۰ ہزار لشکر سے اوسکی مدد کے لئے حلوان پر پہنچ گیا۔ یہاں سے

یہ دونوں جرنیل اہواز اور بصرہ پر بڑہے اور دونوں شہروں کو فتح کر لیا۔
امین نے بغداد سے چند لشکر ان کے مقابلہ کے لئے بھیجے مگر طاہر کی جرنیلی کے مقابلہ میں اون کو کچھ کامیابی حاصل نہ ہوئی سب نے فاش شکست کہائی اور طاہر بغداد پر بڑہا اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ ۱۹۸ھ ہجری میں شہر فتح ہو گیا اور امین لڑائی میں مارا گیا۔
چونکہ فضل ابن سہیل وزیر کی صلاح سے مامون مرو میں رہا اور بغداد کو نہ گیا اس لئے یہ بات ملک میں مشہور ہو گئی کہ فضل ابن سہیل نے ملک کی حکومت اپنے ہاتھ میں لے رکہی ہے اور مامون کو بالکل بے اختیار کر دیا ہے۔ فضل کے عجمی الاصل ہونے سے رئیسائے شام و عرب مامون سے ناراض ہو گئے اور انہوں نے وقتاً فوقتاً ملک میں بغاوت اور فساد برپا کیا جس کے فرو کرنے میں مامون کو بہت مشکل پڑی ہرثمہ نے چاہا کہ مامون کو اصل حالات سے آگاہ کرے اور اطلاع دے کہ فضل کی حکومت سے روسائے عرب و شام ناراض ہیں مگر فضل نے ہرثمہ کو اسکا موقع نہ دیا اور کسی تدبیر سے اسکو قتل کروا ڈالا اس کے بعد پہر کسیکو خلیفہ سے فضل کے برخلاف کہنے کی جرات نہ ہوئی۔ مگر آخرکار امام رضا نے خلیفہ سے کل حالات بیان کئے اور مامون نے اونکی صلاح قبول کی اور مرو سے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ جب مامون سرخس میں پہنچا بعض لوگوں نے فضل کو حمام میں مار ڈالا۔ کہتے ہیں کہ یہ کام خلیفہ کے اشارہ سے ہوا۔ ۲۰۴ھ ہجری میں مامون بغداد میں داخل ہوا۔
طاہر پہلے تو بغداد کا حاکم رہا بعد ازاں ۲۰۵ھ ہجری میں اپنی درخواست سے مشرقی سلطنت کی امارت پر مقرر کیا گیا۔ مگر بیان کیا جاتا ہے کہ مامون نے اوس کے ساتھ ایک خواجہ سرا کو کر دیا تہا اور اس کو یہ ہدایت کی تہی کہ اگر طاہر سے کوئی فعل بغاوت کا سرزد ہو تو اوسکو زہر دیدیا جائے۔ دو برس تک طاہر نے نہایت کامیابی کے ساتھ حکومت کی مگر اسکے بعد اس نے یکایک خطبہ سے خلیفہ کا نام خارج کر دیا اور دوسرے روز وہ بستر پر مردہ ملا (۲۰۷ھ ہجری) ۔ مورخین کا یہہ خیال ہے کہ خلیفہ کے حکم سے طاہر کو زہر دیا گیا بالکل غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ خلیفہ نے طاہر کے بعد اسکے دونوں بیٹوں کو بہت اچھی طرح رکہا۔ ۲۰۷ھ سے ۲۱۳ھ تک طلحہ ابن طاہر مشرقی صوبوں کی حکومت پر مامور رہا اور عبداللہ ابن طاہر کے سپرد عراق و مصر کی اکثر مہمات ہوتی رہیں ۔
طلحہ نے اپنا دارالحکومت نیشاپور کو مقرر کیا ۔ ۲۱۳ھ ہجری میں طلحہ ابن طاہر نے انتقال کیا اور

اُس کا بیٹا علی اُس کا جانشین ہوا مگر تہوڑے ہی عرصہ کے بعد وہ خارجیوں کی لڑائی میں نیشاپور کے قریب مارا گیا۔ اس لڑائی میں خارجیوں کا سردار بابک نامی تہا۔ ماموں نے علی کی جگہہ اوس کے چچا عبداللہ ابن طاہر کو خراسان کی امارت پر مقرر کیا۔ عبداللہ نے خراسان کے خارجیوں کی بغاوت کو فرو کیا اور کامیابی کے ساتھ حکومت کرکے سنہ ۲۳۰ ہجری مر گیا۔

عبداللہ کی وفات کے بعد خلیفہ واثق باللہ نے اُسکے بیٹے طاہر کو خراسان کا گورنر مقرر کیا اور وہ خلیفہ مستعین باللہ کے عہد خلافت تک وہاں حکومت کرتا رہا۔ طاہر کے بعد مستعین باللہ نے اُسکے بیٹے محمد کو خراسان کا امیر کیا۔

اس کے زمانہ امارت میں حسین ابن زید العلوی نے ۲۵۱ھ میں بغاوت کرکے دیلم وگیلان وغیرہ ممالک فتح کرلئے۔ اسی زمانہ میں یعقوب ابن لیث نے سیستان اور ہرات پر قبضہ کرلیا اور رفتہ رفتہ خاندان طاہریہ کی جگہہ یعقوب کی اولاد وسط ایشیا کے اکثر حصّہ پر قابض ہوگئی۔ اس خاندان کو اہل تواریخ صفاریہ کا خاندان لکہتے ہیں۔

باب ہفتم

خاندان طاہریہ وصفاریہ وسامانیہ

خلیفہ مستعین باللہ کے زمانہ سے وسط ایشیا کا تعلق خلفائے بغداد سے صرف برائے نام رہگیا تہا۔ پہلے طاہر کی اولاد خراسان میں حاکم رہی صرف برائے نام خلفائے بغداد سے اجازت منگائی جاتی تہی آخر کار صفاریہ کے خاندان نے آل طاہر کو مغلوب کیا اور وسط ایشیا کے اکثر حصہ پر قابض ہوگئے۔

متوکل باللہ کے عہد خلافت میں صالح ابن نصر نے خارجیوں کو دفع کرنے کے بہانہ سے بہت لشکر جمع کیا اور سیستان پر قبضہ کرلیا۔ طاہر ابن عبداللہ والئ خراسان نے سیستان کی بغاوت کے فرو کرنیکے لئے بذات خود لشکر کشی کی۔

جب طاہر سیستان میں پہنچا صالح نے اُسکی متابعت اختیار کی اور طاہر خراسان کو واپس چلا گیا۔ صالح نے دوبارہ بغاوت کرکے سیستان پر قبضہ کرلیا۔ صالح کے سرداروں میں سے ایک شخص یعقوب ابن لیث تہا جسکو درہم ابن نصر نے صالح کی وفات کے بعد اپنے لشکر کی افسری دی۔

جب درہم خراسانیوں کی لڑائی میں قید ہوگیا یعقوب سیستان کا حاکم بنگیا - کہتے ہیں کہ یعقوب اصل میں لُہار تہا مگر بچپنے سے اپنی فیاضی اور دلیری کے لئے اپنے ساتہیوں میں ممتاز تہا - جوانی میں یعقوب نے رہزنی کا پیشہ اختیار کیا اور بہت لوگ اس کے ساتھ ہو گئے - اس کی رہزنیوں کی گرد و نواح میں بہت شہرت ہوگئی اور دور دور کے لوگ اس سے خوف کرنے لگے - صالح کو ایسے آدمیوں کی تلاش تہی اُس نے اوسکو اپنے رفیقوں میں داخل کر لیا اور وہ رفتہ رفتہ سیستان کا حاکم ہو گیا (۸۶۷ء)

۲۵۳ ہجری یعنی ۸۶۸ء میں یعقوب نے ہرات و کرمان و شیراز پر قبضہ کر لیا اور بغداد کو بہت سے تحایف بہیجکر خلیفہ کی متابعت کا اظہار کیا اور خلیفہ نے اُن تحائف کے صلہ میں اوسکو بلخ و طخارستان وغیرہ ممالک کی حکومت کا فرمان بہیجدیا -

یعقوب نے کوہ ہندوکش سے پار ہو کر کابل کے ترکوں کو کامل شکست دی اور شاہ کابل کو قید کر کے وہاں کے بتوں کو منہدم کیا اور دین اسلام جاری کیا - کابل کی مہم سے فارغ ہو کر یعقوب نے ہرات کو فتح کیا اور نیشاپور پر چڑھ گیا -

۲۵۹ ہجری میں اُس نے محمد ابن طاہر کو شکست دیکر اُسے قید کر لیا اور اس طرح تمام خراسان کا مالک ہو گیا -

نیشاپور سے اُس نے طبرستان پر فوج کشی کی - طبرستان میں حسن بن زید بغاوت کر کے خود مختار ہو گیا تہا - حسن کو یعقوب سے شکست کہا کر بہاگنا پڑا -

طبرستان کو فتح کر کے یعقوب فارس پر حملہ آور ہوا اور محمد بن واصل حاکم فارس کو ایک خونریز لڑائی کے بعد شکست دی - جب یعقوب ان مہمات سے فارغ ہو گیا اس نے بغداد پر فوج کشی کا ارادہ کیا - خلیفہ نے یہ سنکر اُس کے پاس طبرستان و خراسان و فارس کی حکومت کا فرمان بہیجدیا کہ وہ اپنے ارادہ سے باز رہے اور خلافت کی عزت دنیا کی نظروں میں قایم رہے - لیکن جب یعقوب اپنے ارادہ سے باز نہ آیا تو خلیفہ نے ناچار اپنے بہائی موفق کو اُس کے مقابلہ کے لئے بہیجا - موفق نے مکر و حیلہ سے یعقوب کو شکست دی - یعقوب نے پہر لشکر تیار کیا اور بغداد کی طرف روانہ ہوا - اب کی دفعہ وہ راہ میں بیمار ہو گیا اور درد قولنج سے ۲۶۵ ہجری میں مر گیا اور اس طرح خلافت کی عزت اُس کے ہاتھ سے بچ گئی -

اُس کا بھائی عمرو ابن لیث اُس کا جانشین ہوا۔ عمرو نے خلیفہ کی خدمت میں ایک عریضہ اظہار اطاعت و فرمانبرداری کا بھیجا اور خلیفہ کی طرف سے اُس کو عراق عجم اور فارس و خراسان کی حکومت عطا کی گئی۔

عمرو نے ۲۸۱ھ تک نہایت کامیابی کے ساتھ حکومت کی۔ سنہ مذکور میں خراسان کے باشندوں نے خلیفہ کے پاس ایک عرضداشت عمرو کی شکایت میں روانہ کی۔ موفق نے عمرو کی معزولی کا فرمان جاری کیا اور ساعد ابن مخلد کو واسطے سے عمرو کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اس لڑائی میں عمرو کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر سیستان کو چلا آیا۔

وہاں پہنچکر اُس نے ازسرِنو لشکر درست کیا اور خراسان پر بڑھا۔ خراسان میں رافع بن ہرثمہ نے علم بغاوت بلند کر رکھا تھا اور خطبہ میں محمد ابن زید کا نام داخل کیا تھا۔ عمرو نے رافع کو کامل شکست دی اور اسکا سر خلیفہ کے پاس بھیج دیا۔

عمرو کے اس کارنمایاں سے خلیفہ بہت خوش ہوا اور خراسان و ماوراء النہر و فارس و کرمان و سیستان کی حکومت کا فرمان اُس کو بھیجدیا اور اس ترکیب سے اُس کو اسمٰعیل سامانی سے جو ماوراالنہر میں بہت قوت پکڑ گیا تھا لڑادیا۔

اس موقع پر مشہور سامانیہ خاندان کی اصلیت کا مختصر حال لکھنا ضرور ہوا۔ اسد بن عبداللہ القشیری کے زمانہ امارت خراسان میں ایک شخص سامان نامی بلخ کے رئیسوں میں سے تھا۔ کہتے ہیں کہ یہہ شخص بہرام چوبین کی نسل میں سے تھا۔ اسکو بعض دشمنوں نے بلخ سے نکالدیا تھا اور اسکی ریاست چھین لی تھی۔ اسد نے اسکی معاونت کی اور وہ شخص اپنے مقصد پر کامیاب ہوا۔ اسد کے احسان کا وہ اس قدر شکور ہوا کہ اس نے ملت زردشتی ترک کی اور دین اسلام اختیار کیا اور اپنے بیٹے کا نام اپنے محسن کے نام پر اسد رکھا۔

اسد سامانی کے چار بیٹے تھے۔ ان چاروں نے خلیفہ ہاروں الرشید کو رافع ابن لیث کی بغاوت کے فرو کرنے میں بہت کچھ مدد دی اور ہاروں الرشید کے بیٹے ماموں نے اس خدمت کے انعام میں غسان ابن عباد امیر خراسان کو حکم دیا کہ اسد سامانی کے چاروں بیٹوں کو چار شہروں کی حکومت دیجائے چنانچہ سنہ ۲۰۲ ہجری یعنی ۸۱۸ء میں والی خراسان نے احمد سامانی کو فرغانہ اور یحیٰی بن اسد کو شاش

یعنی تا شقند اور الیاس کو ہرات اور نوح کو سمرقند کی حکومتوں پر مقرر کیا۔
جب سنہ ۲۰۵ ہجری میں غسان کی جگہہ طاہر ذو الیمینین خراسان کا حاکم ہوا اُس نے آل سامان کو ان حکومتوں پر بحال رکھا۔
طاہر کے بعد اُس کے بیٹے طلحہ کے زمانہ میں خلیفہ نے احمد کو خراسان اور ماوراء النہر کی عمارات اور زراعت کی نگرانی کی خدمت اس غرض سے دی کہ وہ طلحہ کی نگرانی کرتا ہے اور اس کے حال سے خلیفہ کو اطلاع دیتا رہے۔
طلحہ نے نوح سامانی کے انتقال کے بعد سمرقند کی حکومت بہی احمد کو دی مگر احمد اپنی اصلی خدمت پر رہا اور طلحہ کی رضامندی سے سمرقند کی حکومت پر اپنے بیٹے نصر کو بہیجدیا۔ غرضکہ ایک زمانہ تک سمرقند کی حکومت آل سامان کے پاس رہی اور جب یعقوب ابن لیث نے خاندان طاہریہ کا چراغ گل کردیا خلیفہ نے سنہ ۲۶۱ھ میں کل ماوراء النہر کی حکومت نصر ابن احمد سامانی کو عطا فرمادی۔
نصر نے اپنے بہائی اسمٰعیل کو بخارا میں اپنا نائب مقرر کیا اور خود سمرقند میں رہا۔ جب اسمٰعیل بخارا کی حکومت پر مامور ہوا اُس کی عمر صرف ستائیس سال کی تہی مگر باوجود اس کم سنی کے اُس نے اسقدر لیاقت اور دانشمندی سے بخارا کا انتظام کیا کہ اہل بخارا اس پر جان دینے لگے۔ بخارا کے گرد و نواح میں کئی ہزار رہزنوں نے لوٹ مار مچا رکہی تہی۔ اسمٰعیل نے بہت جلد ملک کو اُن سے پاک و صاف کردیا۔ اس زمانہ میں رافع ابن ہرثمہ خراسان کا حاکم تہا۔ رافع میں اور اسمٰعیل میں بہت دوستی پیدا ہوگئی۔ اسمٰعیل نے رافع سے درخواست کی کہ خوارزم کی حکومت اُس کو دیدی جائے۔ اور رافع نے بہت خوشی سے اسمٰعیل کو خوارزم کی حکومت بہی دیدی۔
دشمنوں نے اسمٰعیل کے بھائی نصر کو یہ بہکایا کہ اسمٰعیل رافع کی دوستی سے قوت پکڑتا جاتا ہے اور آخرکار وہ رافع سے سمرقند کی حکومت اسی طرح مانگ لیگا جس طرح اُس نے خوارزم کی حکومت مانگ لی۔ دشمنوں کے بہکانے سے نصر نے اسمٰعیل سے بخارا کی حکومت چہین لینے کی تیاریاں شروع کیں۔ اسمٰعیل نے اپنے دوست رافع کو نصر کے ارادہ کی اطلاع کی اور نصر کے برخلاف اُس سے مدد چاہی۔ رافع نے بیچ میں پڑ کر دونوں بہائیوں میں تہوڑے دن کے لئے صُلح کرادی۔ مگر نصر کا دل اپنے بہائی کی طرف سے صاف نہ ہوا۔ چنانچہ سنہ ۲۷۲ ہجری میں اُس نے بخارا پر لشکرکشی کی ابتدا میں اسمٰعیل کو چند مرتبہ ناکامی حاصل ہوئی مگر آخرکار سنہ ۲۷۵ھ

میں اسمٰعیل نے نصر کو کامل شکست دیکر گرفتار کرلیا اور اس عالی ہمتی سے جو اسکی خلقت میں تھی اس نے اپنے بھائی کو نہایت اعزاز و اکرام سے تخت پر بٹھایا اور خود اس کے سامنے کھڑا رہا اور نہایت مودبانہ بھائی سے کہا کہ میں صرف آپ کی نیابتاً بخارا پر حکومت کرتا ہوں در اصل آپ حاکم ہیں۔ کہتے ہیں کہ نصر اس خلاف توقع تعظیم سے اس قدر حیران اور متعجب ہوا کہ اس کو گمان گزرا کہ اسمٰعیل یہ ا مضحکہ کررہا ہے۔

اسمٰعیل نے نہایت احتشام کے ساتھ نصر کو سمرقند کی طرف روانہ کیا اور ایک حرف بھی زبان پر ایسا نہ لایا جس سے یہ ظاہر ہوسکے کہ نصر مفتوح اور مغلوب ہوچکا ہے

نصر اپنی وفات تک (۲۷۹ھ ہجری) سمرقند میں حکومت کرتا رہا اور اس نے پھر اسمٰعیل سے مخالفت نہیں کی نصر کی وفات کے بعد سمرقند بھی اسمٰعیل کے قبضہ میں آگیا اور وہ کل ماوراءالنہر کا مالک ہوگیا اور خلیفہ معتضد باللہ نے بھی ماوراءالنہر کی حکومت کا فرمان اسکو بھیج دیا۔

ماوراءالنہر کی حکومت حاصل کرکے سب میں پہلے اسمٰعیل نے ترکستان پر فوج کشی کی۔ ترکستان میں تراز کی ایک نصرانی ریاست تھی کچھ عرصہ تک وہاں کا حاکم اسمٰعیل سے لڑتا رہا۔ مگر آخر کار گرفتار ہوگیا اور اس نے معہ اپنی رعایا کے دین اسلام قبول کیا۔

اسمٰعیل کا دوسرا حریف عمرو ابن لیث سے ہوا جس کے نام پر خلیفہ نے ماوراءالنہر کی حکومت اس لئے نامزد کی تھی کہ اس سے اور اسمٰعیل سے لڑائی ہوجیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے۔ عمرو نے اپنے ایک سردار محمد ابن بشیر کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ اسمٰعیل سے ماوراءالنہر کی حکومت چھیننے کے لئے بھیجا۔ اسمٰعیل نے جیحوں سے عبور کرکے محمد کے لشکر پر حملہ کیا اور اس کو کامل شکست دی۔ اس لڑائی میں محمد بن بشیر مارا گیا۔

جب محمد کا شکست خوردہ لشکر عمرو کے پاس پہنچا اس نے اپنے جرنیلوں کے مشورے کے خلاف بذات خود اسمٰعیل پر فوج کشی کی۔ جب عمرو بلخ میں پہنچا اسمٰعیل نے اس کو یہ پیام بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھکو ایک وسیع ملک پر حکمراں کیا ہے مجھکو بھی تو اس گوشہ میں پڑا رہنے دے اور لڑائی سے باز رہ۔ جب اس پیام کا کوئی نتیجہ نہ نکلا اسمٰعیل نے اُس کے مقابلہ میں اپنے لشکر کو اس طرح تقسیم کیا کہ عمرو بلخ میں چاروں طرف سے گھر گیا نہ وہ آگے بڑھ سکتا تھا نہ پیچھے ہٹ سکتا تھا۔ آخر کار عمرو کے لشکر نے پہلی لڑائی

بعد شکست کہائی اور اکثر آدمی مع عمرو کے گرفتار ہوگئے (سنہ ۲۸۰ ہجری)۔ اسمٰعیل اپنی جبلی عادت کے موافق عمرو سے نہایت خاطر و مدارات کے ساتہہ پیش آیا۔ اسمٰعیل کی خواہش یہ تہی کہ عمرو کو اپنے پاس اعزاز و احترام سے رکہے مگر خلیفہ کے اصرار سے اُسنے ناچار عمرو کو بغداد کو بہیجدیا۔ کہتے ہین کہ وہ معتضد کے زمانہ خلافت مین یا مکتفی کے عہد مین قتل کیا گیا۔ (سنہ ۲۸۹ ہجری)

عمرو کی گرفتاری کے بعد اُس کا پوتا طاہر سیستان کے تخت پر بیٹہا اور اُس نے یکایک حملہ کرکے فارس کے صوبہ پر قبضہ کرلیا اور اسمٰعیل کی سفارش سے خلیفہ نے فارس کی حکومت کا فرمان طاہر کے نام جاری کیا۔ مگر تہوڑے عرصہ میں اُس کے ایک غلام سبکری نام نے اُس کو اور اُس کے بھائی یعقوب کو گرفتار کرکے بغداد کو بہیجدیا اور طاہر اور یعقوب قید خانہ میں مرگئے یا قتل کئے گئے جب اسمٰعیل سامانی نے عمرو ابن لیث کو شکست دیکر گرفتار کرلیا اور خلیفہ کے پاس بہیجدیا خلیفہ نے سیستان و خراسان و مازندران و رے اور فارس کی حکومت کا فرمان اُس کے نام پر جاری کیا۔

محمد ابن زید علوی حاکم طبرستان نے اسمٰعیل کے ملک پر فوج کشی کی اور اسمٰعیل نے محمد بن ہارون کو اُس کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ محمد نے حاکم طبرستان کو کامل شکست دی اور اسمٰعیل کی طرف سے طبرستان و جرجان کی حکومت پر مامور کیا گیا۔ تہوڑے ہی عرصہ میں وہ اسمٰعیل سے باغی ہوگیا اور اُس نے رے کے صوبہ کو بہی فتح کرلیا۔ اس بغاوت کے فرو کرنے کے لئے اسمٰعیل نے بذات خود لشکر کشی کی اور ابن ہارون کو شکست دیکر اُن ممالک پر اپنے بہتیجے ابوصالح منصور ابن اسحٰق کو مقرر کیا۔ اسی منصور کے نام پر داؤد محمد ابن زکریا نے کتاب منصوری لکہی تہی عراق کی مہم سے واپس آکر اسمٰعیل نے سنہ ۲۹۱ ہجری میں ترکستان پر فوج کشی کی اور ترکون کو جو بعض حصہ ہائے ماوراءالنہر پر قابض ہوگئے تہے شکست دیکر نکالدیا۔

اس مہم کے بعد اسمٰعیل کے تمام ملک میں امن ہوگیا اور اُس کی زندگی کے آخری تین چار سال بخارا کی زینت و آراستگی میں گزرے۔ بخارا کی اکثر بڑی عمارتوں کے آثار اسمٰعیل کے زمانہ کے ہیں۔ اُس نے اشاعت علم میں بہی بہت کوشش کی۔ اسلام کے مشہور علما میں سے بہت اسی کے زمانہ کے ہیں اس کے زمانہ میں بخارا کی سلطنت کی وسعت اس قدر تہی کہ قزوین اور رے اور ہرات

و بلخ جیسے بعید المسافت مقامات اُس کی حدود میں داخل تھے۔
اسمٰعیل نے ۲۹۵ھ ہجری یعنی ۹۰۷ء میں وفات پائی اس کی رحمدلی اور حلم اور عالی ہمتی اور سخاوت علاوہ بے مثال جرنیلی کے دنیا کی تاریخ میں فرد ہیں۔
احمد سامانی اپنے باپ کی جگہہ تخت نشین ہوا۔ اس نے اپنے چچا اسحاق سامانی کو جو سمرقند کا حاکم تہا قید کرلیا۔ اس کے بعد اس نے خراسان پر لشکرکشی کی اور وہاں کی بغاوت کو فرو کیا۔
احمد نے طبرستان کی حکومت پر ابوالعباس عبداللہ ابن محمد بن نوح کو مقرر کیا۔ مگر تہوڑے دنوں بعد اُس کی جگہہ سلام کو بہیجدیا۔ سلام کے زمانہ میں حسن ابن علی الاطروش دیار دیلم پر قابض ہوگیا اور طبرستان پر چڑہائی کی مگر سلام نے اُس کو شکست دی۔ اس کے بعد سلام نے طبرستان کی امارت سے استعفا دیدیا اور پہر عبداللہ اُس کی جگہہ مقرر ہوا۔
۲۹۸ھ ہجری میں اہل سیستان نے سامانی حاکم سے بغاوت کی اور عمرو ابن یعقوب کو اپنا حاکم بنایا۔ احمد نے حسین ابن علی کو سیستان کی طرف بہیجا اور اُس نے اس بغاوت کو فرو کرکے عمرو کو قید کرلیا اور بخارا کو بہیجدیا۔
۳۰۰ھ ہجری میں احمد نے اپنے چچا اسحٰق کو قید سے رہا کرکے سمرقند اور اندجان کی حکومت پر مقرر کیا اور منصور ابن اسحٰق کو نیشاپور بہیجا۔
۳۰۱ھ ہجری میں اطروش نے پہر طبرستان پر حملہ کرکے احمد کے نائب کو نکالدیا۔ احمد اس مہم کے سرانجام میں مصروف تہا کہ اُس کے غلاموں نے ایک رات کو اُسے قتل کرڈالا۔ غلاموں کی اس نمکحرامی کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ احمد عالم دوست تہا اور اکثر علما کی صحبت میں اپنا وقت گزارتا تہا اور اس کے غلاموں کو اس کی یہ عادت بہت ناپسند تہی وہ بہت دن سے اس تاک میں لگے ہوئے تہے مگر قابو نہ پاتے تہے کیونکہ شب کو اُس کی خوابگاہ پر دو شیروں کا پہرا رہتا تہا۔ اس رات کو اتفاق سے یا سازش سے اُن شیروں کو خوابگاہ کے دروازہ پر باندہنا بہول گئے اور غلاموں کو موقع مل گیا۔

احمد بن محمد بن لیث نے جو بخارا کا شحنہ تہا احمد کے صغیر سن بیٹے نصر کو اہل بخارا کے روبرو بیعت کے لئے پیش کیا اور سب نے اس سے بیعت کی لیکن سوائے اہل بخارا کے باقی مملکت کے اکثر

لوگ اس بچہ کی تخت نشینی سے راضی نہ تھے کیونکہ ان کو یہ خیال تھا کہ اس بچہ سے سلطنت کے کاروبار انجام نہ پاسکیں گے۔ وہ چاہتے تھے کہ اسحق حاکم سمرقند کو تخت پر بٹھائیں مگر ابوعبداللہ اس کے وزیر نے اس جانفشانی اور محنت سے نصر کی صغر سنی میں امور سلطنت کو انجام دیا کہ کسی کو سرتابی میں کامیابی نصیب نہ ہوئی۔

سب میں پہلے اسحق سامانی حاکم سمرقند نے ملک میں بغاوت کی اوس نے اپنے بیٹے کو سمرقند میں چھوڑا اور خود لشکر لیکر بخارا پر چڑھائی کی۔ نصر کی فوج کا سپہ سالار حمویہ ایک بے نظیر جرنیل تھا۔ حمویہ نے ایک خونریز لڑائی کے بعد اسحق کو شکست دی اور اسحق سمرقند کو لوٹ گیا۔ اسحق نے دوسری دفع پھر بخارا پر حملہ کیا اور حمویہ نے اوس کو پھر شکست دی اور اب کی دفعہ اس کا تعقب کرکے سمرقند پر قبضہ کرلیا۔ اسحق گرفتار ہوگیا اور اوس کا بیٹا الیاس فرغانہ کو بھاگ گیا۔

اس کے بعد نیشاپور میں حسین ابن علی اور محمد ابن جنید نے بغاوت کی اور احمد بن اسہل نے اوس بغاوت کو فرو کیا۔ احمد بن اسہل نے قراتگین حاکم جرجان کو شکست دیکر جرجان اور مرو پر قبضہ کرلیا اور باغی ہوگیا۔ حمویہ نے احمد کو شکست دیکر قید کرلیا۔ اور بخارا کو بھیجدیا۔ حمویہ نے نیشاپور میں لیلی کی بغاوت کو بھی سخت لڑائی کے بعد فرو کیا اور لیلی قتل ہوا۔

۳۱۳ھ ہجری نصر نے رے کے صوبہ کو فتح کرکے محمد بن صعلوک کو وہاں کا حاکم مقرر کیا چند در چند انقلابات کے بعد سفار بن شیرویہ نے رے وطبرستان وقزوین وقم اور کاشان ولر کو جلک پر قبضہ کرلیا اور امیر نصر کے نام کا خطبہ جاری کیا مگر تھوڑے دن کے بعد باغی ہوگیا۔ امیر نصر نے اس پر لشکرکشی کی اور اس مہم کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۳۱۷ھ ہجری میں امیر نصر کو سفار بن سے ناچار صلح کرنی پڑی اور صرف کچھ سالانہ خراج پر اکتفا کیا۔

ابھی نصر کو اس سے فراغت حاصل نہ ہوئی تھی کہ اوس کے بھائیوں نے ملک میں فساد برپا کیا۔ غرضکہ امیر نصر کی تمام عمر بغاوتوں کو جابجا فرو کرنے میں اور سامانی سلطنت کو برائے نام قایم رکھنے میں گزری بالآخر ۳۳۱ھ ہجری میں اٹھائیس سال حکومت کرکے اوس نے وفات پائی۔ یہ بادشاہ بہت رحمدل تھا اور اس کی طبیعت کی نرمی سے بغاوتیں ہوتی رہیں۔ نصر کے بعد اوس کا بیٹا امیر حمید نوح تخت نشین ہوا۔

اس نے ابوالفضل بن احمد کو سمرقند کا حاکم مقرر کیا اور ابوعلی بن محمد کو رکن الدولہ دیلمی کے مقابلہ کے لئے بھیجا جس نے رے پر قبضہ کر لیا تھا۔ رے کے قریب رکن الدولہ نے ابوعلی کو شکست دی جس سے ابوعلی کو ناچار نیشاپور کو لوٹ جانا پڑا۔ وشمگیر حاکم طبرستان نے ابوعلی کی اعانت کی اور ان دونوں نے ملکر جرجان فتح کر لیا۔

سنہ ۳۳۲ ہجری میں ابوعلی نے دوبارہ رے پر حملہ کیا اور رکن الدولہ کو وہاں سے نکالدیا۔ اس مہم میں امیر نوح بذات خود شریک تھا۔ رے کو فتح کرکے اس نے ابراہیم بن سیمجور کو خراسان کا حاکم مقرر کیا۔ اس کے تقرر سے ابوعلی ناراض ہوگیا اور اس نے رے میں بغاوت شروع کی اور ابراہیم ابن احمد سامانی کو موصل سے بلاکر نوح کے مقابلہ میں سلطنت کا دعویدار بنایا اور خراسان کی مملکت پر کامل تسلط کر لیا۔ امیر نوح نے ابوعلی پر لشکرکشی کی مگر اپنے لشکریوں کی بغاوت سے ناچار لوٹنا پڑا۔ نوح کی مراجعت کے بعد ابراہیم اور ابوعلی نے بخارا پر چڑھائی کی۔ امیر نوح بخارا کو چھوڑکر سمرقند میں چلا آیا اور بخارا پر ابراہیم اور ابوعلی کا قبضہ ہوگیا مگر بخارا میں پہنچکر ابوعلی اور ابراہیم میں جھگڑا ہوگیا اور ابوعلی ابراہیم کو چھوڑکر بخارا سے چلا گیا اور ابراہیم نے ناچار نوح سے صلح کر لی اور یہ بات قرار پائی کہ نوح کی ماتحتی میں ابراہیم لشکرکش کے عہدہ پر یعنی لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا جائے۔ ابراہیم اور نوح نے ابوعلی پر فوج کشی کی اور اس کے ہاتھ سے شکست کھائی اور دوبارہ ابوعلی کا بخارا پر قبضہ ہوگیا۔ اس نے ابوجعفر محمد امیر نوح کے بھائی کو بخارا کے تخت پر بٹھایا مگر وہ لشکر کی مخالفت سے ابوجعفر کو چھوڑکر بخارا سے چلا گیا۔ امیر نوح نے موقع پاکر بخارا پر قبضہ کر لیا۔

نوح نے منصور قراتگین کو خراسان کی حکومت پر مقرر کیا اور ہدایت کی کہ وشمگیر سے ملا رہے وشمگیر اور منصور نے حسن فیروزان کو جرجان سے نکالدیا اور جرجان پر وشمگیر کا قبضہ ہوگیا مگر رکن الدولہ دیلمی نے وشمگیر سے جرجان چھین لیا۔ منصور نے وشمگیر کی اعانت کی اور دیلمیوں کو جرجان اور رے سے نکال دیا۔

سنہ ۳۴۰ ہجری میں منصور رے میں مر گیا اور نوح نے اس کی جگہہ ابوعلی کو جس کا قصور معاف ہوگیا تھا مقرر کیا۔

۳۳۸ھ ہجری میں ابو علی اور وشمگیر نے ملکر رکن الدولہ دیلمی پر حملہ کیا اور اُس کو قلعہ طبرک میں محصور کر دیا اور آخر کار ابو علی کی سازش سے وہ قلعہ فتح نہ ہوا اور رکن الدولہ سے صلح ہو گئی۔ رکن الدولہ نے قلعہ سے نجات پاتے ہی وشمگیر کو جرجان و رے سے نکال دیا۔ جب ابو علی کی دغابازی نوح پر کھل گئی اُس نے ابو سعید کو اس کی جگہ خراسان کی امارت پر بھیجدیا اور ابو علی رکن الدولہ دیلمی سے جا ملا اور خلیفہ کے ہاں سے فرمان حاصل کر کے مملکت خراسان پر قبضہ کر لیا۔ (۳۴۳ھ ہجری)

اسی سال میں نوح نے انتقال کیا اور عبدالملک ابو الفوارس اُس کا جانشین ہوا۔ اس کے عہد میں رکن الدولہ دیلمی سے کچھ بے نتیجہ لڑائیاں ہوئیں اور ۳۵۰ھ ہجری وفات پائی اور اُس کا بھائی منصور اس کا جانشین ہوا اس بادشاہ کے عہد میں غزنوی خاندان کی بنیاد پڑی۔

الپتگین ترک ادنی ملازمت سے عروج کر کے خراسان کی امارت پر پہنچا تھا۔ امیر نوح کے انتقال کے بعد امرائے سلطنت نے الپتگین سے صلاح پوچھی کہ کس کو جانشین کرنا چاہئے۔ الپتگین نے یہ رائے دی کہ منصور کے چچا کو تخت پر بٹھانا چاہئے۔ اس سبب سے منصور الپتگین سے ناراض تھا اور الپتگین منصور سے خائف تھا اور وہ تین ہزار کی جمعیت سے غزنین کی طرف چلا گیا۔ منصور نے ایک فوج پندرہ ہزار کی اس کی گرفتاری کے لئے بھیجی اور نواح بلخ میں اس نے منصور کی فوج کو کامل شکست دی اور غزنین میں پہنچکر منصور کے عامل کو نکالدیا اور اپنا قبضہ کر لیا۔ منصور نے دوبارہ ایک لشکر الپتگین کے مقابلہ کے لئے بھیجا اور الپتگین نے اس کو بھی شکست دی۔

۳۵۶ھ ہجری میں رکن الدولہ جرجان و رے وغیرہ ممالک پر آزاد حاکم قبول کر لیا گیا اور ایک لاکھ پچاس ہزار دینار سالانہ خراج منصور کو دینے کا اس نے وعدہ کر لیا اور اس نے اپنے بیٹے عضد الدولہ کی بیٹی منصور سے منعقد کر دی۔

۳۶۵ھ ہجری میں منصور مر گیا اور اُس کا بیٹا نوح تخت نشین ہوا اس کا ہمعصر غزنین میں سبکتگین تھا اور خاندان دیلمی میں سے عضد الدولہ حکمران تھا۔

عضد الدولہ کے ہاتھ سے اس کا بھائی فخر الدولہ بھاگ کر نوح کے پاس آیا اور نوح نے اس کی مدد کی مگر اس کے لشکر کو شکست ہوئی اور فخر الدولہ کو ناچار نیشاپور کو لوٹنا پڑا۔

نوح درحقیقت صرف برائے نام بادشاہ تھا مختلف صوبوں کے افسر بغیر اس کی اجازت کے جو

چاہتے تھے وہ کرتے تھے اور آپس میں جنگ و صلح کر لیتے تھے۔ چنانچہ ابوعلی حاکم خراسان اور فایق حاکم ہرات میں ایک عرصہ تک لڑائیاں ہوتی رہیں اور آخرکار دونوں نے ملکر نوح سے لڑنا شروع کیا اور دونوں نے اپنی مدد کے لئے بغراخان کو جو ترکستان پر قابض ہوگیا تھا ماوراءالنہرین بلایا۔ بغراخان نے حملہ کرکے سمرقند و بخارا کو فتح کرلیا۔ اور نوح وہاں سے بھاگ گیا۔ بارے اتفاقاً بغراخان بخارا میں پہنچکر علیل ہوگیا اور ترکستان کو لوٹ گیا اور راہ میں مرگیا۔ نوح موقع پاکر پھر بخارا کو چلا آیا۔ جب ابوعلی اور فایق کی سرکشی کا انتظام نوح سے کسی طرح نہو سکا اس نے سبکتگین حاکم غزنین سے مدد طلب کی سبکتگین نے ایک خونریز لڑائی لڑکران دونوں کو کامل شکست دی اور یہ دونوں نیشاپور کو چلے گئے مگر سبکتگین نے ان کو وہاں سے بھی نکال دیا اور اپنے بیٹے محمود کو وہاں کا حاکم مقرر کیا۔ جب سبکتگین غزنین کو لوٹ گیا اور سلطان محمود کے پاس تھوڑی سی فوج رہگئی ابوعلی اور فایق نے موقع پاکر اس سے نیشاپور چھین لیا سبکتگین اور نوح نے دوبارہ نیشاپور پر لشکرکشی کی اور طوس کے قریب ایک سخت لڑائی کے بعد ان دونوں نمکحرام سرداروں کو شکست دی۔ فایق ترکوں کے خاقان ایلک خان کے پاس چلا گیا اور ابوعلی ایک عرصہ تک سرگردان پھرتا رہا اور آخرکار سبکتگین کے قیدخانہ میں قتل ہوا یا مرگیا۔ ۳۸۷ھ میں نوح نے وفات پائی۔

نوح کے بعد اس کا بیٹا منصور ادو سال پھر بعد اس کا بھائی عبدالملک بخارا میں تخت پر بیٹھے۔ عبدالملک کے زمانہ میں ایلک خان شاہ ترکستان نے بخارا کو فتح کرلیا اور عبدالملک قید ہوگیا (۳۸۹ھ ہجری) اس کا بھائی منتصر قید سے بھاگ کر خوارزم کو چلا گیا اور یہاں اس کے پاس سامانیہ خاندان کے بہت معاون اور مددگار جمع ہوگئے منتصر نے ارسلان بالو نامی ایک ترک کو اپنی فوج کا افسر مقرر کیا۔ ارسلان نے ایلک خان کے سرداران فوج جعفر تگین اور رشید تگین کو یکے بعد دیگرے شکست دی اور ایلک خان کی عدم موجودگی میں موقع پاکر بخارا میں داخل ہوگیا۔ ایلک خان یہ خبر سنکر فوراً بخارا پر بڑھا اور ارسلان اور منتصر کو فوج کی کمی کی وجہ سے ناچار بخارا سے بھاگنا پڑا۔ انہوں نے بخارا سے نکلکر نیشاپور کو فتح کرلیا۔ مگر وہاں سے محمود غزنوی نے انکو نکالدیا۔ نیشاپور سے وہ رے کو پہنچے مگر وہاں کے حاکم نے ان کا ساتھ نہ دیا منتصر اور ارسلان ملک میں پھرتے پھرتے ۳۹۱ھ ہجری میں دوبارہ نیشاپور پر قابض ہوگئے مگر جب محمود کا لشکر وہاں پہنچا وہ نیشاپور سے بھاگ گئے۔ بدنصیبی سے منتصر نے

جرنیل ارسلان سے ناراض ہوگیا اوراس کو قتل کرڈالا ۔اس سپہ سالار کا جس نے سامانیہ خاندان کا اس مصیبت میں ساتھ دیا صرف یہ جرم تہا کہ وہ مہمات میں اپنی رائے پر کاربند ہوتا تہا منتصر کا کہنا نہ مانتا تہا ۔ اب منتصر کو اپنی رائے پر کاربند ہونے کا موقع ملا ۔اس نے سرخس پر حملہ کیا اور وہاں نصر والی خراسان سے ایسی شکست کہائی کہ اس کے بڑے بڑے سردار مارے گئے یا گرفتار ہوگئے اور سارا لشکر پراگندہ ہوگیا ۔منتصر تنہا دشت و بیابان میں پڑا پہرا یہانتک کہ غز میں پہنچا ۔غز کے ترکمانوں نے منتصر کا ساتھ دیا اور وہ ان ترکمانوں کی فوج لیکر ماوراء النہر میں داخل ہوا ۔ ایلک خاں نے اسکا مقابلہ کیا ۔غز ترکمانوں نے ایلک خاں پر شبخون مار کے اس کو بہت بڑی شکست دی مگر بعد میں ترکمانوں نے ایلک خاں سے بجائے خود معاملہ کرلیا اور منتصر کا ساتہہ چہوڑ دیا ۔منتصر غز سے مرو کی طرف گیا ۔ حاکم مرو نے اس سے مخالفت کی اور وہ اہواز کو چلا گیا ۔ اہواز کا حاکم منتصر کے ساتہہ ہوگیا مگر اہل شہر نے اپنے حاکم کے برخلاف خوارزم شاہ سے مدد طلب کی اور خوارزم شاہ نے اہل اہواز کی مدد میں ایک لشکر بہیجا ۔ حاکم اہواز اور منتصر نے مقابلہ کیا ۔ لڑائی میں منتصر کو شکست ہوئی اور حاکم اہواز مارا گیا اور اکثر اُس کے رفقا چار طرف پراگندہ ہوگئے ۔یہاں سے منتصر سرخس کو گیا اور وہاں بخارا کے شحنہ سے مقابلہ ہوا ۔منتصر لڑتا ہوا دربند پر پہنچا اور وہاں سے لوٹ کر اُس نے یکایک بخارا کے شحنہ پر شبخون مارا اور بہت بڑی فتح پائی ۔اس فتح سے منتصر کے پاس پہر جمعیت بہت بڑھ گئی ۔سمرقند کے امیر الجیوش کا بیٹا تین ہزار فوج لیکر منتصر سے آملا اور رؤسا ء سمرقند نے تین ہزار مسلح غلاموں سے اُسکی مدد کی اور بہت تحفہ تحایف اُس کو دئیے ۔جب ایلک خاں کو یہ خبر پہنچی وہ منتصر کے مقابلہ کے لئے فوراً روانہ ہوا ۔ ۳۹۴ھ ہجری میں سمرقند کے قریب منتصر اور ایلک خاں میں ایک خونریز لڑائی واقع ہوئی اس لڑائی میں منتصر فتحیاب ہوا اور ایلک خاں مغلوب ہوکر پس پا ہوا اور منتصر کے ہاتہہ بہت مال غنیمت آیا ۔ مگر جس طرح شمع بجہتے وقت بھڑکتی ہے یہ منتصر کی آخری کامیابی تہی ۔ایلک خاں نے بہت جلد از سر نو لشکر درست کیا اور منتصر کے مقابلہ کے لئے بڑہا ۔ گو منتصر جان توڑ کر لڑا مگر اُس کے ساتہیوں نے عین وقت پر اُس کا ساتہہ نہ دیا اور اُس کا حکم نہ مانا اور ایلک خاں کو پوری فتح حاصل ہوئی اُس کے کل رفقا قتل و اسیر ہوئے یا متفرق ہوگئے اور منتصر میدان جنگ سے اکیلا جان بچا کر بھاگا اور قہستان کے بیابان میں بعض بدویوں نے خاندان سامانیہ کے آخری بادشاہ کو قتل کرڈالا اور اُس نامور

خاندان میں سے سوائے نام کے کوئی باقی نہ رہا۔

باب ہشتم

خاندان ایلک خانی ۔ خاندان بویہ و خاندان غزنوی

ایلک خاں جس نے سامانیہ خاندان سے ماوراء النہر کو چھین لیا ترکوں کی اس قوم میں سے تھا جن کا نام ایغور تھا اور جو اپنے وطن کو چھوڑ کر کوہ تین شان کے دامن میں آباد ہوئے تھے ۔ قوم ایغور کا وطن دریا آرکن کے کنارہ پر تھا ان کا پہلا بڑا سردار جس کا نام تاریخ میں ملتا ہے یغبو خاں تھا ۔ اس نے اقوام منغولیا اور کرغز و ختائی سے چند مرتبہ لڑائیاں لڑیں اور فتح پائی ۔ اس نے شہر اردو بالیغ اور پلاساغون آباد کئے ۔ چینی ذرائع سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ساتویں صدی عیسوی میں یہ قوم منغولیا کے شمال و مغرب میں آباد تھی اور آٹھویں صدی عیسوی میں قوم کرغز نے انکے ملک کو فتح کر لیا اور وہاں سے نکال دیا ۔ ان کی ایک شاخ ترکستان میں آباد ہوئی اور رفتہ رفتہ قوت پکڑ گئی اور نوح سوم کے زمانہ میں ابوعلی اور فائق کے رغبت دلانے سے انہوں نے اپنے سردار بغرا خان کی سرکردگی میں بخارا فتح کر لیا جیسا خاندان سامانیہ کے ذکر میں بیان ہوا ۔ ایلک خاں جس نے عبد الملک کے زمانہ میں ماوراء النہر کو فتح کر لیا بغرا خاں کا بیٹا تھا ۔ ایلک خاں نے ماوراء النہر کے فتح کرنے کے بعد بہت کوشش کی کہ وہ اپنی حکومت جنوب کی طرف ماوراء النہر کے پار بڑھائے مگر سلطان محمود کے سبب سے وہ ناکام رہا اور اسکی تحت میں صرف ماوراء النہر و کاشغر اور مشرقی ترکستان رہے ۔

اسی زمانہ میں خوانین کاشغر میں سے بغرا خاں نامی ایک خان مسلمان ہو گیا اور اس نے اپنی کل ریاست میں دین اسلام پھیلا دیا ۔

۴۰۳ھ ہجری میں ایلک خاں مرگیا اور اس کا بھائی طغان خان اس کا جانشین ہوا ۔ اس کی علالت کے زمانہ میں ختن اور ختا کے خانوں نے اس کے ملک پر حملہ کیا مگر طغان خاں نے یکایک مرض سے شفا پا کر ان کو بہت بڑی شکست دی ۔ ۴۰۸ھ ہجری میں طغان خاں مرگیا اور ارسلان خاں اس کا جانشین ہوا ۔ ۴۱۱ھ ہجری میں اس سے اور سلطان محمود سے لڑائی ہوئی اس میں ارسلان کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا ۔ اس کے بعد قدر خاں تخت نشین ہوا اس نے کاشغر اور ختن کا پورا ملک فتح کر لیا

اور اس طرح اپنی حکومت مشرق کی طرف بہت زیادہ بڑہالی - قدرخاں ۴۲۴ ہجری میں مرگیا اور ارسلان خاں اس کا بیٹا جانشین ہوا۔ ۴۲۵ ہجری میں ارسلان خاں کو اس کے بھائی بغراخاں نے شکست دیکر ملک چہین لیا اور ۴۳۹ ہجری میں اس کو کسی نے زہر دیکر مار ڈالا۔ اس کے بعد اسکا بیٹا ابراہیم تخت پر بیٹھا۔ ایلک خانی خاندان کا یہ آخری بادشاہ تہا۔ اسی زمانہ کے بعد الیغور قوم کا کوئی دوسرا خاندان جسکو تفغاج کہتے ہیں کاشغر پر قابض ہوگیا اور اس کے خوانین نے کاشغر میں جداگانہ ریاست قایم کی۔ اس خاندان کا پہلا خان ابراہیم ۴۶۷ ہجری میں الپ ارسلان سلجوقی کی لڑائی میں مارا گیا۔ اس کے بعد اس کا بہائی خضرخاں اس کا جانشین ہوا۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ ابراہیم خان ۴۶۱ ہجری میں مرا اور اس کے بعد اس کا بیٹا نصر جانشین ہوا اور جب ۴۷۲ھ میں نصر مرگیا تو خضرخاں تخت نشین ہوا۔ خضرخاں کے بعد احمد خاں سال بہر بعد تخت پر بیٹہا اور ۴۸۲ ہجری میں اس کو ملک شاہ سلجوقی نے گرفتار کرکے اصفہان بہجدیا اور کچہہ دنوں بعد ملک شاہ نے اس کو ماوراءالنہر کا صوبہ دار مقرر کیا۔

اس کے بعد کچہہ دنوں کے لئے مسعود خاں سلجوقیوں کی طرف سے سمرقند میں گورنر رہا اور اس کے بعد قدرخاں ۴۹۵ ہجری میں بغاوت کرکے مارا گیا اس کے بعد محمد خاں ابن سلیمان سلجوقیوں کا فرمانبردار حاکم رہا اس کا بیٹا نصرخاں ۵۲۳ھ ہجری میں بغاوت میں مارا گیا اور اس کا بیٹا محمد خاں بہی ۵۲۴ھ میں باغی ہوکر قید ہوگیا اور ۵۲۶ھ ہجری میں اسکا بیٹا محمود خاں سمرقند کا گورنر کیا گیا۔

خاندان بویہ یعنی دیلمی

کہتے ہیں کہ ابوشجاع بویہ بہرام گور کی نسل سے تہا اور بعضوں کے نزدیک یہ دیلم بن ضبہ کی اولاد میں سے تہا۔ ابوعلی مسکویہ مورخ لکہتا ہے کہ یہ شخص یزدجرد ساسانی کی نسل میں سے تہا۔ ابوشجاع ایک متوسط الحال شخص تہا اس کے تین بیٹے تہے علی حسن اور احمد۔ ابوشجاع بویہ ماکان بن کاکی طبرستان کے گورنر کے ہاں ملازم تہا اور اس کے تینوں بیٹے سفار ابن شیرویہ اور مرداویج ابن زیاد اور وشمگیر کے ہاں ملازم تہے۔ سامانیوں کے عہد میں جو ملکی انقلابات دیار دیلم میں ہوتے رہے اُن میں ابوشجاع کو اقتدار و عروج ہوتا گیا۔ آخری ہنگامہ میں جب مظفر ابن یاقوت نے مرداویج کو شکست دیکر لرستان پر حملہ کیا تو ابوشجاع لرستان کا حاکم تہا۔ آل بویہ کی کوشش سے مظفر کو شکست فاحش ہوئی اور اس کا مال و

لشکر بکثرت اُن کے ہاتھ آیا جس سے اُن کی سلطنت کی بنیاد پڑ گئی۔ اس کے بعد آل بویہ نے شیراز کو فتح کر کے اس کو اپنا دارالامارت بنایا اور علی ابن بویہ جو بعد میں عماد الدولہ کے لقب سے مشہور ہوا شیراز کا اول امیر ہوا۔ شیراز میں سے مظفر کا مدفون خزانہ برآمد ہوا اور اس کی بدولت آل بویہ کی قوت اور بھی زیادہ ہوگئی۔

علی نے اپنے ایک بھائی کو لشکر دیکر عراق کی طرف روانہ کیا اور دوسرے بھائی احمد کو کرمان کی طرف بھیجا۔ ان تینوں بھائیوں کی جد و کوشش سے آل بویہ عراق عجم و عرب فارس و کرمان و خوزستان و لرستان پر قابض ہو گئے۔ عماد الدولہ نے ۳۳۸ھ ہجری میں وفات پائی۔ رکن الدولہ یعنی حسن کو اکثر وشمگیر اور سلاطین سامانیہ سے لڑائیاں لڑنی پڑیں جن کا حال سامانیوں کے حکومت کے بیان میں آچکا ہے۔

رکن الدولہ نے مرنے سے پہلے اپنے بیٹوں کو مختلف مقامات کی حکومت سپرد کر دی۔ فارس و کرمان اور اہواز کی حکومت عضد الدولہ کو دی۔ ہمدان و رے و طبرستان پر فخر الدولہ حاکم ہوا اور اصفہان کی حکومت موید الدولہ کو ملی۔ رکن الدولہ نے عماد الدولہ کے بعد ساڑھے سترہ سال حکومت کر کے انتقال کیا یہ بادشاہ عادل نیک سیرت اور علم دوست تھا اس کے عہد میں ملک میں اشاعت علم و تجارت و زراعت کی بہت ہوئی

عماد الدولہ نے اپنے بھائی احمد بویہ کو جسکا لقب معز الدولہ تھا کرمان کی فتح پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ معز الدولہ نے علی ابن کلویہ اور محمد ابن الیاس سے متعدد لڑائیاں لڑ کر کرمان کو فتح کر لیا۔ کرمان سے وہ اہواز پر حملہ آور ہوا اور خلیفہ کے عاملوں کو وہاں سے نکالدیا۔ خلیفہ نے اُس کے مقابلہ کے لئے توزون کو ایک لشکر جرار کے ساتھ بھیجا۔ بارہ روز تک معز الدولہ اور توزون میں سخت لڑائی برپا رہی آخرکار توزون کو شکست ہوئی اور اہواز معز الدولہ کے قبضہ میں رہا۔ ۳۳۳ھ ہجری میں واسط پر دوبارہ معز الدولہ اور توزون سے مقابلہ ہوا۔ معز الدولہ بے لڑے اہواز کو لوٹ آیا۔ جب سال بھر بعد توزون مر گیا معز الدولہ نے واسط پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور بغداد پر بڑھنے کی تیاریاں کیں۔ بغداد کے قریب معز الدولہ اور جدید امیر الامرا ابن شیراز سے مقابلہ ہوا اور توزون کے جانشین کو کامل شکست ہوئی۔ معز الدولہ نے فوراً بغداد پر قبضہ کر لیا۔ اور خلیفہ سے بیعت کر کے آپ بغداد کا امیر الامرا بنا۔ خلیفہ نے اس کو معز الدولہ کا خطاب عطا کیا اور اس کے بھائی علی کو عماد الدولہ اور حسن کو رکن الدولہ کا خطاب ملا۔ معز الدولہ نے خلیفہ مکتفی کے خرچ کے لئے پانچہزار درہم روزانہ مقرر کر دیئے۔ اُسی سال میں اُس نے

مکتفی کی جگہہ مطیع کو خلیفہ کیا - ناصر الدولہ والی موصل اور ابن معز الدولہ نے ۳۳۵ ہجری میں بغداد پر حملہ کر کے نصف شہر پر قبضہ کرلیا - آخرکار دونوں میں صلح ہوگئی اور معز الدولہ بغداد پر قابض رہا ناصر الدولہ والی موصل اور معز الدولہ میں مختلف کامیابی کے ساتھہ آخر تک لڑائیاں رہیں - ۳۵۶ھ میں اس نے وفات پائی اور اس کا بیٹا عز الدولہ بختیار بغداد کا امیر الامرا ہوا - یہ ایک عرصہ تک اس عہدہ پر رہا آخرکار عضد الدولہ پسر رکن الدولہ والی کرمان و فارس نے تکریت پر اسکو شکست دیکر گرفتار کرلیا اور قتل کر ڈالا اور خود بغداد کا امیر الامرا بنگیا اور عراق عرب کو فتح کرلیا - اسکے عہد میں بغداد سے مکہ معظمہ تک راستہ درست کیا گیا اور کوئیں کھدوائے گئے اور نہروں کی مرمت کی گئی اور بغداد میں ایک بہت بڑا شفاخانہ بنایا گیا - ۳۷۲ھ میں اسنے وفات پائی -

رکن الدولہ کا دوسرا بیٹا موید الدولہ اپنے بھائی عضد الدولہ کی ماتحتی میں فارس پر حکمراں رہا اور اپنی زندگی میں رکن الدولہ کے تیسرے بیٹے فخر الدولہ سے لڑتا رہا - جب ۳۷۳ ہجری میں موید الدولہ مرگیا فخر الدولہ اس کے ملک پر قابض ہوگیا - اس کے وقت میں عضد الدولہ کے بیٹے شرف الدولہ نے بغاوت کی اور فخر الدولہ نے اُس کو گرفتار کرلیا - کہتے ہیں کہ اسکے وقت میں جرجان میں ایک سکہ ہزار مثقال سونے کا تیار کیا گیا تہا - ۳۸۷ ہجری میں وہ مرگیا - اس کے بعد عضد الدولہ کا بیٹا شرف الدولہ ابو الفوارس شیرزیل فارس کے تخت پر بیٹھا اُس نے اپنے بھائی صمصام الدولہ بغداد کے امیر الامرا کو قید کر کے بغداد پر قبضہ کرلیا - اور ۳۷۹ ہجری میں وفات پائی -

اس کے بعد اس کے بیٹے بہاء الدولہ اور صمصام الدولہ میں بہت لڑائیاں ہوکر فارس اور جرجان صمصام الدولہ کو ملا اور خوزستان و عراق عرب بہاء الدولہ کے قبضہ میں آیا - تہوڑے عرصہ کے بعد ان دونوں میں پہر لڑائی ہوئی اور آخرکار بہاء الدولہ نے صمصام الدولہ سے ایران و جرجان چہین لیا اور آل بختیار سے کرمان لے لیا - بہاء الدولہ ۴۰۲ ہجری میں مرگیا -

رے کے صوبہ پر فخر الدولہ کا بیٹا مجد الدولہ حاکم ہوا - مجد الدولہ فخر الدولہ کے انتقال کے وقت بہت کم سن تہا - اس کی صغر سنی میں اسکی والدہ سیدہ خاتون سلطنت کا انتظام نہایت عقلمندی کے ساتہہ کرتی رہی - سن بلوغ کو پہنچکر مجد الدولہ نے اپنی ماں سے مخالفت کی اور ماں بیٹوں میں لڑائی ہوگئی سیدہ خاتون نے بدر ابن حسنویہ حاکم خوزستان کی مدد سے مجد الدولہ پر فتح پائی اور اپنے بیٹے کے

ملک پر قابض ہو گئی۔ کہتے ہیں کہ سلطان محمود نے سیدہ سے یہ کہلا بھیجا کہ یا تو اپنے ملک میں میرے نام کا خطبہ جاری کر ورنہ لڑائی کے لئے تیار ہو جا۔ سیدہ نے اس کے جواب میں یہ تحریر کیا کہ مجھ کو اپنے شوہر کی زندگی میں اس کا اندیشہ تھا کہ اگر سلطان نے ایسا مطالبہ کیا تو مشکل ہو جائے گی مگر اُنکی وفات کے بعد یہ اندیشہ جاتا رہا کیونکہ اگر سلطان مجھ پر لشکر کشی کرے گا اور غالب آئیگا تو سلطان کیلئے وہ کچھ ناموری کی بات نہیں کہ ایک بیوہ پر فتح پائی اور اگر اتفاق سے سلطان کو شکست ہو گئی تو یہ دھبہ کبھی نہ مٹے گا کہ ایک عورت سے سلطان ہار گیا۔ اس جواب کو سنکر سلطان محمود نے اُس کی زندگی میں سیدہ کے ملک کی طرف کبھی خیال ہی نہ کیا۔ جب تک سیدہ زندہ رہی رَے میں بہت رونق اور آسودگی رہی۔ اُس کے بعد سلطان محمود نے قبضہ کر لیا اور مجد الدولہ اور اُس کے بیٹے کو قید کر کے غزنین کو بھیجدیا۔

فارس میں بہاء الدولہ کے بعد سلطان الدولہ تخت پر بیٹھا اس نے ایک بھائی جلال الدولہ کو بصرہ کی حکومت دی اور دوسرے بھائی ابو الفوارس کو کرمان کا حاکم کیا۔ ابو الفوارس کچھ دنوں بعد باغی ہو گیا اور بہاء الدولہ اور ابو الفوارس میں ایک مدت تک خانہ جنگی رہی۔ سلطان الدولہ ۴۱۲ھ ہجری میں مرگیا اور اس کا بیٹا ابو کالنجار اس کا جانشین ہوا۔

ابو الفوارس اور ابو کالنجار میں بھی لڑائیاں ہوتی رہیں جن میں ابو کالنجار کامیاب ہوا۔ ابو الفوارس جلال الدولہ کی وفات کے بعد بغداد میں امیر الامرا ہو گیا۔

ابو الفوارس کا ایک بیٹا ملک رحیم خسرو کچھ دنوں تک بغداد کا امیر الامرا رہا اور آخر کار ترکوں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا۔ اس کا دوسرا بیٹا ابو منصور فولادستون کچھ دن تک فارس کا حاکم رہا اس کے بعد اس کے سپہ سالار فضل بن حسن نے جس کو فضلویہ کہتے ہیں اس کو قید کر لیا اور آپ حکومت پر قابض ہو گیا۔ فضلویہ کو الپ ارسلان نے گرفتار کر لیا اور وہ قید میں مر گیا۔ ابو کالنجار کا ایک بیٹا ابو علی کیخسرو الپ ارسلان کے دربار میں ملازم رہا اور ۴۸۷ھ ہجری میں اُس نے وفات پائی

خاندان غزنوی

خاندان غزنوی کا بانی الپتگین تھا جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ الپتگین قوم کا ترک تھا۔ اپنی دانشمندی اور

بہادری سے اس نے فوجی ملازمت میں اس قدر ترقی کی کہ آخرکار خراسان کا حاکم ہوگیا - جب احمد سامانی کی وفات پر ارکین سلطنت میں اختلاف پیدا ہوا کہ اس کے بیٹے نصر کو تخت پر بٹھایا جائے یا اس کے چچا اسحق کو تو الپتگین نے اُن امرا سے اتفاق کیا جو اسحق کے طرفدار تھے - جب نصر تخت پر بیٹھ گیا اس نے الپتگین کو گرفتار کرنا چاہا - الپتگین باغی ہو کر غزنین کی طرف روانہ ہوگیا - اس نے بلخ اور غزنین پر سامانی لشکر کو چند مرتبہ شکستیں دیکر غزنین پر قبضہ کرلیا اور خود مختار حاکم ہوگیا سنہ ۳۶۶ھ یعنی ۹۷۶ء میں الپتگین کا انتقال ہوگیا - چونکہ وہ لاولد تھا اس کا غلام سبکتگین غزنین کی حکومت پر اُس کا جانشین ہوا - اُس کو سامانیوں کے ہاں سے ناصرالدین کا لقب عنایت ہوا -

سبکتگین نے ریاست بست اور قلعہ قصدار کو فتح کرکے اپنے ملک کو وسیع اور مستحکم کیا - علاوہ اون لڑائیوں کے جو اُس نے ابوعلی اور فایق سے سامانیوں کی امداد میں لڑیں اُس نے ہندوستان پر چند مرتبہ جہاد کیا اور جیپال ہندی پر سخت لڑائی لڑ کر فتح پائی - سنہ ۳۸۷ ہجری میں اُس کا انتقال ہوگیا امیر سبکتگین کے بعد اس کا بیٹا اسمٰعیل جانشین ہوا - سبکتگین کی وفات کے وقت محمود نیشاپور میں اپنی صوبہ کی حکومت پر تھا - پہلے تو محمود نے چاہا کہ بغیر لڑائی کے اسمٰعیل سے معاملہ ہو جائے مگر جب اس میں ناکامی ہوئی وہ نیشاپور سے غزنین پر بڑھا اور غزنین کے قریب اسمٰعیل سے ایک خونریز لڑائی ہوئی - اسمٰعیل کو شکست ہوئی اور وہ گرفتار ہوگیا اور محمود کے پاس تمام عمر قید رہا -

جب منصور دویم سامانی نے ایلک خاں کے دباؤ سے اُس کے طرفدار فایق کو اپنے ملک کی حکومت دیدی اور فایق و بکتوزن وزیر دونوں ملگئے انہوں نے محمود سے خراسان کی حکومت چھیننی چاہی اور ایک جدید گورنر خراسان پر مقرر کیا - مگر محمود نے اسکو قبضہ نہ دیا اور عبدالملک کے وقت میں خلیفہ سے امارت خراسان کا فرمان اپنے نام لکھوالیا - خلیفہ نے اس موقع پر محمود کو امین الملت یمین الدولہ کا خطاب دیا - ادہر ایلک خان نے عبدالملک کو قید کرکے ماوراالنہر پر قبضہ کرلیا - سلطان محمود اور ایلک خان میں ایک مدت تک اتحاد اور دوستی رہی اور دریائے جیحوں اُن کے ملکوں کی سرحد مقرر ہوا - اس انتظام سے فراغت ہوکر محمود نے ہندوستان پر جہاد کی تیاری کی -

سنہ ۳۹۱ ہجری یعنی ۱۰۰۱ء میں سلطان محمود غزنین سے دس ہزار کی جمعیت سے ہندوستان کیطرف روانہ ہوا - پشاور کے قریب جیپال کے لشکر سے مقابلہ ہوا - اس لڑائی میں جیپال والئی لاہور

گرفتار ہوگیا۔ آب ستلج سے عبور کرکے اس نے بھٹنڈا کو فتح کیا اور بہت مال غنیمت حاصل کرکے غزنین کو لوٹ گیا۔ جیپال نے کچھ عرصہ بعد خودکشی کی اور اُس کا بیٹا اننگ پال اُس کا جانشین ہوا۔ اس کے ماتحت راجہ بہاٹیہ نے سلطان محمود کی متابعت سے انحراف کیا اور سلطان نے اُس پر فوج کشی کی۔ راجہ اور اس کے اکثر متابعین ہلاک ہوئے۔ (۳۹۵ھ ہجری)

۳۹۶ھ ہجری میں محمود نے عبدالفتح لودہی والئی ملتان کی بغاوت فرو کرنے کے لئے لشکر کشی کی۔ راہ میں اننگ پال سے پشاور کے قریب سخت لڑائی ہوئی جس میں اننگ پال کو شکست ہوئی اور وہ کشمیر کو بھاگ گیا۔ سات دن کے محاصرہ کے بعد والئی ملتان نے متابعت اختیار کی اور محمود نے اُس سے تاوان جنگ وصول کرکے غزنین کو مراجعت کی کیونکہ اُسکی عدم موجودگی میں ایلک خان نے سیاسی تگین اور جعفر تگین کو خراسان و بلخ کی طرف روانہ کیا تھا۔ سلطان محمود نے غزنین میں پہنچکر اپنے سپہ سالار ارسلان حاذب کو سیاسی کے مقابلہ کے لئے بلخ کی طرف بھیجا۔ سیاسی پس پا ہو کر نیشاپور کی طرف چلا گیا۔ ارسلان نے اُس کا تعاقب کرکے اُس کو گیلان کی طرف ہٹا دیا اور اہل گیلان نے اُس کے لشکر کے بہت آدمی قتل کر ڈالے اور اوس کا بہت سامان لوٹ لیا۔ سیاسی سیستان میں سے ہوتا ہوا بیابان کی راہ سے مرو کی طرف آیا۔ یہاں ابوعبداللہ طائی سلطان کا عربی لشکر لئے ہوئے موجود تھا۔ سیاسی اور ابوعبداللہ سے ایک خونریز لڑائی واقع ہوئی۔ اس میں سیاسی کو شکست ہوئی اور وہ صرف چند آدمیوں کی جمعیت سے جیحوں سے عبور کرکے ایلک خاں کے پاس پہنچا۔

ایلک خان نے قدرخان شاہ ختن سے محمود کے برخلاف مدد طلب کی اور وہ پچاس ہزار آدمیوں کی جمعیت سے ایلک خاں کی مدد کو آیا۔ ایلک خاں اور قدرخاں نے ملک بلخ پر حملہ کیا۔ ادہر سلطان محمود نے اُن کے مقابلہ کے لئے اپنا لشکر آراستہ کیا اور میدان جنگ میں پانسو ہاتھی بھی لایا۔ بلخ کے قریب دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ ہاتھیوں نے ترکوں کی صفوں کو برباد کردیا اور ترک بھاگ نکلے۔ اُن کے آدمی بہت کثرت سے قتل ہوئے اور ایلک خاں بمشکل تمام چند آدمیوں کے ہمراہ جیحوں سے عبور کرکے بھاگ گیا (۳۹۶ھ ہجری)

اس اثنا میں اننگ پال باغی ہوگیا تھا۔ محمود نے ۳۹۹ھ ہجری یعنی ۱۰۰۸ء میں ہندوستان پر چوتھا حملہ کیا۔ اننگ پال کی مدد کے لئے راجگان اُجین۔ گوالیار۔ کالنجر۔ قنوج۔ دہلی اور اجمیر

اپنی اپنی فوج سے پنجاب میں پہنچ گئے اور پشاور کے نزدیک اُن سے کئی روز تک لڑائی رہی جس میں کثرت لشکر کے سبب سے ہندوؤں کو غلبہ رہا مگر آخر کار یکایک اُن کے لشکر کے افسر کا ہاتھی تیروں کے صدمہ سے میدان جنگ سے بھاگا اور اہل لشکر کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ بیس ہزار آدمی معرض قتل میں آئے اور محمود نے اُن کا تعاقب کر کے اُن کو بالکل منتشر کر دیا۔ اس کے بعد وہ ناگرکوٹ کے مندر پر پہنچا وہاں سے سات لاکھ دینار سرخ سات سو من سونے چاندی کے برتن دو سو من سونا خالص دو ہزار من چاندی بیس من جواہرات جس میں موتی مونگا ہیرا اور یاقوت تھے ہاتھ لگے۔ ۱۰۱۰ء میں اُس نے غور کی بغاوت کو فرو کیا اور وہاں کے حاکم محمد بن سوری نے خودکشی کی۔

۱۰۱۱ء میں محمود کے جرنیلوں نے غرجستان کو جو غور سے ملحق تھا فتح کیا۔ غرجستان کے حاکموں کا لقب شار تھا۔ محمود کے زمانہ میں غرجستان کا حاکم پہلے ابونصر تھا۔ جب اُس کا بیٹا ابو محمد سن بلوغ کو پہنچا ابونصر نے گوشہ نشینی اختیار کی اور اپنے بیٹے کے سپرد حکومت کر دی۔ پہلے یہ باپ بیٹے سامانی سلطنت کے مطیع تھے اور اس کے زوال کے بعد غزنوی خاندان کی متابعت اختیار کی۔ سلطان محمود کے زمانہ میں ابو محمد نے بغاوت کی۔ محمود نے ارسلان حاجب کو غرجستان پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ابونصر نے بغیر لڑے متابعت کر لی اور وہ ہرات کو بھیج دیا گیا۔ ابو محمد قلعہ بند ہو گیا مگر تھوڑے سے مقابلہ کے بعد قلعہ فتح ہو گیا اور ابو محمد غزنین کو بھیج دیا گیا۔ محمود نے غرجستان کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

اس سال میں خراسان علی الخصوص نیشاپور میں بہت بڑا قحط پڑا یہاں تک کہ لوگوں کو ایک دانہ اناج کا میسر نہ آیا۔ اسی سال میں (۱۰۱۰ء) محمود نے ملتان پر حملہ کر کے ابوالفتح لودھی کو قید کر لیا اور اس کو غزنین میں لے آیا۔ ۴۰۲ ہجری میں محمود نے تھانیسر کے مشہور مندر پر دھاوا کر کے قبل اس کے کہ ہندوستان کے راجہ اُس کی محافظت کے لئے فوج جمع کر سکیں اس کو لوٹ لیا اور بہت مال غنیمت اور قیدیوں کو لیکر غزنین کو لوٹ آیا۔

اس کے بعد اُس نے تین سال میں دو مرتبہ کشمیر پر تاخت کیا اور وہاں سے بہت مال غنیمت حاصل کیا۔ ۴۰۸ ہجری میں محمود نے خوارزم کے ملک کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ سبب یہ ہوا کہ جب ابوالعلی مامون خوارزم شاہ جس کو محمود کی بہن بیاہی ہوئی تھی مر گیا تو اُس کا بھائی مامون ابن مامون تخت نشین ہوا اور سلطان محمود سے اُس نے ربط و اتحاد بڑھایا۔

اسکی حکومت کے آخر زمانہ میں سلطان محمود نے اس کو یہ پیغام بھیجا کہ خوارزم میں خطبہ اُس کے نام کا جاری کیا جائے۔ ماموں نے اپنی سلطنت کے امرا اور رؤسا سے اس بارہ میں مشورت کی سب نے متفق اللفظ ماموں کو سلطان کی متابعت قبول کرنے سے منع کیا۔ فوج کے سپہ سالار نیالتگین نے اس خوف سے کہ کہیں ماموں سلطان محمود کی متابعت اختیار نکرلے اُس کو بعض امرا کی سازش سے چپکے سے قتل کرڈالا اور سلطان سے لڑنے کی تیاری کی۔ سلطان نے یہ خبر پاکر اُن پر فوج کشی کی اور ایک شدید لڑائی کے بعد نیالتگین اور دیگر باغیوں کو گرفتار کرلیا اور خوارزم پر التونتاش کو اپنی طرف سے حاکم مقرر کیا۔

۴۰۹ھ ہجری میں محمود نے بہت بڑے جہاد کی تیاری کی اُس نے اپنے ملک کے مختلف حصّوں سے ایک لاکھ سوار اور بیس ہزار پیدل جمع کئے اور کشمیر کی طرف پہاڑوں کے نیچے نیچے سب دریاؤں کو عبور کرکے وہ جمنا کے کنارہ کنارہ یکایک قنوج پر پہنچ گیا اور قنوج کے راجہ نے سلطان سے لڑنا قرین مصلحت نہ سمجھا کیونکہ وہ لڑائی کے لئے تیار نہ تہا۔ تین روز تک محمود اُس کے ہاں مہمان رہا بعدازاں متھرا پر حملہ کیا اور اس شہر کو بیس روز تک لوٹا مگر وہاں کے بُت خانوں کو خراب و برباد نہیں کیا کیونکہ وہ بہت ہی خوبصورت عمارتیں تھیں۔ متھرا سے وہ مہابن کی طرف گیا۔ مہابن کے راجہ نے متابعت اختیار کی مگر اتفاق سے سلطان کے اور راجہ کے سپاہیوں میں لڑائی ہوگئی اور راجہ نے خوف کے مارے معہ اپنی رانیوں کے خودکشی کی۔

سونج شہر میں بھی راجپوتوں نے جب دیکھا کہ محمود کے ہاتھ سے بچنا ناممکن ہے اپنی عورتوں کو مار ڈالا اور بعض نے خودکشی کی اور بعض لڑکر مرگئے۔

محمود بہت مال غنیمت لیکر غزنین کو لوٹ گیا۔ ۴۱۳ھ ہجری میں محمود نے سنا کہ کالنجر کے راجہ نے اس کے دوست قنوج کے راجہ پر فتح پائی ہے وہ فوراً قنوج کی طرف روانہ ہوا۔ راہ میں جیپال دوئم والئے لاہور نے سلطان کو روکنا چاہا۔ محمود نے اُس کو قید کرکے اُس کا ملک اپنی سلطنت میں ملا لیا اور وہاں ایک حاکم مقرر کیا۔ جب محمود قنوج میں پہنچا کالنجر کا راجہ والئ قنوج کو قتل کرچکا تھا۔

۴۱۴ھ ہجری میں محمود نے راجہ کالنجر پر چڑھائی کی۔ ۴۱۵ھ ہجری میں محمود نے جہاد کی بہت بڑی تیاری کی اور غزنین سے ایک مہینے میں ملتان پہنچا۔ چونکہ ملتان سے آگے ریگستان طے کرنا تہا اس نے سامان رسد کے لئے اپنے ہمراہ ۳۰ ہزار اونٹ لئے۔ ملتان سے وہ اجمیر میں پہنچا۔ اجمیر کا راجہ مقابلہ کے لئے تیار نہ تہا

وہ اپنے ملک سے بھاگ گیا۔ اجمیر کو لوٹ کر محمود گجرات کی طرف روانہ ہوا اور انہل واڑہ میں پہنچا جو گجرات کا تختگاہ تھا۔ یہاں کا راجہ بھی مقابلہ کے لئے تیار نہ تھا وہ بھی بھاگ گیا۔ اور محمود یہاں سے سیدھا سومناتھ کے مندر پر پہنچا۔ یہ مندر ایسی جگہہ واقع تھا کہ اس کے چاروں طرف سمندر تھا صرف ایک تنگ راستہ خشکی کا تھا۔ اس راستہ کو وہاں کے راجپوت پجاریوں نے بدرجہ غایت دمدموں اور برجوں سے مستحکم کر رکھا تھا۔ محمود نے ان فصیلوں پر دو روز تک حملے کئے اور راجپوتوں نے اون کو بہت خونریزی کے ساتھ روکا۔ تیسرے روز گردونواح کے راجہ اپنی اپنی فوج لیکر مندر کی مدد کے لئے آپہنچے اور محمود ان نئے دشمنوں کی طرف متوجہ ہوا چونکہ ہندو اپنے مقدس بتخانہ کے لئے لڑ رہے تھے وہ اس بہادری سے جان توڑ کر لڑے کہ مسلمانوں کو اُن کا فتح کرنا مشکل ہوگیا۔ اتنے میں انہل واڑہ کا راجہ بہت بڑی فوج لیکر ہندوؤں کی مدد کے لئے آگیا۔ اس جدید دشمن کے وقت پر پہنچنے سے مسلمانوں کے دل ہراساں ہوگئے اور اُن کے قدم متزلزل ہونے لگے۔ ادہر محمود خدائے تعالیٰ کے روبرو سربسجود تھا اور فتح کی دعا مانگ رہا تھا۔ دعا سے فراغت پاکر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے لشکر کے آگے اپنا گھوڑا بڑہا کر دشمن پر حملہ کیا۔ بادشاہ کو جاتے ہوئے دیکھکر سارے لشکر نے ایک نعرہ اللہ اکبر کا مارا اور دشمن پر ایسا زبردست حملہ کیا کہ اُن کے قدم اُکھڑ گئے۔

اس نمایاں فتح سے مندر کے محافظین کے دل ہار گئے اور وہ کشتیوں پر سوار ہوکر سمندر کی راہ بھاگ گئے اور سومناتھ کا مشہور مندر محمود کے قبضہ میں آگیا۔ محمود نے دیکھا کہ مندر کی عمارت نہایت عظیم الشان ہے جس کے چھپن ۵۶ ستون تھے اس مندر کے اندر بہت تاریکی تھی اور ایک جھاڑ کی روشنی ہورہی تھی جو سونے کی زنجیر سے چھت میں لٹکا ہوا تھا۔ دروازہ کے سامنے سومناتھ کا بُت پانچ گز کا تھا۔ جب یہ بُت توڑا گیا تو اس کے جوف میں سے اس قدر بیش بہا جواہر نکلے کہ اُن کی قیمت کا اندازہ مشکل تھا۔ اس بُت کے چار ٹکڑے کئے گئے۔ کہتے ہیں کہ ایک مکہ معظمہ کو بھیجا گیا اور ایک مدینہ منورہ کو اور دو غزنین میں رکھے گئے جن میں سے ایک شاہی محل میں اور ایک جامع مسجد میں رکھا گیا۔ کہتے ہیں کہ جو مال غنیمت یہاں سے حاصل ہوا وہ محمود کو کبھی حاصل نہ ہوا تھا۔ یہاں سے محمود انہل واڑہ میں آیا اور وہاں ایک سال تک رہکر ملتان کی طرف روانہ ہوا۔ ریگستان میں نہایت درجہ مصیبت اٹھا کر وہ ملتان میں پہنچا اور وہاں سے غزنین کو چلا گیا۔ اسی سال کے اندر محمود پھر ملتان کی طرف اس غرض سے آیا کہ راہ میں جن جاٹوں کی

قوم نے اس کا مقابلہ کیا تہا ان کی سرکوبی کرے چنانچہ اس نے بہت جلد ان کو قتل و غارت کرکے ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا اور غزنین کو لیگیا۔

اس زمانہ میں مجد الدولہ دیلمی والئی رے کی والدہ سیدہ خاتون مرگئی اور مجد الدولہ اپنے ملک کا کامل انتظام نہ کرسکا۔ آخر کار سلطان محمود نے اس کو گرفتار کرلیا اور ملک رے کو اپنی سلطنت میں شامل کرلیا جیسا کہ خاندان دیلمی کے حالات میں اوپر بیان ہوچکا ہے۔ ۱۰۳۰ء میں یعنی ۴۲۱ھ میں محمود کا انتقال ہوگیا اور غزنین میں مدفون ہوا

سلطان محمود نہ صرف بڑا فاتح اور بہادر جرنیل تہا بلکہ اس کی بہت بڑی خوبی یہ ہتی کہ وہ علم دوست اور عالموں کا بڑا مربی تہا۔ اس نے غزنین میں ایک دار العلوم قایم کیا جس کے معلموں کی تنخواہ ایک لاکھ روپیہ ماہوار مقرر ہتی۔ اس دار العلوم کے متعلق بہت بڑا کتب خانہ اور عجائب گھر تھا۔ چونکہ وہ علما کو بہت کچھہ انعامات دیتا تہا اس لئے غزنین میں ہر فن و علم کے استاد اس قدر کثرت سے جمع ہوگئے تہے کہ ایشیا کے کسی بادشاہ کو کبہی میسر نہ ہوئے علی الخصوص شعرا جن کا سردار فردوسی کو سمجہنا چاہئے۔ اس نے محمود ہی کی فرمایش سے ایران کی بے نظیر منظوم تاریخ لکہی جو آجتک شاہنامہ کے نام سے سارے ایشیا میں مشہور و معروف ہے۔ جب فردوسی اس کے اشعار محمود کے روبرو پڑہتا تہا وہ وجد کرتا تہا اور اس قدر انعام دیتا تہا کہ اگر فردوسی کی جگہ کوئی اور شخص ہوتا تو اسکی پشت در پشت کے تمول کے لئے کافی ہوجاتا مگر فردوسی نے احسان فراموشی کی اور آخر میں محمود کی ہجو لکہکر دنیا میں یہ مشہور کیا کہ محمود کنجوس تہا مگر محمود کی عالی ہمتی کی شہادت اس بات سے اور بہی زیادہ مضبوط ہوگئی کہ اس نے اس ہجو پر بہی فردوسی کو بہت بڑا انعام بہیجا گو وہ اسکی زندگی میں اس تک نہ پہنچا اور اس کی بیٹی کو ملا۔

محمود کو عمارات کا بہی شوق تہا اس نے غزنین میں سنگ مرمر کی ایسی عالیشان اور خوبصورت مسجد تعمیر کرائی کہ جس کا نظیر دنیا میں نہ تہا اور دیکہنے والا اس کو دیکہکر حیران رہجاتا تہا۔ اس کے امرا نے بہی اس کی تقلید کی اور اس طرح غزنین میں بہت عالیشان عمارتیں بن گئیں۔

محمود کو اپنی رعایا کی حفاظت کا بہت خیال رہتا تہا اور یہی سبب تہا کہ گو وہ دور دور کی مہمات پر جاتا تہا مگر اس کی غیر حاضری میں سلطنت میں ظلم و فساد نہ ہوتا تہا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے محمود سے

شکایت کی کہ کوئی فوجی افسر اُس کی جورو سے زبردستی روز بدکاری کرتا ہے۔ محمود نے اس کے ساتھ جاکر اور چراغ گل کرکے اس ظالم کو قتل کرڈالا۔ اور پھر حکم دیا کہ روشنی میں مقتول کو دیکھا جائے کہ کون شخص ہے۔ صرف اس لئے چراغ گل کیا گیا تھا کہ اُس کو گمان تھا کہ یہ ظالم اس کا بھتیجا یا بیٹا ہوگا ورنہ اور کسی کو اس قدر جرأت ہونا مشکل تھا۔ بس اس لئے اندھیرے میں اس کو قتل کیا تاکہ انصاف میں رحم سے خلل نہ پڑ سکے۔

ایکدفعہ عراق کے راہ میں ایک قافلہ لٹ گیا اور بہت آدمی قتل ہوئے۔ ایک مقتول سوداگر کی عورت نے غزنین میں پہنچکر محمود سے فریاد کی۔ محمود نے کہا کہ اس قدر دور کے ملک میں انتظام کرنا بہت دشوار ہے۔ عورت نے کہا کہ پھر تم اس قدر بعید ممالک کو جن کا انتظام نہیں کرسکتے کیوں فتح کرتے ہو اور خدا کے آگے کیا جواب دوگے۔ محمود بہت شرمندہ ہوا اور عراق کا پورا پورا انتظام کیا۔

سلطان محمود کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا محمد تخت نشین ہوا۔ اُس کا بھائی مسعود عراق و عجم کا گورنر تھا۔ محمود کا لشکر مسعود کا زیادہ طرفدار تھا کیونکہ وہ اپنے بھائی کی بہ نسبت بہتر سپاہی تھا۔ جب مسعود غزنین کی طرف بڑھا اور سلطان محمد بھی بھائی سے لڑنے کو غزنین سے نکلا فوج نے مسعود کی طرفداری کی اور محمد کو قید کرلیا۔ مسعود نے غزنین میں پہنچکر عراق کا گورنر ابوسہل کو مقرر کیا اور اصفہان کی حکومت پر علاؤالدولہ ابن کاکویہ کو بھیجا۔ اس سے فراغت پاکر اُس نے ماوراءالنہر کے فتح کرنے کی کوشش کی اور اپنے سپہ سالار التونتاش کو جسے محمود خوارزم کا گورنر مقرر کرگیا تھا بہت فوج لیکر ماوراءالنہر میں بھیجا۔ التونتاش نے بہت آسانی سے بخارا پر قبضہ کرلیا اور وہاں سے سمرقند پر بڑھا۔ راستہ میں علی تگین نے ایک قلب و مستحکم مقام پر اُس کا مقابلہ کیا اور دونوں لشکروں میں ایک خونریز لڑائی واقع ہوئی۔ گو میدان جنگ التونتاش کے ہاتھ رہا مگر وہ زخمی ہوگیا اور دوسرے روز مرگیا اور مسعود کا لشکر ہرات کو لوٹ آیا۔

اس کے بعد اس نے صوبہ میران کو فتح کیا اور دوبارہ ایک بڑا لشکر ماوراءالنہر میں بھیجا جس نے راستہ میں برف ریزی کے سبب سے اس قدر نقصان اُٹھایا کہ اُس کو ناکام غزنین کو لوٹنا پڑا۔ اب مسعود کو اپنا ملک سلجوقیوں سے بچانا پڑا جنہوں نے طغرل بیگ اور جعفر بیگ کی سرکردگی میں وسط ایشیا کو فتح کرنا شروع کردیا تھا اور آخرکار انہوں نے تمام وسط ایشیا کو فتح کرلیا۔ چونکہ اُس زمانہ سے وسط

ایشیا کے معاملات اور خاندان غزنوی کے حالات خاندان سلجوقیہ کے ساتھ وابستہ ہو گئے اس لئے مسعود کے عہد حکومت کے حالات اور اس کے جانشینوں کا ذکر خاندان سلجوقیہ کے تحت میں کیا جائیگا

باب ۹ نہم

خاندان سلجوقی۔ خاندان خوارزم شاہی۔ حکومت قراختائی

کہتے ہیں کہ در اصل سلجوقی ترک کا یک قوم کی ایک شاخ ہیں جو دشت خزقان میں رہتے تہے۔ ان ترکوں کا سردار بیغو بیگ یا بیغو خان تہا۔ اسکی ماں: قاق نامی ایک سردار فوج میں ملازم تہا۔ دقاق کے بعد اُس کا بیٹا سلجوق بیغو کے پاس نوکر رہا۔ ایک عرصہ کے بعد سلجوق اور بیغو میں ناراضگی ہوگئی اور سلجوق اپنے ہمراہ سو آدمی لیکر سمرقند کی طرف چلا گیا اور جند کے گرد و نواح میں آباد ہوا اور یہاں پہنچکر اس نے دین اسلام اختیار کیا۔ رفتہ رفتہ غز ترکمانوں نے اُس کی متابعت اختیار کرلی اور اُس نے ایلک خاں کے برخلاف ابراہیم ساسانی کی مدد کی اور ایلک خاں کو شکست دی جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے۔ سلجوق کے تین بیٹے تہے۔ میکائیل۔ موسیٰ اور ارسلاں بیغو۔ جب اس کا بیٹا میکائیل ایک لڑائی میں مارا گیا سلجوق نے اُس کے تینوں بیٹوں طغرل بیگ اور جعفر بیگ اور داؤد کو فرزندوں کی طرح پرورش کیا اور اپنی وفات کے وقت ان کو قوم کا افسر مقرر کیا۔ طغرل بیگ اور جعفر بیگ بغراخاں والیٔ ختا سے لڑتے رہے۔ اس لڑائی میں ان دونوں بہائیوں کو فتح نصیب ہوئی۔ کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں آل سلجوق نے اسرائیل نامی ایک سردار قوم کو سلطان محمود کے پاس بطور ایلچی کے بہیجا تہا کہ سلطان سے رشتہ محبت اور اتحاد دیڑہ جائے۔ اثنائے گفتگو میں محمود نے اسرائیل سے دریافت کیا کہ اگر مجہکو تمہاری قوم سے امداد کی ضرورت ہو تو تم لوگ کس قدر فوج سے مجہکو مدد دیسکتے ہو سلجوقی نے ایک تیر دیا کہ اگر اس تیر کو آپ کسی کے ہاتہ میری قوم کے پاس بہیجدیں گے تو چالیس ہزار سوار مدد کے لئے موجود ہوں گے۔ محمود نے کہا کہ اگر اور زیادہ مدد کی ضرورت ہو تو اس نے دوسرا تیر دیا اور کہا کہ اگر یہ دوسرا تیر بہیجدیا جائیگا تو پچاس ہزار مدد کو پہنچ جائیں گے۔ محمود نے امتحاناً کہا کہ اگر اور بہی زیادہ مدد کی ضرورت ہوئی۔ سلجوقی نے اپنی کمان دیکر کہا کہ اگر یہ کمان بہیجدی جائیگی تو کل قوم مدد کے لئے موجود ہو جائے گی اور ایک لاکھ سوار مدد کے لئے آجائیں گے۔ سلطان محمود نے دہوکا دیکر اسرائیل کو

گرفتار کر کے قلعہ کالنجر میں بھیجدیا اور وہ وہاں قید میں مرگیا۔

جب قدر خاں اور سلطان محمود ماوراء النہر سے واپس چلے گئے اور ایلک خاں ازسرنو ملک پر قابض ہوا اُس نے بہت کوشش کی کہ آل سلجوق کو اپنے ساتھ سلطان محمود کے برخلاف ملا لے مگر جغر بیگ اور طغرل بیگ نے سلطان محمود سے مخالفت کرنی مناسب نہ سمجھی اور ایلک خاں کے شریک نہ ہوئے۔ جب ایلک خاں نے دیکھا کہ میرا فقرہ کارگر نہ ہوا اُس نے اُن کو آپس میں لڑانا چاہا مگر اس میں بھی ناکام رہا۔ آخرکار اس نے اپنے سردار الپ قرا کو ایک زبردست لشکر کے ساتھ اُن کے استیصال کے لئے بھیجا۔ طغرل بیگ اور جغر بیگ نے الپ قرا کو کامل شکست دی اور الپ قرا لڑائی میں مارا گیا۔ ان ہی دنوں میں جغر بیگ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام اُنہوں نے اس فتح کی یادگار میں الپ ارسلان رکھا۔ اس کے بعد خوارزم شاہ نے ان دونوں بھائیوں کو اپنے ملک میں بلایا اور اپنے سپہ سالار کو حکم دیا کہ اُن پر حملہ کر کے اُن کو قتل و غارت کر دے۔ اس دھوکہ میں آکر دونوں بھائیوں نے شکست کھائی اور اُن کے اکثر ہمراہی مارے گئے اور طغرل بیگ و جغر بیگ نے یہ بہتر سمجھا کہ دریائے جیحول سے عبور کر کے نسا اور ابیورد کے گرد و نواح میں قیام کریں۔ انہوں نے سلطان مسعود ابن محمود سے اجازت حاصل کر کے وہاں قیام کیا۔ بعض مورخین کے نزدیک آل سلجوق نسا اور ابیورد میں سلطان محمود کے وقت میں آباد ہوئے تھے۔ کچھ عرصہ تک وہ سلطان مسعود کی فرمانبرداری کرتے رہے بعد ازاں اُنہوں نے اپنی عادت کے موافق ملک میں قتل و غارت کرنا شروع کر دیا۔ جب مسعود نے بکتغدی کو ایک بہت بڑا لشکر دیکر اُن کی سرکوبی کے لئے بھیجا طغرل بیگ اور جغر بیگ نے بکتغدی کو ایک خونریز لڑائی کے بعد مرو کے قریب شکست فاش دی جس سے غزنوی لشکر کا بہت نقصان ہوا اور بہت لوگ قتل و اسیر ہوئے۔ جب یہ خبر سلطان مسعود کو پہنچی وہ بذات خود ایک بڑا لشکر لیکر سلجوقیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا لیکن نیشاپور میں پہنچکر جغر بیگ اور طغرل بیگ سے اس کو بادل ناخواستہ صلح کرنی پڑی مگر یہ صلح بہت تھوڑے دن قایم رہی۔ ان دونوں بھائیوں نے ادنیٰ بہانہ پر پھر ملک میں قتل و غارت شروع کر دیا۔ سلطان مسعود نے ان کے مفسدہ کے انتظام کے لئے سیاشی کو مقرر کیا۔ سیاشی ایک بہت بڑا لشکر لیکر سلجوقیوں کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا مگر سلجوقی کسی جگہ قایم ہو کر نہ لڑتے تھے۔ راتکو سیاشی پر شبخون مار کر جس کو پاتے تھے مار ڈالتے تھے یا قید کر لیتے تھے اور مال لوٹ لے جاتے تھے۔ جب صبح کو

سیاشی ان پر حملہ کرنا چاہتا تہا وہ چاروں طرف منتشر ہو جاتے تہے - انہوں نے اسی طرح تین سال تک سیاشی کو تمام ملک میں پریشان اور سرگردان پہرایا اور خراسان کا ملک بالکل برباد اور ویران ہو گیا - آخرکار سیاشی بہ تنگ آکر ہرات کی طرف روانہ ہوا اور چقر بیگ نے مرو کے گرد و نواح میں پہنچکر تمام ملک کو قتل و غارت کرنا شروع کر دیا - اہل مرو نے سیاشی سے مدد طلب کی - وہ بے چارہ پہر ایک جدید اور تازہ دم لشکر لیکر مرو پر بڑہا - اس دفعہ چقر بیگ نے میدان جنگ میں اس کا مقابلہ کیا اور اس کو شکست فاش دی جس سے اس کا لشکر پراگندہ ہو گیا اور باقی ماندہ جمعیت سے بہزار مشکل و خرابی مرو میں پناہ گزین ہوا - یہاں سے اس نے والئے جوزجان کو حکم دیا کہ ایک لشکر لیکر سلجوقیوں پر حملہ کرے - اس حکم پر والئے جوزجان لشکر لیکر سیاشی سے آملا اور دونوں ملکر چقر بیگ کی طرف بڑہے - چقر بیگ بہی لڑائی کے لئے مستعد ہو گیا اور ان کو ایسی شکست دی کہ ان کو پہر لڑنے کی طاقت نہ رہی - اور والئے جوزجان مارا گیا اور سلجوقیوں نے ملک خراسان میں منتشر ہو کر قتل و غارت شروع کر دیا - سیاشی مرو سے نیشاپور کو اور وہاں سے دہستان کو چلا گیا اور سلطان مسعود کے پاس سے مدد طلب کی - جب چقر بیگ نے دیکہا کہ مرو سے سیاشی چلا گیا انہوں نے مرو کا محاصرہ کر لیا اور ۴۲۸ہجری میں فتح کر کے اس کو اپنا دار الحکومت بنایا اور طغرل بیگ کے نام کا خطبہ پڑہا گیا -

سیاشی مرو کی فتح ہونے کی خبر سنکر دہستان سے ایک بڑے لشکر کے ساتہ مرو کی طرف روانہ ہوا - طغرل بیگ نے اہل شہر کی رضامندی سے شہر پر نائب مقرر کیا اور خود سیاشی سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا اور سیاشی کو بہت بڑی شکست دی - سیاشی شکست خوردہ ہرات کو چلا گیا - اس شکست کے بعد اہل نیشاپور نے طغرل بیگ کی اطاعت قبول کر لی اور طغرل بیگ نیشاپور میں تخت نشین ہوا - اس کے بعد اس نے ہرات کو فتح کیا اور وہاں کا اپنے چچا کو حاکم مقرر کیا - سیاشی تباہ و پریشان شکست خوردہ ہرات سے غزنین میں آیا اور سلطان مسعود سے سب حال بیان کیا - مسعود نے ایک بہت بڑا لشکر جمع کیا اور بلخ میں پہنچکر اس کے برج و فصیلوں کو از سر نو آراستہ کیا - ایک سال چہ ماہ تک وہ بلخ میں ٹہیرا رہا اور چقر بیگ نے اس کے گرد و نواح کو جہانتک ہو سکا لوٹا اور غارت کیا - ۴۳۱ہجری میں مسعود ستر ہزار سوار اور تیس ہزار پیدل کی جمعیت سے سلجوقیوں کی لڑائی کے لئے بڑہا - چقر بیگ نے لڑنا مناسب نہ سمجہا اور وہ سرخس کو چلا گیا وہاں اس کا بہائی طغرل بیگ اور اس کا چچا والئے ہرات اس سے آملے

سلطان مسعود نے مرو میں پہنچکر سلجوقیوں سے مصالحت کرنی چاہی اور اس غرض سے اس نے اپنا وزیر ان کے پاس بھیجا مگر اس میں ناکامی ہوئی اور مسعود ہرات کی طرف چلا گیا۔ جعفر بیگ نے مرو کا محاصرہ دوبارہ کرکے غزنی کی محافظ فوج کو سات ماہ کے عرصہ میں مغلوب کیا۔ جب سلطان مسعود نے دیکھا کہ بغیر لڑائی کے کوئی چارہ نہیں ہے وہ ایک بہت بڑا لشکر جمع کرکے نیشاپور پر حملہ آور ہوا اور طغرل بیگ نے نیشاپور میں ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا جب وہ شہر سے چلا گیا مسعود نے اس پر قبضہ کرلیا۔ ترکوں نے گرد و نواح کے ملک کو غارت کرنا شروع کیا جب مسعود اُن کے مقابلہ کے لئے لشکر بھیجتا تھا وہ دوسری جگہہ چلے جاتے تھے مسعود یہ سمجھا کہ طغرل بیگ مغلوب ہوگیا۔ اس لئے وہ نیشاپور سے مرو کی طرف جعفر بیگ کو مغلوب کرنیکے لئے روانہ ہوا اور سرخس میں پہنچا۔ جعفر بیگ نے اپنے اہل و عیال بچوں کو بیابان میں بھیجدیا اور خود سفابلہ کے لئے مسعود کے لشکر کی طرف روانہ ہوا۔ فریقین میں وہ خونریز لڑائی واقع ہوئی جس نے ہمیشہ کے لئے خاندان غزنوی اور خاندان سلجوقی کی قسمتوں کا فیصلہ کردیا۔ مسعود شکست کھاکر غزنین کی طرف بھاگ گیا (سنہ ۴۳۱ ہجری)۔ چونکہ تختگاہ کا انتظام اس شکست سے درہم برہم ہوگیا تھا مسعود اس غرض سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوا کہ وہاں اطمینان کے ساتھ بیٹھکر سلطنت کا انتظام کرے۔ مگر اُسکی فوج نے دریائے سندھ سے پار ہوکر غدر کیا اور اس کا خزانہ لوٹکر اُسکو قید کرلیا اور اُس کے اندھے بھائی محمد کو تخت پر بٹھایا (سنہ ۴۳۲ ہجری)۔ محمد نے اپنی نابینائی کی وجہ سے عنان حکومت اپنے بیٹے احمد کے سُپرد کردی اور اُس نے سب میں پہلے اپنے چچا مسعود کو مروا ڈالا۔ (سنہ ۴۳۳ ہجری)

جب مسعود کے قتل کی خبر اُس کے بیٹے مودود کو بلخ میں پہنچی جہاں وہ سلجوقیوں سے ملک کے بچانے میں مصروف تھا وہ فوراً بلخ سے غزنین میں آیا۔ ادہر محمد اور احمد ہندوستان سے غزنین میں پہنچے۔ دونوں میں ایک سخت لڑائی ہوئی جس میں مودود کو فتح ہوئی اور محمد اور احمد اور اُس کے متعلقین معرض قتل میں آئے۔ اُس زمانہ میں مودود کا بھائی مجدود ملتان میں تھا جب اُس نے مودود کی تخت نشینی کی خبر سنی وہ لشکر فراہم کرکے غزنین کی طرف روانہ ہوا مگر لاہور میں پہنچکر یکایک مرگیا اور اسطرح ہندوستان کی غزنوی مملکت بھی مودود کے ہاتھ بے لڑائی کے لگ گئی۔

جعفر بیگ نے مسعود پر فتح پاکر بلخ پر حملہ کیا اور مودود کو شکست دیکر بلخ پر قبضہ کرلیا۔

چونکہ خوارزم شاہ کے امیرالجیوش ملک شاہ نے سرکشی کرکے بہت ملک پر قبضہ کرلیا تھا اُس نے اپنے

سپہ سالار کے مقابلہ میں چغر بیگ سے مدد طلب کی۔ چغر بیگ نے فوراً شہر کا محاصرہ کرکے خوارزم کو فتح کر لیا۔

اس کے بعد چغر بیگ نے غزنوی سلطنت کے باقی ماندہ ممالک کی فتح پر کمر باندھی اور قلیل عرصہ میں دہستان وجرجان و رَے پر قابض ہوگیا اور کل ملک میں طغرل بیگ کے نام کا خطبہ جاری کیا۔

۴۲۵ھ ہجری میں مودود نے سلجوقیوں سے خراسان کے فتح کرنے کی آخری کوشش کی اور ایک بڑا لشکر جمع کرکے خراسان کی طرف بھیجا۔ طغرل بیگ کے بیٹے الپ ارسلان نے جو اپنے باپ اور چچا کی عدم موجودگی میں وہاں حاکم تھا اس کے لشکر کو کامل شکست دی اور خراسان ہمیشہ کے لئے غزنوی خاندان سے نکل گیا اور غزنوی خاندان کا تعلق وسط ایشیا سے بالکل منقطع ہوگیا۔ گو مودود کے بعد جس کی وفات ۴۴۱ھ ہجری میں ہوئی عبدالرشید نے سیستان میں اور فرخ زاد نے خراسان میں سلجوقیوں پر خفیف فتح پائی مگر فرخ زاد کے بھائی ابراہیم کے زمانہ میں (۴۵۱ھ ہجری) سلجوقیوں سے عہدنامہ ہوگیا اور خراسان ان کو ہمیشہ کے لئے دیدیا گیا۔

۴۴۶ھ ہجری میں طغرل بیگ نے آذربائیجان کو فتح کرکے قیصر روم کے پاس سفیر بھیجا اور اس سے خراج طلب کیا۔ ۴۴۷ھ ہجری میں طغرل بیگ نے ملک رحیم دیلمی کو گرفتار کرکے بغداد سے نکال دیا اور خود امیر الامراء کا عہدہ لیا۔ دوسری مرتبہ طغرل بیگ کو بغداد اس لئے جانا پڑا کہ بساسیری نے خلیفہ قائم بامر اللہ کو معزول کرکے مستنصر باللہ کو خلیفہ بنایا تھا۔ ۴۵۱ھ ہجری میں طغرل بیگ بغداد میں داخل ہوا اور قائم بامر اللہ کو از سر نو امر خلافت پر متمکن کیا۔ اس سال میں اس کے بھائی چغر بیگ کا انتقال ہوگیا۔ خلیفہ قائم سے طغرل بیگ کی بہن بیاہی گئی اور طغرل بیگ نے اپنے واسطے خلیفہ کی بیٹی طلب کی اور خلیفہ کو طوعاً وکرہاً اس سے اپنی بیٹی منعقد کرنی پڑی مگر قبل از وداع طغرل بیگ ستر برس کی عمر میں بمقام رَے لاولد مرگیا اور الپ ارسلان ابن چغر بیگ کل سلطنت کا وارث ہوگیا۔

جس سلطنت پر الپ ارسلان ۴۵۵ھ ہجری یعنی ۱۰۶۳ء میں متمکن ہوا وہ دریائے جیحوں سے آب دجلہ تک اور عبادان سے خلیج فارس تک وسعت میں تھی۔ تخت نشینی کے بعد اس نے عہدہ وزارت سے اپنے قدیم وزیر عبدالملک ابو نصر کندری کو معزول کرکے خواجہ نظام الملک ابو علی حسن اسحٰق کو وزیر کیا اور نظام الملک کی ترغیب سے عبدالملک کو قتل کروادیا یہ مشہور وزیر ۴۵۶ھ ہجری میں شہر طوس میں

پیدا ہوا تھا۔ اس کے مشہور ہم مکتب عمر خیام شاعر اور حسن ابن صباح تھے۔ پہلے نظام الملک بادشاہان غزنوی کے ہاں ملازم تھا۔ اسی مشہور وزیر کے سبب سے الپ ارسلاں اور ملک شاہ کے عہد حکومت میں علم و فضل کی بے نظیر ترقی ہوئی۔ طغرل بیگ نے اپنی حکومت کے آخر میں رومی سلطنت پر حملہ کیا تھا اور ملک کو بہت دور تک غارت کیا تھا۔ مگر با اینہمہ وہ جرجستان اور آرمینیہ کے کسی حصہ پر قبضہ نہ کر سکا۔ وہاں کے عیسائی بادشاہ نے باشندگان ملک کی حمایت سے بہت دنوں تک اپنے ملک کو بچایا۔ الپ ارسلاں نے تخت پر بیٹھ کر آرمینیہ اور جرجستان پر جہاد کیا اور ان ممالک کو فتح کر لیا۔ کچھ عرصہ تک عیسائی پہاڑوں میں ترکوں سے لڑتے رہے مگر آخر کار مغلوب ہو گئے۔

جب ارسلاں اس رومی سرحدی صوبہ کو فتح کر چکا اس نے رومی سلطنت میں آگے قدم بڑھایا۔ اس زمانہ میں قیصری تخت پر ملکہ یودشیہ متمکن تھی۔ اس نے ترکوں کی مہم کے انتظام کے لئے ایک بہادر جرنیل دیا جنس نامی سے نکاح کر لیا۔

دیا جنس نے لشکر اور سامان حرب درست کیا اور ترکوں کے مقابلہ کے لئے شرقی سرحد کی طرف روانہ ہوا۔ الپ ارسلاں کے جرنیلوں نے رومی ملک فرجیا تک فتح کر لیا تھا اور ان فتوحات کے بعد اطمینان کے ساتھ ملک میں پھیل گئے تھے۔ دیا جنس نے موقع پا کر علیحدہ علیحدہ ترکوں کی متفرق سپاہ پر حملے کئے اور ان کو مغلوب کر کے دریائے فرات کے پار نکال دیا۔ اس کے بعد اس نے آرمینیہ کے فتح کرنے کی کوشش کی اور ایک لاکھ فوج کی جمعیت سے ملک پر حملہ کیا۔ الپ ارسلاں چالیس ہزار فوج ساتھ لیکر دیا جنس کے مقابلہ میں آیا۔ گو رومیوں کا لشکر تعداد میں بہت زیادہ تھا مگر الپ ارسلاں نے اس عقلمندی سے اپنی فوج کی نقل و حرکت کی کہ رومیوں پر ہراس چھا گیا اور وہ پریشان ہو گئے۔ اتفاق سے رومیوں کا جرنیل بیلاسیس آگے بڑھ آیا تھا الپ ارسلاں نے اس کو کامل شکست دی۔ گو قیصر کی فوج لوٹ مار کے لئے متفرق ہو گئی تھی مگر دیا جنس نے بیوقوفی سے ان کا انتظار نہ کیا اور الپ ارسلاں کے مقابلہ کے لئے بڑھا۔

پہلے تو الپ ارسلاں نے صلح آمیز پیام قیصر کے پاس بھیجے مگر دیا جنس کو یہ گمان گزرا کہ سلطان دب گیا اور اس نے ازراہ غرور جواب میں یہ کہلا بھیجا کہ اگر سلطان کو صلح منظور ہے تو وہ ملک کو چھوڑ کر چلا جائے اور ضمانت میں رَے کا شہر اور محل رومیوں کے حوالہ کرے۔ اس مغرور جواب کو سنکر الپ ارسلاں نے خدا سے فتح و نصرت کی دعا مانگی اور سر پر کفن باندھ کر لڑائی کے لئے مستعد ہو گیا اور اپنے لشکر سے کہا

کہ جس کا جی چاہے چلا جائے میں تو میدان سے مر کر ٹلوں گا یا فتح کروں گا۔ یہ کہکر سلطان نے اپنی فوج کو بشکل ہلال مرتب کیا اور قیصر کے حملہ کا منتظر رہا۔ جب قیصر کی فوج ہلال کے دونوں سروں کے بیچ میں آگئی سواروں نے ان پر تیروں کا مینھہ برسانا شروع کیا۔ جب رومی تیروں سے پریشان ہوکر ترکوں سے دست بدست لڑنے کے لئے آگے بڑہتے تھے ترک اپنے ہلال کو پیچھے ہٹا دیتے تھے اور پھر تیروں کا مینھہ اُن پر برساتے تھے۔ اس کشمکش میں سہ پہر کا وقت قریب آگیا رومی تھک گئے اور اپنے خیمہ گاہ کی طرف لوٹنے لگے ترکوں نے اُن کی پچھلی فوج کو یکایک گھیر لیا اور شکست دیکر اگلی فوج کی طرف بھگا دیا جس سے رومیوں کی فوج میں پریشانی پھیل گئی اس موقع پر ساری فوج نے ایک بوچھار تیروں کی اُن پر برسائی اور رومی بھاگ نکلے۔ رومانس دیاجنس قلب میں داد مردانگی کی دیتا رہا اور اس کے چند بہادر ساتھی یہانتک قایم رہے کہ دیاجنس اور اُس کے رفقا گرفتار ہو گئے۔ جب دوسرے روز صبح کو رومانس دیاجنس کو لوگ بادشاہ کے روبرو لائے اور لوگوں نے زبردستی اُس کو تخت کے روبرو جھکا دیا الپ ارسلان نے قیصر کو فوراً ہاتھ پکڑ کے اٹھا لیا اور قید میں قیصر کے ساتھ وہ عمدہ اور عالی ہمتی کا برتاؤ کیا کہ خود دشمنوں نے اُسکی تعریف لکھی ہے آٹھہ دن تک سلطان نے اسکی شاہانہ خاطر و مدارات کی اور کبھی بھول کر بھی کوئی دشنگی کا لفظ زبان پر نہیں لایا جب صلح کے شرایط طے ہونے لگے الپ ارسلان نے قیصر سے کہا کہ تم خود ہی بتاؤ کہ میں تمہارے ساتھ کیسا برتاؤ کروں۔ دیاجنس نے جواب دیا کہ اگر تم سنگدل اور بیرحم ہو تو تم مجھکو مار ڈالو اور اگر تم مغرور ہو تو مجھکو ذلت کے ساتھ اپنے جلوس کے ہمراہ لئے پھرو اور سب کو دکھاتے پھرو اور اگر تم عقلمند اور دور اندیش ہو تو تم مجھکو رہا کردو اور زر فدیہ لیلو۔ پھر الپ ارسلان نے پوچھا کہ اگر میں تمہارے ہاتھ لگتا تو تم میرے ساتھ کیا سلوک کرتے۔ قیصر نے جواب دیا کہ میں تم کو کوڑے لگواتا۔ الپ ارسلان نے ہنسکر جواب دیا کہ جو نصیحت حضرت عیسےٰ نے کی تھی یہ اُس کے بالکل برخلاف ہوتا اور میں وہ کام نہیں کروں گا جو میرے نزدیک مذموم ہے۔ القصہ غور و فکر کے بعد الپ ارسلان نے کچہہ سالانہ خراج اور کچہہ زر فدیہ مقرر کرکے قیصر اور اس کے ساتھیوں کو عزت و آبرو سے اُس کے ملک کے حدود میں پہنچوا دیا مگر رومیوں نے اس کو اپنا بادشاہ تسلیم نکیا اور اُس کے مقرر کئے ہوئے شرائط کو نامنظور کیا۔ رومانس دیاجنس صرف ایک حصہ زر فدیہ کا ادا کرسکا باقی کی

نسبت اپنی بے بسی سلطان سے کہلا بھیجی اور سلطان نے باقی زر فدیہ اس کو معاف کر دیا بلکہ وہ اس بات پر مستعد ہو گیا کہ دیاجنس کی مدد لشکر سے کرے مگر تھوڑے دن کے بعد دیاجنس قید میں مر گیا ۔ رومیوں کی لڑائی سے فراغت پا کر اس نے اپنی سلطنت کا دورہ کیا اور ملک کے اندرونی انتظامات کو مستحکم کیا اور اپنے بیٹوں کو مختلف صوبوں کا حاکم مقرر کر کے اپنے بیٹے ملک شاہ کو اپنا ولیعہد مقرر کیا اپنی سلطنت کے آخر زمانہ میں اسکو ماوراالنہر کو فتح کرنے کا خیال پیدا ہوا ۔ اس نے ایک بہت بڑا لشکر اور سامان حرب مرو میں جمع کیا اور دریائے جیحوں سے عبور کر کے قلعہ برزم کو فتح کیا وہاں کے خوارزمی حاکم یوسف کو قید کر کے الپ ارسلان کے روبرو دربار میں لائے ۔ سلطان نے اس سے چند سوالات کئے مگر اس نے ان کے نہایت بیہودہ جواب دیئے ۔ الپ ارسلان نے حکم دیا کہ اسکو سزا دو ۔ یوسف نے موزہ سے خنجر نکال لیا اور ارسلان کی طرف لپکا ۔ حاضرین دربار نے اس کو قتل کرنا چاہا مگر ارسلان نے ان کو منع کیا اور خود کمان اٹھا کر اسکو تیر مارا ۔ ارسلان کو اپنی قادر اندازی پر ناز تھا مگر قضائے الٰہی سے اس کے نشانہ نے خطا کی اور یوسف نے تخت کے پاس پہنچکر اس کو مار ڈالا اور خود حاضرین دربار کے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا (سنہ ۴۶۵ ہجری)

الپ ارسلان کا بیٹا ملک شاہ اپنی باپ کی جگہہ تخت نشین ہوا ۔ اپنے چچا اور بھائی کی بغاوت کو فرو کر کے ملک شاہ نے اپنے باپ کے ناتمام ارادوں کو پورا کرنے کی تیاری کی اور ماوراالنہر پر حملہ کیا ۔ سلیمان خاں والئے سمرقند نے خفیف لڑائی کے بعد متابعت قبول کی ۔ پانچ سال کے عرصہ میں ملک شاہ نے اپنی سلطنت مشرق میں حدود چین تک اور مغرب میں قسطنطنیہ تک بڑھا لی اور پندرہ سال تک امن و امان کے ساتھ اپنی سلطنت کے اندرونی انتظام و آبادی اور آرائش اور رعایا کی بہبودی اور تعلیم اور زراعت و آبپاشی کی ترقی میں بسر کئے ۔ الپ ارسلان اور ملک شاہ نہ صرف خاندان سلجوقیہ کے بہترین اور بزرگترین سلاطین تھے بلکہ تمام دنیا کی اسلامی سلطنتوں کے بہترین اور بزرگترین بادشاہوں میں سے تھے ۔ جو علمی ۔ مالی ۔ اخلاقی اور تمدنی ترقی ان بادشاہوں کے زمانہ میں مسلمانوں کو حاصل ہوئی وہ اندلس کی اسلامی سلطنت کے اور بغداد کے بہترین زمانہ سے کسی طرح کم نہ تھی ۔ ملک شاہ نے تمام شام اور ایشیائے کوچک کے صوبوں پر اپنے خاندان کے لوگوں کو حاکم مقرر کر دیا تھا جنہوں نے رفتہ رفتہ ملک کو رومی

سلطنت سے نکالکر اپنے قبضہ میں کرلیا اور سلجوقی سلطنت کے زوال کے بعد بہی وہ عرصہ دراز تک قایم رہے۔ ملک شاہ کی بیٹی خلیفہ مقتدی کو بیاہی گئی اور اس نے اپنے لیئے قیصر روم سے بیٹی طلب کی مگر قیصر روم نے منت وسماجت سے اس درخواست کو ٹال دیا۔

جو فرق ایرانی مہینوں اور فصلوں میں پڑگیا تہا وہ ملک شاہ کے زمانہ میں درست کیا گیا اور شمسی مہینے گردش شمسی کے مطابق کیئے گئے۔ ملک شاہ سے آخر میں ضرا یک فعل ایسا صادر ہوا جس پر مورخین نے اعتراض کیا ہے اور اسُ کو مذموم سمجہا ہے وہ یہ کہ ۴۸۵ھ ہجری میں اسُ نے اپنے پرُانے وزیر نظام الملک کو دشمنوں کے اغوا سے عہدہ وزارت سے معزول کردیا اور اسُ کی جگہہ تاج الملک کو وزیر کیا کہتے ہیں کہ تاج الملک اور حسن صباح کے اشارہ سے کسی شخص نے اسُ کو مار ڈالا۔ اس وزیر کے مارے جانے کے مہینہ بہر بعد ملک شاہ نے اڑتیس ۳۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور بغداد میں دفن کیا گیا۔

ملک شاہ کی سرپرستی میں سلجوقیوں کی تین ۳ جداگانہ ریاستیں قایم ہوئیں۔ ایک کرمان میں دوسری شام میں تیسری روم میں۔ یہ تینوں ریاستیں فارس کی سلجوقی سلطنت کی باجگذار تہیں۔

ملک شاہ کی وفات کے وقت اسُ کا ایک بیٹا برکیارق اصفہان میں تہا اور دوسرا بیٹا محمود جس کی عمر چہہ ۶ سال کی تہی اپنی ماں کے ساتہہ بغداد میں تہا۔ اسُ کی ماں نے خلیفہ کو راضی کرکے اپنے بیٹے کو ملک شاہ کا جانشین کیا۔ برکیارق اصفہان سے رے کو چلا گیا اور وہاں فوج جمع کرکے محمود کے طرفدار ملک اسمٰعیل کو ایک خونریز لڑائی کے بعد شکست دی۔ اس اثناء میں محمود اور اسُ کی ماں یکایک مرگئے اور یہ جہگڑا آپ ہی فیصل ہوگیا اور برکیارق کو سب نے بادشاہ تسلیم کرلیا (۴۸۷ھ ہجری)

تخت نشینی کے بعد برکیارق کو اپنے دوسرے بہائی سلطان محمد سے چند لڑائیاں لڑنی پڑیں اور آخر کار آپسمیں یہ فیصلہ ہوگیا کہ عراق عجم ارمینیہ گرجستان سلطان محمد سے متعلق رہے اور باقی سلطنت برکیارق کے پاس رہے۔ (۴۹۶ھ ہجری)

دو سال کے بعد برکیارق کا انتقال ہوگیا اور مرتے وقت وہ اپنے بیٹے ملک شاہ کو اپنا جانشین کرگیا مگر سلطان محمد نے اس کو شکست دیکر قید کرلیا۔ اس بادشاہ کے عہد میں احمد عطاش اسمٰعیلی نے اصفہان میں بغاوت کی اور سلطان محمد نے احمد عطاش کو قتل کر ڈالا۔ ۵۱۱ھ ہجری میں اس نے وفات پائی اور اپنی سلطنت پر اپنے بیٹے محمود کو مقرر کرگیا مگر سلطان محمد کے بہائی سنجر نے جو خراسان کا حاکم تہا

تمام سلطنت پر قبضہ کرلیا اور محمود کو صرف عراقین کی حکومت اس شرط پر دی کہ وہ سنجر کا محکوم رہے۔
اس زمانہ میں مسعود ابن ابراہیم غزنوی مرگیا اور اس کے بیٹوں میں حکومت کے لئے لڑائیاں ہوئیں۔ یہ سب شہزادے سنجر کی بہن کے بیٹے تھے۔ ان میں سے ارسلان نے اپنے سب بھائیوں کو شکست دیکر قید کرلیا صرف ایک شہزادہ بہرام بھاگ کر اپنے ماموں کے پاس چلا گیا اور سنجر نے اپنی بہن کی درخواست پر بہرام کی طرفداری کی اور غزنین پر لشکرکشی کی۔ دو سخت لڑائیوں کے بعد اس نے غزنین کو فتح کرکے بہرام کو تخت پر بٹھا دیا۔ اور اپنے ملک کو لوٹ گیا۔ اسکی مراجعت کے بعد ارسلان نے پھر حملہ کرکے بہرام کو نکال دیا اور بہرام پھر سنجر کے پاس چلا گیا اور سنجر نے دوبارہ فوج کشی کرکے بہرام کو غزنین کے تخت پر بٹھا دیا اب کی دفعہ ارسلان قید ہوگیا اور بہرام نے اس کو قتل کرڈالا۔ بہرام کے عہد میں علاؤالدین غوری نے اپنے بھائی سیف الدین کے قتل کے بدلے میں غزنین کو فتح کرکے وہاں قتل عام کیا اور شہر کو بالکل برباد کردیا۔
بہرام کا بیٹا خسرو شاہ بھاگ کر لاہور چلا گیا اور وہاں ۵۵۵ھ تک حکومت کرتا رہا۔ اس کے بیٹے خسرو ملک نے ستائیس سال حکومت لاہور میں کی اور آخرکار اس کا ہندوستانی ملک بھی غوریوں کے ہاتھ آگیا اور خاندان غزنوی کا اختتام ہوگیا۔
غزنین کی مہم سے فراغت پاکر سنجر نے سمرقند پر حملہ کیا اور وہاں کے حاکم محمد خاں ابن سلیمان الغور کو مغلوب کیا چونکہ سلطان سنجر کو اس زمانہ میں خوارزم شاہوں اور قراختائی ترکمانوں سے زیادہ تر لڑنا پڑا اور سلطان سنجر کے عہد حکومت کی تاریخ اُن سے وابستہ ہے اس لئے ان دونوں کے عروج کا مختصر ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔
خوارزم کے ملک کو سلجوقیوں نے اپنی ابتدائے حکومت میں فتح کرلیا تھا۔ سلطان ملک شاہ کے عہد میں خوارزم کی حکومت پر اس نے اپنے ترکی غلام بلکاتگین کو مقرر کیا۔ اس کے بعد اس کا غلام نوشتگین غرجہ خوارزم کی حکومت پر مقرر کیا گیا۔ اس کو ملک شاہ کے دربار میں طشت داری کی خدمت تفویض تھی۔ نوشتگین کے بعد اس کا بیٹا قطب الدین محمد برکیارق اور سلطان سنجر کے زمانہ میں خوارزم کی حکومت پر نامزد ہوا۔ یہ حاکم بہت علم دوست اور ہر دل عزیز تھا اس کی رعایا اس پر فدا تھی۔ اسکے زمانہ میں قراختائیوں نے مغربی ممالک پر تاخت کرنا شروع کیا۔
قراختائی کی قوم کا وطن ختا تھا۔ ان کی سلطنت کے بانی کا نام یلوتاشی تھا۔ یہ شخص دو سو آدمیوں کے

جمعیت سے اپنے وطن سے نکل کر قرقز ملک میں آیا جو تنغسی کے شمال و مغرب میں واقع ہے اور جس ملک کو چینی مورخ ینوچی کہتے ہیں۔ یہاں اس نے ایک شہر آباد کیا اور گرد و نواح کے ترک اس کے ساتھ ہو گئے جس سے اسکی جماعت بہت بڑھ گئی اس زمانہ میں شہر بلاساغون پر جسکو مغلی زبان میں شہر قوبالیغ کہتے ہیں ایک خان افراسیاب کی نسل میں سے حاکم تہا۔ اس کو قبیلہائے قرلیغ و قبچاق اور قانقلی نے اس قدر تکلیف پہنچائی کہ اس نے ناچار قراختائیوں کو اپنی مدد کے لئے طلب کیا اور اس طرح قراختائیوں کی قوت اتنی بڑھ گئی کہ انہوں نے آخر کار کاشغر اور یارقند اور ختن اور ترکستان فتح کرلیا اور اُس کی سلطنت دشت گوبی سے جیحوں تک شرق و غرب میں اور تبت سے لیکر سائبیریا تک شمال و جنوب میں وسعت پکڑ گئی۔

اس کے بعد انہوں نے ماوراء النہر میں قدم بڑھانا شروع کیا۔ قطب الدین طشت دار والئی خوارزم نے ان کے مقابلہ کے لئے ایک لاکھ فوج بھیجی مگر قراختائیوں کے حاکم نے جسکا لقب گورخان تہا قطب الدین کے لشکر کو کامل شکست دی اور اُسپر خراج مقرر کرکے وہ کاشغر کو جو بلاساغون کے بعد اُس کا تختگاہ مقرر کیا گیا تہا لوٹ گیا۔ ۵۲۱ھ ہجری میں قراختائیوں کی لڑائی کے تھوڑے دن بعد قطب الدین کا انتقال ہوگیا اور اس کا بیٹا اتسز خوارزم کی حکومت پر متمکن ہوا۔ ایک عرصہ تک اتسز سنجر کے دربار میں عہدہ طشت داری کا کام کرتا رہا۔ سلطان سنجر اس سے اسقدر خوش تہا اور اسکا اسقدر کہنا مانتا تہا کہ دربار میں اس کے بہت دشمن پیدا ہو گئے۔ وہ سنجر سے اجازت لیکر خوارزم کو چلا آیا اور وہاں پہنچکر بغاوت کی۔ ۵۳۳ھ ہجری میں سنجر نے اس پر فوج کشی کی اور ایک خونریز لڑائی کے بعد جس میں اتسز کا بیٹا ایل قتلق مارا گیا اتسز کو کامل شکست دی اور اپنے بھتیجے سلیمان شاہ کو خوارزم کا حاکم مقرر کیا۔ سنجر جب لوٹ کر مرو کو چلا گیا اتسز نے کچھ فوج جمع کر کے سلیمان شاہ کو خوارزم سے نکال دیا اور ملک پر ازسرنو قبضہ کرلیا۔

۵۳۶ھ ہجری میں یعنی ۱۱۴۱ع میں قراختائیوں کا بڑا بادشاہ یلوتاشی جس کو تیگیر بھی کہتے ہیں مرگیا اور اس کی وسیع سلطنت پر اسکی بیٹی حکمراں ہوئی۔ اتسز کی ترغیب سے قراختائیوں نے ماوراء النہر میں بڑھنا چاہا اور سلطان سنجر نے ایک لاکھ کی جمعیت سے ان کا مقابلہ کیا۔ اس لڑائی میں سلطان سنجر کو شکست ہوئی اور وہ ترمذ کی راہ خراسان کو چلا گیا اور کل ماوراء النہر قراختائیوں کے قبضہ میں

آگیا۔ اس زمانہ میں قراختائیوں کا بودھ مذہب تھا۔ قراختائیوں نے ماوراالنہر پر قبضہ کر کے سرخس۔ نیشاپور و مرو کے ملک کو لوٹ لیا مگر کسی مقام کو مستقل طور پر فتح نہ کیا بلکہ لوٹ مار کر کے جیحوں کے پار واپس چلے گئے اور اپنی سلطنت کی مغربی سرحد دریائے جیحوں کو قرار دیا۔

اتسز نے چاہا کہ سلطان کی شکست سے فائدہ اٹھائے اس نے مرو پر تاخت کر کے وہاں بہت کچھ قتل و غارت کیا۔ سلطان سنجر نے اپنی شکست خوردہ فوج کو جمع کر کے اتسز کی سرکوبی کے لئے خوارزم پر فوج کشی کی اور شہر کا محاصرہ کر لیا (۵۳۸ھ ہجری) اتسز نے تحفہ تحایف دیکر سلطان سے اپنی عقب گزاری کی۔ سلطان سنجر کے جاتے ہی اتسز نے پھر سرکشی کی اور سلطان سنجر نے پھر ۵۴۲ھ ہجری میں ہزار اسپ شہر کو فتح کر کے خوارزم کا محاصرہ کر لیا اور اتسز نے پھر متابعت قبول کر کے سلطان سنجر سے اپنا پیچھا چھڑایا۔

جب قراختائی ماوراالنہر پر قابض ہو گئے انہوں نے غز کے ترکمانوں کی عمدہ چراگاہیں چھین لیں۔ اس سبب سے یہ ترکمان جن کے چالیس ہزار گھر تھے سلطان سنجر کی اجازت سے ختلان و چغانیان اور نواح بلخ میں آکر آباد ہوئے۔ ان سے ہر سال چوبیس ہزار گوسفند بطور خراج سلطان سنجر کے باورچیخانہ کے لئے وصول کئے جاتے تھے۔ اتفاق سے اس خراج کے وصول کرنے میں امیر قماج بلخ کے گورنر سے اور ان ترکمانوں سے کچھ جھگڑا ہو گیا۔ اور امیر قماج نے سنجر کی اجازت سے ان پر فوج کشی کی مگر ان کے ہاتھ سے شکست کھائی اس لڑائی میں امیر قماج اور اس کا بیٹا مارا گیا۔ سلطان سنجر نے ان کو سزا دینے کی غرض سے ایک لاکھ لشکر سے ان ترکمانوں پر حملہ کیا مگر سنجر کو فاش شکست ہوئی اور سلطان گرفتار ہو گیا۔ غز کے ترکمانوں نے سلطان کو بہت تعظیم و تکریم کے ساتھ قید میں رکھا اور اس کو اپنے ہمراہ لیکر مرو میں آئے اور وہاں کے سرسبز ملک کو خوب لوٹا۔ مرو سے لیکر خراسان تک کوئی مقام انکے ہاتھ سے بچا نہ رہا۔ چار سال تک سلطان ان ترکمانوں کے پنجہ میں گرفتار رہا۔ ۵۵۱ھ ہجری میں وہ اپنے ایک امیر کی اعانت سے ان کی قید سے رہائی پا کر شہر مرو میں پہنچا مرو کی خراب حالت دیکھکر اسکو اس قدر صدمہ ہوا کہ وہ علیل ہو گیا اور ۵۵۲ھ ہجری میں انتقال کیا اور مرو میں مدفون ہوا۔ اس کے مقبرہ کے آثار ابتک پرانے مرو میں باقی ہیں۔ اس مقبرہ کو اس نے خود اپنی حیات میں تیار کرایا تھا۔ ساٹھ برس بعد چنگیز خاں نے اسکو منہدم کر دیا۔

جب سلطان سنجر غز ترکوں کی قید میں تھا اتسز نے چاہا تھا کہ خراسان پر قبضہ کرے بلکہ وہاں کا حاکم

اس پر راضی ہی تھا اور اتسز کو اس نے بلایا بھی تھا مگر بعد میں والئے خراسان اپنے خیال سے پھر گیا اور اتسز کو ناکام لوٹنا پڑا۔ ۵۵۱ھ ہجری میں اتسز نے انتقال کیا۔
سلطان سنجر کے بعد اس کا بھانجہ محمود خاں خراسان میں تخت نشین ہوا۔ پانچ سال کے بعد اُسکو ایک باغی نے مار ڈالا اور خراسانی سلجوقی سلطنت کا اختتام ہوگیا۔
کرمانی سلجوقی ریاست ۴۳۳ھ ہجری سے ۵۸۳ھ ہجری تک قایم رہی شامی سلجوقی ریاست ۴۸۷ھ ہجری سے ۵۱۱ھ ہجری تک باقی رہی۔ عراق و کردستان کی سلجوقی حکومت ۵۱۱ھ ہجری سے ۵۹۰ھ ہجری تک باقی رہی۔ اور رومی سلجوقی سلطنت ۴۷۰ھ ہجری سے ۵۹۰ھ ہجری تک قایم رہی۔

خوارزم شاہی خاندان

جب اتسز نے ۵۵۱ھ ہجری میں انتقال کیا اس کا بیٹا ایل ارسلان تخت خوارزم پر بیٹھا۔ چند امرا نے اسکے بھائی سلیمان شاہ کو تخت پر بٹھانا چاہا مگر ایل ارسلان نے بہت آسانی سے بغاوت کو فرو کر دیا۔ اس کے پاس بیغو خاں اور لاچین بیگ اور دیگر قزلغانی سردار سمرقند سے آئے اور خان سمرقند کی شکایت کی ایل ارسلان نے ان کی حمایت میں سمرقند پر لشکر کشی کی اور والئے سمرقند نے دب کر صلح کرلی۔ اس کے بعد ایل ارسلان نے رکن الدین محمود خاں خواہر زادہ سلطان سنجر کے قاتلوں پر لشکر کشی کی اور ان لوگوں نے بھی متابعت قبول کی
ایل ارسلان کو ان فتوحات سے اسقدر جرأت ہوئی کہ اُس نے قراختائیوں کو معمولی خراج نہ بھیجا۔ قراختائیوں نے اسپر فوج کشی کی اور ایل ارسلان بھی اپنا لشکر لیکر اُن کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ مگر دریائے آمو یہ سے پار ہوکر وہ بیمار ہوگیا۔ اس سبب سے اس نے اپنا لشکر عیار بیگ نامی جرنیل کے سپرد کیا اور آپ لوٹ آیا۔ عیار بیگ شکست کھاکر قید ہوگیا۔ ۵۶۷ھ ہجری میں اس نے وفات پائی اور اسکا چھوٹا بیٹا سلطان شاہ اس کی جگہ تخت نشین ہوا مگر اُس کے بڑے بیٹے تکش خاں نے قراختائیوں کی مدد سے خوارزم کا تخت سلطان شاہ سے چھین لیا (۵۶۸ھ) اور سلطان شاہ اور اُس کی ماں ملکہ ترکان خوارزم سے بھاگ گئے اور ملک موید حاکم نیشاپور کی مدد سے خوارزم پر فوج کشی کی۔ ملک موید نے شکست کھائی اور گرفتار ہوکر قتل ہوا ملکہ ترکان اور سلطان شاہ دہستان کو بھاگ گئے۔ تکش خاں نے اُن کا تعقب کرکے ملکہ ترکان کو بھی قتل کر ڈالا۔ ملک شاہ دہستان سے شادیاخ میں طغان شاہ ابن

ملک موید کے پاس چلا گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ طغان شاہ میں اس قدر قوت نہیں ہے کہ وہ مدد کرسکے وہ عذر کر گیا اور یہاں سے کچھ عرصہ بعد قراختائیوں کے پاس چلا گیا کیونکہ اس زمانہ میں قراختائیوں میں اور تکش خاں میں مخالفت ہو گئی تھی۔ سلطان شاہ کے کہنے سے قراختائیوں کی ملکہ نے اپنے شوہر قرما کو فوج دیکر سلطان شاہ کے ساتھ کر دیا۔ تکش خاں نے دریائے جیحوں کو کاٹ کر قراختائیوں کے رستہ میں موڑ دیا جس سے ان کا رستہ بند ہو گیا۔ جب قرما نے دیکھا کہ مہم کا سرانجام مشکل ہے اور اہل خوارزم سلطان شاہ سے موافق نہیں ہیں وہ اپنے وطن کو لوٹ گیا اور سلطان شاہ کے ہمراہ کچھ فوج کر دی۔ سلطان شاہ نے سرخس پر حملہ کر کے طغان شاہ والی سرخس کو جو غوری بادشاہوں کی طرف سے حاکم تھا وہاں سے نکال دیا۔

جب ۵۸۲ھ ہجری میں تکش خاں نے خراسان پر لشکرکشی کی سلطان شاہ نے دوسرے راستہ سے خوارزم پر حملہ کیا مگر خلاف توقع اہل خوارزم نے تکش کی موافقت میں اس سے مقابلہ کیا اور سلطان شاہ ناچار واپس چلا گیا۔ سلطان شاہ اور تکش خاں میں وقتاً فوقتاً لڑائیاں ہوتی رہیں یہانتک کہ ۵۸۹ھ میں سلطان شاہ نے وفات پائی اور تکش خاں خوارزم اور خراسان کا مالک ہو گیا۔

۵۹۰ھ ہجری میں تکش خاں نے عراق عجم پر لشکرکشی کی اور طغرل سلجوقی کو شکست دیکر تمام عراق کو فتح کر لیا اور طغرل سلجوقی قتل ہوا اور رے و اصفہان اس کے قبضہ میں آ گئے اور خلیفہ ناصر الدین نے ان ممالک کی حکومت کا فرمان اس کے نام جاری کر دیا۔ ان فتوحات سے فارغ ہو کر اس نے قلعہ سقاق پر حملہ کیا مگر وہاں شکست کھائی۔ عراق عجم میں سنجر شاہ ابن طغان شاہ کی بغاوت کو فرو کر کے ۵۹۶ھ میں اس نے وفات پائی اور سلطان محمد اس کی جگہہ تخت نشین ہوا۔ تکش خاں کے مرنے کی خبر سنکر شہاب الدین اور غیاث الدین غوری نے طوس و شاذیاخ پر حملہ کیا اور اہل خراسان نے سلطان محمد سے اعانت طلب کی۔ سلطان محمد نے غوریوں کو شاذیاخ پر کامل شکست دیکر ملک سے نکالدیا۔ اس کے بعد اس نے سرخس میں اپنے بھتیجے کی بغاوت کو فرو کیا اور مرو پر لشکرکشی کی۔ مرو میں غوریوں کی طرف سے محمد چریک نامی ایک مشہور و معروف جرنیل حاکم تھا۔ سلطان محمد نے مرو کو فتح کیا اور محمد چریک معرض قتل میں آیا۔ یہاں سے وہ ہرات میں پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ الپ غازی نے جو غوریوں کی طرف سے ہرات کا گورنر تھا کچھ روپیہ دیکر صلح کر لی۔ اس اثنا میں سنا گیا کہ شہاب الدین غوری ایک بہت

بڑے لشکر کے ساتھ خوارزم کی طرف روانہ ہوا ہے۔ سلطان محمد بیابان کی راہ بہت جلد خوارزم میں پہنچا اور لڑائی کا سامان درست کیا اور قراختائیوں سے اور شاہ سمرقند سے بھی مدد طلب کی اور شرط لوز کو لشکرگاہ مقرر کیا۔ ادہر سے سلطان غوری بہت بڑے ساز و سامان کے ساتھ وہاں پہنچا۔ جب شہاب الدین نے دیکھا کہ خوارزم شاہ کا لشکر بہت قوی ہے اس نے اپنے غیر ضروری ساز و سامان کو جلا کر شب کو اپنے ملک کی طرف لوٹ جانے کی کوشش کی۔ سلطان محمد نے اس کا تعقب کیا اور دونوں لشکروں میں بمقام ہزار اسپ ایک شدید لڑائی واقع ہوئی اور شہاب الدین غوری کو کامل شکست ہوئی اور وہ اندخوئی کو بھاگ گیا۔ اندخوئی پر قراختائیوں نے اور سلطان عثمان والئی سمرقند نے اس کو شکست دیکر محصور کر دیا۔ وہاں اس نے اپنا کل سامان قراختائیوں کو دیکر اپنی جان بچائی اور اپنے ملک کو واپس آیا۔

جب شہاب الدین غوری شکست خوردہ بے سامان اپنے ملک میں پہنچا اس کے اکثر ماتحتوں نے اوس سے سرکشی کی۔ شہاب الدین نے بمشکل تمام غزنین اور ہندوستان کی بغاوت کو فرو کرکے اپنی سلطنت کا کامل انتظام کیا اور دوبارہ خوارزم پر چڑھائی کرنے کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا مگر دریائے سندھ کے کنارہ پر ششکو کا گر قوم کے رہزنوں نے اس کو شہید کر دیا۔ اس کی شہادت کے بعد قطب الدین ایبک حاکم ہرات نے خوارزم شاہ کی متابعت اختیار کی اور شہر اس کے حوالہ کر دیا۔ بلخ کے حاکم نے بھی تھوڑے سے محاصرہ کے بعد سلطان محمد کی متابعت اختیار کی۔ اسیطرح والئی ترمد نے جو عماد الدین حاکم بلخ کا بیٹا تھا اپنا قلعہ خوارزم شاہ کے سپرد کر دیا۔ چونکہ اہل ماوراءالنہر قراختائیوں کے ظلم سے بہت نالاں تھے انہوں نے خوارزم شاہ سے فریاد کی اور خوارزم شاہ خود بھی سالانہ خراج دینے سے اور قراختائیوں کے ایلچیوں کی بدتمیزی سے دل میں بہت ناراض تھا اس نے قراختائیوں سے جنگ چھیڑنے کا دل میں مصمم ارادہ کر لیا اور ان کے ایک ایلچی کو بدتمیزی کی سزا میں قتل کروا ڈالا اور سنہ ۶۰۶ ہجری میں ان کے ملک پر حملہ کر دیا۔ بخارا کو فتح کرکے وہ سمرقند پر بڑھا۔ عثمان شاہ والئی سمرقند نے جو گور خان سے عداوت رکھتا تھا اپنا شہر بے لڑے سلطان محمد کے حوالہ کر دیا گور خاں نے اپنے سپہ سالار تانیکو طراز کو خوارزم شاہ کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ سلطان محمد نے قراختائیونکو بہت بڑی شکست دی اور تانیکو طراز سپہ سالار کو گرفتار کر لیا۔ اور خوارزم میں پہنچکر اسکو قتل کروا ڈالا۔ جب سلطان محمد خوارزم کو لوٹ گیا قراختائیوں نے سمرقند کا محاصرہ کر لیا۔ سلطان محمد اس خبر کو سنتے ہی

دوبارہ ترکستان کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان محمد کے پہنچنے سے پہلے قراختائی سمرقند سے ناکام پھر گئے۔ خوارزم شاہ نے کوشلوک سے جو گورخاں سے باغی ہوگیا تھا معاہدہ کرلیا کہ گورخاں کی مملکت آپس میں تقسیم کرلینگے۔ اس بنا پر کوشلوک نے سلطان محمد سے پہلے گورخاں سے مقابلہ کیا اور ایک دفعہ غلبہ پاکر دوسری بار شکست کھائی۔ پھر سلطان محمد نے گورخاں سے مقابلہ کیا اور اپنے بعض افسران فوج کی سازش سے شکست کھائی۔ اور خوارزم کو لوٹ آیا۔ اس کے بعد سلطان محمد نے سفید کوہ اور غزنین پر وہاں کے حاکم کی رضامندی سے قبضہ کرلیا۔

خلیفہ ناصر الدین اللہ اور خوارزم شاہ میں چند در چند وجوہ سے ناراضگی تھی اس سبب سے سلطان محمد کوئی حیلہ بغداد پر لشکرکشی کرنے کا ڈھونڈھتا تھا۔ اتفاق سے خلیفہ سے اور شریف مکہ سے کچھ ناراضگی ہوگئی اور ایک فتویٰ اس مضمون کا شائع ہوا کہ ناصر الدین اللہ امر خلافت کے لایق نہیں ہے اس فتویٰ سے سلطان محمد کو اپنی خواہش پورا کرنے کا موقع ملگیا اور اس نے بغداد پر لشکرکشی کی۔ راہ میں اتابک سعد والئی فارس نے حدود رے میں سلطان محمد کا مقابلہ کیا اور شکست کھاکر گرفتار ہوگیا جب سلطان محمد بغداد کے پاس پہنچا شدید برف ریزی کی وجہ سے اس کے لشکر کو سخت نقصان پہنچا اور اس کو وہاں سے ناچار واپس آنا پڑا۔

اس زمانہ میں سلطان محمد سے اور چنگیز خاں سے لڑائی چھڑ گئی اور وسط ایشیا کے جھگڑوں کے فیصلہ کے لئے وہ شخص پیدا ہوا جس نے سکندر اعظم کی طرح تمام دنیا کی تاریخ میں ایک انقلاب عظیم پیدا کردیا اور تمام دنیا کی سلطنتوں کی قسمتوں کا فیصلہ اپنی بے پناہ تلوار سے کردیا۔

باب دہم

چنگیز خاں اور اسکی اولاد

مشرقی مورخین نے چنگیز خاں کا نسل نامہ حضرت آدم سے ملادیا ہے۔ مگر یہ نسل نامہ چنگیز خاں کے عہد سلطنت میں مرتب کیا گیا ہے اس لئے یہ تحقیقاً نہیں کہا جاسکتا کہ اس میں کس قدر سچ ہے اور کس قدر مبالغہ ہے۔

حضرت آدم سے حضرت نوح تک سلسلہ مشہور و معروف ہے اسکے درج کرنے کی ضرورت نہیں اس لئے

یافث ابن نوح سے اس نسل نامہ کا لکھنا کافی ہے۔

یافث - ابلغہ خاں - زیب یا توبی خاں - کیوک خاں - النجہ خاں - النجہ خاں کے دو بیٹے تھے تاتار خاں یعنی تاتاریوں کا جد امجد اور مغول خاں قوم مغول کا بانی - تاتار خاں سے یہ سلسلہ بیان کیا گیا ہے - تاتار خاں - ترقاتائی خاں - بلنجہ خاں - ایلی خاں - انسز خاں - اوبلہ خاں بایدہ خاں -

طبقہ مغول کا یہ سلسلہ ہے - مغول خاں - قرا خاں - قرا خاں کی حکومت قرا قوم میں تھی جو واقف کوہ ازماق وکرتاق میں واقع ہے - اس کا بیٹا اغور خاں تھا جس کی بابت کہا جاتا ہے کہ اس نے ایک سال کی عمر میں آپ اپنا نام اغور بتایا تھا - اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بطن اور سے مسلمان پیدا ہوا تھا اور دین ہی کی وجہ سے اس کے باپ میں اور اس میں لڑائی ہوئی اور قرا خاں اس کے ہاتھ سے مارا گیا - بیان کیا جاتا ہے کہ یہ بہت بڑا فاتح تھا - اس نے چین و تاتار و بخارا اور بعض کے نزدیک ایران وعراق وشام کو بھی فتح کیا تھا اور اپنی سلطنت میں اسلام کی اشاعت کی تھی اور مغلوں کے لئے قوانین بنائے تھے اور اُن کے قبایل کے نام مقرر کئے تھے - الیغور و قانقلی - قبچاق و قارلیق و خلج وغیرہ قبایل کے نام اسی کے زمانہ کے ہیں - یہ قیاس کیا گیا ہے کہ اس بڑے مغل فاتح کا زمانہ شاید ایرانی طہورث اور ہوشنگ کے مابین تھا۔

اغور خاں کے بعد کون خاں - آئی خاں - یلدوز خاں - تنگیز خان - منگلی خاں - ایل خاں ہوئے ایل خاں تور بن فریدوں کا معصر تھا - تور نے سونج خاں شاہ تاتار سے ملکر ایل خاں پر حملہ کیا - اور اسکی کل قوم کو قتل کر ڈالا وہ تنہا بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپا اور وہاں رفتہ رفتہ اس کی نسل سے تمام کوہستان بھر گیا - اس کوہستان کا نام ارکنہ قون بیان کیا جاتا ہے اسکی اولاد کو قوم قیات اور درلکین کہتے تھے - ایک زمانہ میں اس قوم نے ارکنہ قون سے خروج کیا اور تمام مغولستان کو تاتاریوں سے چھین لیا - مغولستان اس ملک کا نام ہے جس کے مشرق میں ختا اور مغرب میں الیغور ملک اور شمال میں قرقز وسلنگائی اور جنوب میں تبت واقع ہے - اس قوم کی حکومت اُس زمانہ میں خاتون الان قوا کے ہاتھ میں تھی - کہتے ہیں کہ اس بیوہ کے بطن سے بے پدر تین بیٹے پیدا ہوئے ایک کا نام بوقون قیقی تھا جس کی نسل میں قبیلہ اور وغ قیقین ہے۔

دوسرے کا نام بوسیفین سالجی تہا اسکی اولاد میں سالجوت قبیلہ ہے۔ تیسرے کا نام بوزنجر موثقان تہا۔ اسکی نسل میں سے کل خواتین مغول اپنے تئیں بتاتے ہیں۔ پہلے شوہر سے اس کے ہاں دو بیٹے تہے ان کی نسل کو درلکیں کہتے ہیں۔ قوم بوزنجری نے ابوسلم مروری کے زمانہ میں خروج کیا تہا۔

بوزنجر خاں کے تابع فرمان ترکستان کے کل سردار تہے۔ سب میں پہلے بوزنجر خاں نے قاآن کا لقب اختیار کیا تہا۔ اس کے دو بیٹے تہے بوقا خان اور توقا خاں۔ توقا خان کا بیٹا دوتین خاں تہا۔ دوتین خاں نو صغیر سن بیٹے چہوڑ کر مر گیا۔ ان کی ماں اُن کو پال رہی تہی کہ اہل ختا نے اُن پر حملہ کیا اور انکی تمام قوم کو قتل و پراگندہ کر دیا۔ آٹھ لڑکے مارے گئے صرف قایدو خاں بچ کر اپنے چچا ماچین کے بیٹے کے پاس چلا گیا اور اُس کی قوم جسکو جلایر کہتے ہیں کچھ عرصہ میں اُسکے پاس جمع ہوگئی اور اسکو از سر نو قوت حاصل ہوئی۔ اس کے ہاں تین بیٹے پیدا ہوئے۔ بایسنقر۔ جرقہ لنکوم۔ اور بجار جیین۔

بایسنقر کی نسل میں چنگیز خاں اور فراچار نوبان ہوئے اور جرقہ لنکوم سے تایچوت کا قبیلہ ہوا اور تیسرے سے قوم سیجوت پیدا ہوئی۔ بایسنقر خاں کا بیٹا تومنہ خاں تہا۔ تومنہ خاں کے کئی بیٹے ہوئے منجملہ اُن کے قبل خان۔ چنگیز خاں کا جد سوم تہا جو تومنہ خاں کا جانشین ہوا۔ مغول اوسکو النجیک خاں کہتے ہیں۔ النجیک خاں کے بیٹے قوبلہ خان نے التاخاں ختائی پر لشکر کشی کی اور اسکو شکست دیکر اپنی قوت بہت بڑہالی۔ اس کا بیٹا برتان بہادر اس کا جانشین ہوا جسکا بیٹا یسوکا بہادر چنگیز خاں کا باپ تہا جسے چینی میں لیسوکئی کہتے ہیں۔ یسوکا بہادر نے توجین تاتاری بادشاہ پر حملہ کیا اور اسکو قید کر لیا اُسی روز چنگیز خاں اس کے ہاں پیدا ہوا اور اس فتح کی یادگار میں اس کا نام توجین رکہا گیا۔ چینی مورخین کے موافق اسکی تاریخ ولادت ۱۱۶۲ء ہے اور اسلامی مورخین کے نزدیک وہ ۵۵۵ ہجری یعنی ۱۱۵۵ء میں پیدا ہوا۔ یسوکا کے زمانہ میں مغلوں کے مختلف قبایل مختلف سرداروں کے تابع فرمان تہے مگر بایں ہمہ اُن کی قوت بارہویں صدی میں اس قدر بڑہ گئی تہی کہ شمالی چین کے بادشاہ نے بیرنور تاتاریوں سے اس غرض سے سازش و اتحاد کیا تہا کہ وہ مغلوں کا قلع و قمع کریں۔ بیرنور قوم نے مغلوں پر لشکر کشی کی اور مغلوں سے ایک بڑی خونریز لڑائی ہوئی جسمیں یسوکا بہادر مارا گیا۔ اس زمانہ میں چنگیز خاں کی عمر تیرہ سال کی تہی

یسوکا کے بعد مغلوں نے چنگیز خاں کی متابعت سے انحراف کیا۔ اور برلاس تیر قوم نے جوادچی کی نسل سے بہتی مخالفین سے سازش کرلی اور تموچین اور اس کے بھائی اپنی ماں کو لیکر پہاڑوں میں چلے گئے اور وہاں صید و شکار سے بہ مشکل تمام گزراوقات کرتے رہے اور بہت مصیبت اٹھائی آخرکار تموچین طغرل خاں کریت کی سردار کے پاس چلا گیا جس کا لقب اونگ خاں تھا اور ایک عرصہ تک وہ اس کے پاس ملازم رہا۔ جب شاہ ختا نے بیرنور قوم پر لشکر کشی کرنی چاہی اس نے مغلوں سے مدد طلب کی۔ اونگ خاں بھی بادشاہ ختا کی مدد کو گیا اور تموچین نے اس لڑائی میں بہت کوشش کی جس سے اسکی بہت شہرت ہوگئی اور اونگ خان کو وہ بہت عزیز ہوگیا اس کے بعد اونگ خاں اور تموچین نے مختلف تاتاری قبایل سے جن میں قوم تانجوت وسالجوت وقنقرات وجلایر وغیرہ شریک تھے ایک خونریز لڑائی لڑی اور تموچین اور اونگ خاں کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی اور جو قومیں دشت گوبی کے شمال میں دریائے ارتش سے لیکر خنگاہ کوہستان تک آباد تھیں ان سب نے تموچین کی حکومت قبول کرلی۔

سنہ ۱۲۰۲ء میں تموچین اور اونگ خاں میں سنکون پسر اونگ خاں کی مخالفت کے سبب سے ناچاقی پیدا ہوگئی اور آخرکار دونوں میں ایک خونریز لڑائی ہوئی۔ قراچار نویاں نے تموچین کی مدد کی اور اونگ خاں کو شکست ہوگئی اور وہ دونوں باپ بیٹے زخمی ہوکر مرگئے اور اسکے ملک پر تموچین کا قبضہ ہوگیا۔

نائمان ملک کے حاکم تایانگ خاں نے چنگیز خاں کے برخلاف الاقوش تگین کو جو انگیت کا بادشاہ تھا ملانا چاہا مگر الاقوش تگین نے تایانگ خاں سے اتحاد کرنا مصلحت وقت نہ سمجھا اور چنگیز خاں کو اس کے ارادوں سے مطلع کردیا۔ کہتے ہیں کہ نائمان قوم عیسائی مذہب کے تھے۔ سنہ ۶۰۰ ہجری میں چنگیز خاں نے تایانگ خان پر لشکرکشی کی۔ کوہ التائی کے دامن میں چنگیز خان اور تایانگ خاں میں شدید لڑائی ہوئی جس میں تایانگ خاں زخمی ہوکر ہلاک ہوا اور اس کا بیٹا کوشلوک بھاگ کر اپنے چچا بویروق خاں کے پاس چلا گیا۔ چنگیز خاں نے اس مہم سے فراغت پاکر توقتا بیگی بادشاہ مرکت پر حملہ کیا۔ پہلے ہی حملہ میں توقتا بیگی اور اس کا بیٹا ملک چھوڑ کر بھاگ گئے اور بویروق خاں برادر تایانگ خاں کے پاس پناہ گزین ہوئے۔ اس فتح کے بعد چنگیز خاں نے

قلعہ تنکت کا محاصرہ کرکے اُسکو فتح کرلیا۔ ان فتوحات سے فارغ ہوکر چنگیز خاں نے ایک کونسل جسکو مغل قریلتائی کہتے ہیں منعقد کی اور چنگیز خاں کا لقب اختیار کیا (۱۲۰۶ء) جس کے معنی شاہ شاہاں ہے۔ بعد ازاں ویروق خاں برادر تایانگ خاں پر فوج کشی کرکے اُس کا ملک چھین لیا اور اسکو قتل کرڈالا۔ کوشلوک توقتا بیگی کے ساتھہ ادرِیش کی طرف بھاگ گیا اور چنگیز خاں نے کوشلوک کے تعقب میں ادریش پر حملہ کیا اور ادیرات قوم کو شکست دیکر ادریش کو فتح کرلیا اس لڑائی میں توقتا بیگی مارا گیا اور کوشلوک نے وہاں سے بھاگ کر قراختائیوں کے پاس پناہ لی (۱۲۰۸ء) گور خاں نے اسکی بہت خاطر و مدارات کی اور اپنی بیٹی سے اُس کا نکاح کردیا۔ تھوڑے عرصہ میں کوشلوک کے پاس اُس کے باپ کا بہت لشکر جمع ہوگیا اور اُس نے سلطان محمد خوارزم شاہ سے سازش کرکے گور خاں پر حملہ کیا اور ایک دفعہ قراختائیوں کو شکست بھی دی مگر دوسری مرتبہ شکست کھائی۔ جب خوارزم شاہ نے گور خاں پر حملہ کرکے شکست کھائی ملک میں یہ مشہور ہوگیا کہ گور خاں کو شکست ہوئی اور اس سبب سے اکثر رئیسوں نے جو گور خاں کی حکومت سے ناراض تھے بغاوت کی۔ اس بغاوت کو گور خاں فرو کررہا تھا کہ کوشلوک نے یکایک حملہ کرکے اُس کو قید کرلیا اور اُس کے ملک پر قابض ہوگیا۔ گور خاں قید میں دو برس زندہ رہکر مرگیا۔ کوشلوک عیسائی مذہب رکھتا تھا اور اُسکی بیوی بُت پرست تھی کوشلوک لوگوں کو عیسائی کرتا تھا اور اُسکی بیوی لوگوں کو بُت پرست کرتی تھی اور دونوں مسلمانوں پر ظلم و جور کرتے تھے۔ اُس نے کاشغر اور ختن کو فتح کرکے اپنے ملک میں شامل کرلیا۔

اس زمانہ میں چنگیز خاں التان خاں بادشاہ ختا سے لڑائی میں مصروف تھا اُس نے التان خاں کو شکست دیکر خانبالیغ پر قبضہ کرلیا اور اکثر حصّہ ختا کا اُس کے قبضہ میں آگیا اور اقوام الغور و تونات وغیرہ اُسکے ماتحت ہوگئے۔

جب چنگیز خاں ختا سے واپس آیا اس نے سنا کہ نائمان کے حاکم کا بیٹا کوشلوک کاشغر و ختن اور قراختائیوں کے ملک پر قابض ہوگیا ہے اُس نے کچھ فوج جبت تویان کے سپرد کرکے اسکو کوشلوک پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ کوشلوک اُس کے سامنے سے بھاگ کر بدخشاں میں جا چھپا اور وہاں گرفتار ہوکر مار ڈالا گیا۔

اس فتح سے چنگیز خاں کی مغربی سرحد خوارزم شاہ کی مشرقی سرحد سے ملحق ہوگئی۔ ایک عرصہ تک ان دونوں بادشاہوں میں دوستانہ میل جول رہا۔ کہتے ہیں کہ خلیفہ ناصر نے چنگیز خاں کو سلطان محمد کی طرف سے بھڑکایا تھا۔ جب چنگیز خاں کی رعایا میں سے چند تجار سلطان محمد کے حکم سے قتل کئے گئے اور لوٹ لئے گئے اور چنگیز خاں نے سلطان محمد سے خوں بہا طلب کرنے کے لئے ایک قاصد بھیجا اور وہ بھی قتل کر ڈالا گیا چنگیز خاں نے سلطان محمد کے ملک پر حملہ کیا کہ اس سے اپنی توہین کا بدلہ لے (سنہ ۶۱۶ھ) اترار میں پہنچکر اس نے اپنا لشکر چند حصوں پر منقسم کر دیا۔ اوکتائی خاں اور چغتائی خاں کے سپرد اترار کی مہم ہوئی اور جوجی خاں کو جند کی طرف روانہ کیا اور الاق نویان اور سنکر بوقا کو پانچ پانچ ہزار فوج دیکر بناکت اور خجند کی طرف بھیجا اور باقی لشکر لیکر خود اور اس کا بیٹا تولیخان بخارا کی طرف روانہ ہوئے۔ سنہ ۶۱۶ھ میں وہ بخارا پر پہنچا۔ سلطان محمد بخارا کی حفاظت کے لئے چوبیس ہزار فوج متعین کرکے خود عراق کی طرف چلا گیا تھا۔ چونکہ فوج بے سری تھی وہ بغیر لڑے خوارزم کی طرف بھاگی۔ جیحوں کے کنارہ پر مغلوں نے ان کو آلیا اور ان میں سے اکثر آدمی معرض قتل میں آئے۔ جب بخارا بے فوج رہگیا وہاں کے رئیسوں نے شہر چنگیز خاں کے سپرد کر دیا۔ چنگیز خاں شہر میں داخل ہوا اور گھوڑے پر سوار سیدھا جامع مسجد کے اندر ممبر تک چلا گیا اور اس عالیشان عمارت کو دیکھکر اس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ محل بادشاہ کے رہنے کا ہے۔ جب اس سے بیان کیا گیا کہ یہ خدا کا گھر ہے وہ گھوڑے پر سے اُتر پڑا اور ممبر پر چڑھ کر لوگوں کو متابعت کرنے کے لئے نصیحت کی۔ چنگیز خاں کو یہ خبر پہنچی کہ خوارزم شاہ کے لشکر کے بعض آدمی شہر میں چھپے ہوئے ہیں اس نے حکم دیا کہ شہر کو آگ لگا دی جائے۔ چونکہ بخارا میں عموماً چوبی عمارتیں تھیں اس سبب سے بہت جلد تمام شہر جلکر خاکستر ہوگیا صرف بعض خشتی عمارتیں باقی رہگئیں۔ بخارا کے قلعہ میں کوکیخاں اور تھوڑی سی فوج نے بہت بہادری کے ساتھ چنگیز خاں کے لشکر کا مقابلہ کیا اور جان توڑ کر لڑے یہاں تک کہ سب قتل واسیر ہوگئے اور کسی نے ان کی امداد نہ کی۔ سلطان محمد نہ صرف خود خوف زدہ دشمن کے مقابلہ سے بھاگ گیا بلکہ اپنے بہادر بیٹے جلال الدین کی درخواست کو بھی قبول نکیا جس نے بادشاہ سے چنگیز خاں سے لڑنے کیلئے فوج مانگی تھی۔ اس بزدلی کا اصل سبب یہ تھا کہ منجمین نے اس کو ڈرا دیا تھا کہ زمانہ ناساعد ہے لڑائی میں کامیابی نہوگی اس لئے وہ اپنی سلطنت کے بعید ترین مقام میں چلا گیا تھا اور وہاں اس

خیال سے کہ ہر دم غنیمت ہے عیش و عشرت میں مبتلا ہو کر سلطنت کے افکار کو دل سے بہلانا چاہتا تھا۔
خوارزم شاہ نے اترار کی حفاظت کے لئے پچاس ہزار فوج مقرر کی تھی اور پھر بعد میں قراچہ حاجب کو دس ہزار فوج کے ساتھ غایر خاں حاکم اترار کی مدد کے لئے روانہ کیا تھا۔ بادشاہ کی عدم موجودگی میں بھی اس فوج نے پانچ ماہ تک محاصرہ کے مصائب مردانہ وار برداشت کئے اور مغلوں کو شہر میں نہ آنے دیا اور اس کے بعد بھی قراچہ حاجب کی دغابازی سے شہر فتح ہوا مگر قراچہ کو اس دغابازی سے کچھ نفع نہ ملا کیونکہ قراچہ اور اس کے ساتھیوں کو چغتائی نے انعام دینے کے بدلہ قتل کروا ڈالا۔ غایر خاں نے اسیر بھی خوارزم شاہ کے نمک کا حق پورا کر دیا اور وہ مردانگی اور بہادری ظاہر کی کہ صفحہ ہستی میں اس کا نام یادگار رہ گیا۔ اترار کے قلعہ میں بند ہو کر یہاں تک لڑا کہ اس کے پاس نام کو ایک متنفس بھی باقی نہ رہا۔ جب اس کے ہاتھ پاؤں میں جنبش کی بھی طاقت نہ رہی لوگوں نے اس کو گرفتار کر لیا۔
اترار کو برباد کر کے چغتائی چنگیز خاں کی مدد کے لئے سمرقند کی طرف روانہ ہوا اور قبل از روانگی اس بے نظیر بہادر غایر خاں کو قتل کر ڈالا۔
جوجی خاں نے کند کو بے لڑائی کے اور جند کو خفیف لڑائی کے بعد فتح کر لیا۔
الاق نویاں نے فناکت پر بے لڑائی قبضہ کر لیا مگر خجند میں تیمور ملک نے اس قدر دلیرانہ مقابلہ کیا کہ آج تک وسط ایشیا میں اس کی مردانگی کے قصے بیان کئے جاتے ہیں۔ جب تیمور ملک دشمنوں کی کثرت سے عاجز ہو گیا اور اس کے پاس فوج بالکل نہ رہی وہ لڑتا ہوا اکیلا مغلوں کے ہاتھ سے بچ کر زندہ نکل گیا۔
الاق نویان بھی اور سرداروں کی طرح فتح کے بعد سمرقند کی طرف چنگیز خاں کے پاس چلا گیا۔
سمرقند کی حفاظت کے لئے سلطان محمد ایک لاکھ دس ہزار فوج مقرر کر گیا تھا مگر بے سری ہونیکی وجہ سے انہوں نے خفیف لڑائی کے بعد سمرقند چنگیز خاں کے حوالہ کر دیا (۶۱۶ ہجری) سمرقند سے چنگیز خاں نے جبہ نویاں اور سویدائی بہادر کو سلطان محمد کی گرفتاری کے لئے عراق عجم کی طرف روانہ کیا۔
یہ دونوں جرنیل بلخ وسیستان ومازندران ورے وغیرہ مقامات کو برباد و غارت کرتے ہوئے تمام ملک میں مثل سیلاب کے پھیل گئے۔ کہیں مثل تبریز کے کچھ لڑائی ہوئی ورنہ اکثر مقامات بغیر لڑائی کے فتح ہو گئے۔ سلطان محمد کی بزدلی سے اسکی فوج بے سری ہو گئی تھی اس لئے تمام ملک میں متفرق ہو کر جس طرح جس سے ممکن ہوا اپنی جان بچائی۔ کسی نے بے لڑائی ہتیار ڈالدیئے اور کسی نے لڑ کر جان دی۔

باشندگان ملک مغلوں سے اس قدر خایف ہوئے تھے کہ ایک سرائیں مغلوں کی ایک عورت نے بہت سے آدمی قتل کر ڈالے اور کسی کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ اُس سے انتقام لیتا یا مقابلہ کرتا۔ مغلوں کا لشکر سیلاب کی طرح ایران سے گزرتا ہوا گرجستان اور تفلیس تک پہنچا اور وہاں سے دربند کی راہ دشت قبچاق میں ہوتا ہوا ترکستان کو لوٹ آیا۔

سلطان محمد جب عراق کی طرف جانے کے ارادہ سے بلخ میں پہنچا اس کے بے نظیر بہادر بیٹے سلطان جلال الدین نے پہر باپ سے کہا کہ آپ مجھکو یہاں ملک کی حفاظت کے لئے چھوڑ جائیے۔ ؎

روم خیمہ بر طرف جیحوں زنم + ابا دشمناں دست در خوں زنم

چو با ایں سپاہ آیم آنجا فرود + بماند بد اندیش زان سوئے رود

دگر بر تو آید زنا بد کنش + زمردم نباشیم در سرزنش

مگر اُس نے اپنے بہادر بیٹے کا کہنا نہ مانا عراق کی طرف روانہ ہوگیا۔ اپنی ماں کو معہ حرموں کے قلعہ قارون وژ میں بہیجدیا اور خود قلعہ قارون وژ سے گیلان ہوتا ہوا بحر کاسپیس کے ایک جزیرہ میں جس کا نام آب سکون تہا اور رہزدرخان کے قریب واقع تہا پناہ لی۔ مغلوں نے قلعہ قارون وژ کو محاصرہ کرکے فتح کرلیا اور سلطان محمد کی والدہ اور ایال اطفال کو گرفتار کرلیا۔ جب یہ خبر سلطان محمد کو پہنچی بہت نالہ و فریاد کی اور بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا۔

نظم

چہ زیں بیکسی حالتِ دل گسل + خبر یافت سلطان آشفتہ دل

زجانش بر آمد نفیر و خروش + بیفتاد زار و از و رفت ہوش

چو آمد دگر بار با خویشتن + ہمی کند موئی ہمی خستہ تن

چناں دست غم حلق جانش فشرد + کزاں درد نا دیدہ درماں بمرد

سلطان محمد اس بیکسی میں مرا کہ کفن بہی نصیب نہ ہوا جو کپڑے پہنے ہوئے تہا اُن ہی میں دفن کردیا گیا (۶۱۷ھ ہجری)

سلطان محمد کا ایک بیٹا سلطان رکن الدین عراق کا حاکم تہا۔ تاتاریوں نے اس کو قلعہ سفید کوہ میں جو رے کے پاس واقع تہا گہیر لیا اور گرفتار کرکے قتل کر ڈالا۔

دوسرا بیٹا سلطان غیاث الدین تہوڑی سی جماعت کے ساتہہ سلطنت کے اطراف میں پہرتا رہا

اور آخر کار کرمان میں براق حاجب نے دغا بازی سے اُسکو قتل کر ڈالا۔
تیسرا بیٹا جلال الدین اپنے باپ کی وفات کے بعد جزیرہ آبسکون سے پہلے خوارزم میں آیا جہاں اُس کے دو چھوٹے بھائی ازلاق سلطان اور آق سلطان حکمراں تھے۔ ان دونوں بھائیوں نے اُس کی اطاعت قبول کی مگر وہاں کے نمکحرام سرداروں نے ایسے وقت میں بھی یہ خیال کیا کہ جلال الدین کی حکومت میں اُنکو کچھ اختیار نہ رہے گا اس لئے اُسکو وقت پاکر مروا ڈالنا چاہئے۔ جب اس سازش کی خبر جلال الدین کو پہنچی اُسکو ان لوگوں سے اس قدر نفرت ہوئی کہ وہ اپنے ساتھیوں کو لیکر خوارزم سے چلا گیا اور ان لوگوں کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا۔ نسا اور شاذیاخ کے مابین اسکو مغلوں کی فوج ملی اور اُن سے لڑائی ہوئی۔ جلال الدین باوجود قلیل جمعیت کے دشمنوں کی صفوں کو چیرتا ہوا صاف نکل گیا اور شاذیاخ میں پہنچا۔ سلطان جلال الدین کے دونوں چھوٹے بھائی ازلاق سلطان اور آق سلطان کچھ فوج لیکر جلال الدین کو لانے کے لئے اُسکے پیچھے آئے تھے وہ بھی ان تاتاریوں کی فوج سے نسا اور شاذیاخ کے مابین مقابل ہوئے اور وہ دونوں مع اپنے ہمراہیوں کے مغلوں کے ہاتھ سے معرض قتل میں آئے۔
شاذیاخ میں پہنچکر جلال الدین نے کچھ دن آرام کیا بعد ازاں وہاں سے غزنین کو چلا گیا۔ غزنین میں سلطان محمد کی متفرق فوج اس کے پاس کسی قدر جمع ہوگئی اُس نے اس فوج کی مدد سے مغلو کی فوج پر جو قلعہ والیان کو گھیرے ہوئی تھی حملہ کیا اور اُن کو کامل شکست دی۔ چنگیز خاں نے یہ سنکر قیقور کو تیس ہزار کی جمعیت سے سلطان جلال الدین کے مقابلہ کے لئے بھیجا اور مقام بارانی کے قریب سلطان کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ دور دور تک متواتر لڑائی ہوتی رہی۔ چونکہ اس میدان میں فریقین کی تعداد میں زیادہ فرق نہ تھا اس لئے سلطان جلال الدین کی بے نظیر شجاعت کے آگے مغلوں کی بہادری بیکار ہوئی اور سلطان جلال الدین کو کامل فتح نصیب ہوئی۔ قیقور بھاگ کر چنگیز خاں کے پاس چلا گیا جو کوچ بکوچ غزنین کی طرف آرہا تھا۔ چنگیز خاں شکست کا حال سنکر بہت جلد غزنین کی طرف روانہ ہوا اور راہ میں قلعہ اندراب کو (۶۱۸ھ) برباد کرتا ہوا غزنین میں پہنچا۔ یہاں جلال الدین کی فوج کے ایک سردار سیف الدین نامی نے اس سے انحراف کیا تھا اور اپنی جمعیت کو لیکر غزنین سے چلا گیا تھا جس کی وجہ سے سلطان جلال الدین کے پاس بہت کم

فوج رہ گئی تھی۔ جلال الدین نے اپنی بدقسمتی سے ناچار ہو کر چنگیز خاں کے آنے سے پہلے غزنین کو چھوڑ دیا اور ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ چنگیز خاں نے اُس کے تعقب میں اس قدر جلدی کی کہ آخر کار دریائے سندھ کے کنارہ پر اُسکو آلیا اور جلال الدین نے ناچار باوجود قلت فوج چنگیز خاں پر ایسا زبردست حملہ کیا کہ دشمن سراسیمہ ہوگئے۔ چنگیز خاں کے پاس جب مدد زیادہ پہنچ گئی اُس نے حملہ کرکے جلال الدین کے میمنہ اور میسرہ کی فوج کو دوپہر کی لڑائی کے بعد بالکل قتل کر ڈالا۔ اور قلب میں سلطان کے ساتھہ صرف سات آدمی رہ گئے باقی سب دشمنوں کی کثرت سے متفرق ہوگئے یا معرض قتل میں آئے۔ اسپر بھی جلال الدین متواتر دشمنوں پر حملے کرتا رہا جس طرف جاتا تھا صفوں کو درہم برہم کر دیتا تھا اور چپ و راست کشتوں کے انبوہ لگا دیئے۔ جب چنگیز خاں کی فوج بہت کثرت کے ساتھہ جمع ہوگئی اُس نے حکم دیا کہ سلطان کو جہاں تک ہوسکے زندہ گرفتار کرلو لیکن یہ ممکن نہوا اُس نے دو چار دفعہ زبردست حملے کرکے دشمنوں کو متفرق کر دیا اور اپنا گھوڑا دریا میں ڈالدیا اُس کے ساتھہ اُس کی باقیماندہ فوج نے بھی اپنے گھوڑے دریا میں ڈالدیئے۔ مغل بھی چاہتے تھے کہ دریا میں گھوڑے ڈالیں مگر چنگیز خاں نے منع کیا اور کنارہ سے انہوں نے تیر مارنے شروع کئے جس سے بہت آدمی مجروح اور ہلاک ہوئے۔

سلطان جلال الدین نے اُس پار پہنچکر بہت اطمینان کے ساتھہ چنگیز خاں کے مقابل میں اپنے کپڑے دھوپ میں خشک کئے اور نماز مغرب ادا کی۔ چنگیز خاں حیرت زدہ دریا کے کنارہ پر کھڑا دیکھتا تھا اور اپنے بیٹوں سے جلال الدین کی تعریف کرتا تھا۔ ؎

بگیتی کسے مرد این سان ندید ... نہ از نامداران پیشیں شنید
بصحرا چو شیر است فیروز جنگ ... بدریا دلیر است ہمچو نہنگ

دو سال کے بعد جلال الدین نے ہندوستان سے مراجعت کی اور اصفہان میں اس نے کچھہ دنوں تک بہت شوکت اور قوت کے ساتھہ حکومت کی اور دوبارہ گرجستان پر لشکر کشی کرکے اپنی ریاست کو وسیع بھی کر لیا مگر ۶۲۵ھ ہجری میں تاتاریوں نے اُسپر بے خبری میں یکایک حملہ کرکے اُس کے لشکر کا ایک متنفس بھی زندہ نرکھا اور جلال الدین تن تنہا کردستان کے پہاڑوں میں بھاگ گیا۔ بعض کا قول ہے کہ وہ کسی راہزن کے ہاتھہ سے بحالت خواب میں قتل ہوا۔ اور

بعض کہتے ہیں کہ اس نے ترک دنیا کرکے صوفیوں کا لباس اختیار کیا اور اس حالت میں سیاحت کرتا پھرا واللہ اعلم بالصواب۔
چنگیز خاں نے سمرقند کو فتح کرکے اپنے بیٹوں کو خوارزم کی طرف بھیجا۔ خوارزم کو قدیم زمانہ میں جرجانیہ کہتے تھے اور ترکوں میں اس کا نام اورگنج تھا اور زمانہ حال میں اسکو خیوا کہتے ہیں۔ چھ ماہ کی سخت لڑائی کے بعد خوارزم فتح ہوا۔ ترمد میں چنگیز خاں سے اہل شہر ایک عرصہ تک بہت دلیری کے ساتھ لڑتے رہے اس سبب سے چنگیز خاں نے اسکو فتح کرکے بالکل منہدم کردیا اور برائے نام ایک آدمی یا ایک گھر و نا بچھوڑا۔ ترمد کو غارت کرکے چنگیز خاں بلخ پر بڑھا اس زمانہ میں بلخ بہت بڑا اور مقدس شہر تھا عجمیوں کے نزدیک مکّہ اور مدینہ کے بعد بلخ کا تقدس تھا جسکو وہ قبۃ الاسلام کہتے تھے۔ یہاں پچاس ہزار علما اور مشایخ رہتے تھے۔ ترمد کی طرح بلخ کو بھی چنگیز خاں نے بالکل منہدم اور ویران کردیا۔ اس کے بعد قلعہ بامیاں کو اس لئے منہدم اور ویران کیا کہ وہاں اس کا پوتا مارا گیا تھا اور نیشاپور کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا گیا کیونکہ وہاں تقاجار مارا گیا۔ ان مقامات میں نہ کوئی مکان سلامت رہا نہ کوئی آدمی باقی رہا۔ باشندگان شہر یا قتل یا قید کرلئے گئے۔ ہرات پہلی مرتبہ فتح ہو کر بچا رہا مگر جب جلال الدین نے مغلوں پر فتح پائی بدنصیبی سے اہل شہر کو بغاوت کرنے کی جرأت ہوئی اس لئے ایلچکدائی نے چھ ماہ کے محاصرہ کے بعد ہرات کو فتح کرکے بالکل برباد کردیا۔ جب یہ کل ممالک نہ صرف فتح ہوچکے بلکہ غارت بھی ہوگئے تو چنگیز خاں اپنے وطن کو لوٹ گیا اور ۶۲۴ھ میں تہتر برس کی عمر میں مرگیا۔
چنگیز خاں کی وفات سے امیر تیمور کے زمانہ تک وسط ایشیا کی تاریخ صرف خانہ جنگیوں اور خونریزیوں کا وقائع ہے۔ چنگیز خاں نے اپنی سلطنت کو اپنے مختلف بیٹوں پر تقسیم کردیا تھا اور اوکتائی خاں کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا اور سب اولاد کو وصیت کی تھی کہ آپس میں اتحاد رکھیں۔
چنگیز خاں کا بڑا بیٹا جوجی خاں قبچاق میں اپنے باپ کے سامنے مرگیا تھا اس کا بیٹا باتو خاں اس کا جانشین ہوا اور اس نے الان و آس و روس و بلغار وغیرہ ممالک کو فتح کیا۔ اس نے دریائے والگا کے کنارہ پر ایک شہر سرائے نام آباد کیا اور اسی کو اپنا دارالحکومت بنایا۔
دوسرا بیٹا چغتائی خاں تھا وہ ماوراءالنہر اور خوارزم اور ملک ایغور اور کاشغر و بدخشاں

وغیرہ پر حاکم مقرر کیا گیا تھا۔ چغتائی خاں نے نہایت عقلمندی اور انصاف کے ساتھ ۶۳۹ھ تک اپنے ملک کا انتظام کیا اور وفات پائی۔

تیسرا بیٹا تولی خاں تھا یہ چنگیز خاں کے لشکر کا امیرالجیوش تھا اور سب بھائیوں سے زیادہ بہادر اور تجربہ کار جرنیل تھا جب چنگیز خاں کی وفات کے بعد اوکتائی قاان نے ملک ختا کو فتح کیا تو تولی خاں لشکر کا سردار تھا۔ ختا کی فتح کے بعد وہ مرگیا۔ منکو خاں و ہلاکو خاں و قوبیلا خاں و ارتق بوکا اس کے بیٹے تھے۔

چنگیز خاں کی وفات کے بعد اس کے سب بیٹوں نے وصیت کے موافق اوکتائی خاں کو مسند قاانی پر تخت نشین کیا اور اس کے حکم کی فرمانبرداری کا وعدہ کیا۔ اوکتائی خاں نے تخت پر بیٹھ کر سب میں پہلے ایک سردار کو سلطان جلال الدین کے قلع قمع کے لئے اصفہان کو بھیجا اور اس نے یکایک حملہ کر کے اس کے لشکر کو بالکل نیست و نابود کر دیا اور سلطان جلال الدین کردستان کو تنہا بھاگ گیا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

۶۲۲ھ ہجری میں اوکتائی خاں نے ختا کو فتح کرنے کی تیاری کی اور اپنے لشکر کا سپہ سالار تولی خاں کو مقرر کیا۔ تولی خاں دس ہزار کی جمعیت سے لشکر کے آگے روانہ ہوا۔ دریائے قرا موران کے کنارہ پر ایک لاکھ ختائی لشکر سے تولی خاں کی لڑائی ہوئی اور باوجود قلت تعداد تولی خاں نے ان کو کامل شکست دی۔ بادشاہ ختا نے شکست کی خبر سنکر رنج و غم سے خودکشی کرلی اور ختا کے ملک پر مغلوں کا تسلط ہو گیا۔ اوکتائی خان نے ختا پر عزیز یلواج کو حاکم مقرر کیا اور اپنے ملک کو واپس آگیا۔ ختا کے فتح کے بعد تولی خاں راہ میں مرگیا۔ وطن میں پہنچکر اوکتائی خان نے اپنے بیٹے اور بھتیجوں کو لشکر دیکر روس و چرکس اور بلغار وغیرہ ممالک کے فتح کرنے کے لئے روانہ کر دیا اور ان شہزادوں نے سات برس کے عرصہ میں ان ممالک کو فتح کیا اور مظفر و منصور بہت مال غنیمت کے ساتھ واپس آئے۔ ۶۳۶ھ ہجری میں اس نے ہرات جو چنگیز خاں کے عہد میں برباد ہوا تھا اور ابھی تک اسی حالت میں پڑا ہوا تھا بعض امرا کے کہنے سے از سر نو تعمیر کرا دیا۔ ۶۳۹ھ ہجری میں اس نے وفات پائی۔

اوکتائی خاں کے بعد اس کی بیوی توراکینا خاتون اسکی جانشین ہوئی مگر لوگ اسکی حکومت سے

ناراض ہو گئے اور آخر کار اُس کی زندگی میں سب نے متفق ہو کر اس کے بیٹے کیوک خاں کو تخت قاآنی پر بٹھایا۔ اس نے چغتائی خاں کے بیٹے یسو منکو کو چغتائی خاں کی ریاست کی حکومت دی جسپر چغتائی خاں کا پوتا قابض ہو گیا تھا اور ایلچکدائی کے سپرد ایک بہت بڑا لشکر اس غرض سے کیا کہ وہ کردستان اور روم وغیرہ ممالک کا انتظام کرے۔ کیوک خاں کا عیسائی مذہب کی طرف زیادہ میلان تھا اس سبب سے اُس کے زمانہ میں مسلمانوں کی بہ نسبت نصاریٰ کو زیادہ قوت حاصل رہی۔

کیوک خاں کے بعد منکو خاں اس کا جانشین ہوا اس نے قوبلا خاں کو ختا کے بعض بلاد کو فتح کرنے کے لئے جو ابھی تک مغلوں کے ہاتھ نہ آئے تھے روانہ کیا اور ہلاکو خاں کو بہت بڑے لشکر کے ساتھ مغرب کی طرف بھیجا۔ ان دونوں سرداروں کو نمایاں فتوحات حاصل ہوئے۔ سنہ ۶۵۳ ہجری میں وہ چین کو فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا اور تنگناش تک پہنچکر سنہ ۶۶۵ھ میں مر گیا۔

اس کے مرنے کی خبر سنکر قوبلا خاں ختا سے واپس آیا اور کیوک خاں کی جگہ تخت نشین ہوا اس کے زمانہ میں سوائے خانہ جنگیوں کے اور کوئی واقعہ قابل بیان وقوع میں نہیں آیا۔ دشت قبچاق میں باتو خاں کے بھائی بوقا خاں نے اس سے انحراف کیا اور ایک خونریز لڑائی میں اُس نے قوبلا خاں کو شکست دی۔ قراقرم میں قوبلا خاں کے بھائی ارتق بوکا نے اسکو شکست خوردہ پاکر اس سے انحراف کیا اور ایک عرصہ تک آپس میں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ چند مرتبہ قوبلا خاں نے ارتق بوکا کو شکست دی مگر آخر کار شکست کھاکر وہ ختا کو چلا گیا۔ اس خانہ جنگی سے فراغت ہوئی تھی کہ چغتائی خاں کے پوتے الغو خاں نے ارتق بوکا سے لڑائی شروع کر دی۔ پہلے الغو خاں کو شکست ہوئی مگر آخر کار اس نے ارتق بوکا کو ایسی شکست دی کہ وہ بھاگ کر اپنے بھائی قوبلا خاں کے پاس ختا کو چلا گیا۔ یہ خانہ جنگی ختم ہوئی تھی کہ الغو خاں کی مخالفت میں قیدو خاں اوکتائی خاں کا پوتا اُٹھ کھڑا ہوا۔ قیدو خاں اور برکا اغول نے ملکر الغو خاں کو شکست دی۔ بارے الغو خاں کے مرنے سے یہ قضیہ بہت جلد نفیصل ہو گیا کیونکہ الغو خاں کا بیٹا مبارک شاہ کم سن تھا اور اُس میں قیدو خاں سے لڑنے کی قوت نہ تھی

مگر مبارک شاہ کو براق اغلان نے جو چغتائی خاں کی نسل میں سے تھا بعض رؤساء کی سازش قید
کرلیا اور خود الغو خاں کا جانشین بن گیا۔ اس انقلاب سے براق اغلان اور قیدو خاں میں لڑائیاں
شروع ہوگئیں اور قوبلا خاں نے بھی قیدو خاں پر براق اغلان کی حمایت کے لئے چند مرتبہ ناکام حملہ
کئے۔ قوبلا خاں کے جانشین تیمور خاں کو سنہ ہجری میں قیدو خاں نے دریائے ارتش کے کنارہ
پر بہت بڑی شکست دی جس سے ختائیوں کے حملوں سے ترکستان ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوگیا۔
قیدو خاں نے سنہ ۷۰۲ ہجری میں وفات پائی۔ کہتے ہیں کہ یہ بہت بڑا جرنیل تھا۔ اس نے بائیس لڑائیوں
میں ختائی لشکروں کو شکست دی تھی۔

ختائی خاندان میں تیمور خاں کے بعد چند گمنام بادشاہ ہوئے ان میں سے آخری بادشاہ تایزی اغلان
تھا جو امیر تیمور کے وقت میں مسلمان ہوگیا اور امیر کے ہاں بہت دن ملازم رہا۔

جوجی خاں کی نسل قبچاق میں حاکم رہی۔ اس خاندان میں انتالیس ۳۹ بادشاہ گزرے ان میں سے باتو خاں
سب میں زیادہ مشہور تھا جس نے روس و چرکس وغیرہ ممالک کو فتح کرکے اپنی سلطنت بہت وسیع
کی تھی اور سنہ ۶۵۴ ہجری میں اس کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد برکہ خاں نے دین اسلام قبول کیا۔
برکہ خاں کے بعد جانی بیگ اور تغلقتمور خاں اور توختمش خاں زیادہ مشہور بادشاہ ہوئے جنکا
ذکر آئندہ کے واقعات کے سلسلہ میں آئیگا۔

چنگیز خاں کے بعد توران کا اول بادشاہ اس کا مشہور بیٹا چغتائی خاں ہوا جیسا کہ بیان ہوچکا
ہے۔ توران اس زمانہ میں اس ملک کو کہتے تھے جو قراقرم اور ایران کے مابین واقع تھا چغتائی خاں
نے اپنے ملک کا انتظام نہایت عمدہ کیا تھا۔ اس کے زمانہ میں ایک عجیب واقعہ یہ ہوا کہ الغویہ محمود
نامی ایک ادنے درجہ کے آدمی نے مکر و حیلہ سے بہت لوگوں کو اپنا معتقد اور مرید کرلیا اور غیب دانی
کا دعویٰ کیا۔ اسکو یہانتک عروج ہوا کہ سنہ ۶۳۶ ہجری میں وہ کچھ دن کے لئے بخارا پر قابض ہوگیا
اور مغلوں کے لشکر کو اس نے ایک دفعہ شکست بھی دی۔ جب دوبارہ زیادہ لشکر بھیجا گیا تو اوس کو
شکست ہوئی اور وہ قتل کیا گیا۔

چغتائی کے بعد اس کا بیٹا نوبن اور اس کے بعد اس کا پوتا قراہلاکو تخت نشین ہوئے۔ کیوک خان
کے وقت میں قراہلاکو کی جگہہ بیسو منکو بھیجا گیا جیسا کہ بیان کیا گیا۔ جب بیسو منکو مرگیا تو پھر قراہلاکو

تخت پر بیٹھا۔ اُس کے بعد ۶۵۲ھ ہجری میں موافق توشقان ئیل تخت نشین ہوا۔ چغتائی کی نسل میں اس بادشاہ کے بعد الغو خاں اور براق اغلان اور کیک خاں اور ترشیرین خاں اور توغلقتمور خاں اور الیاس خواجہ وسیورغتمش خاں وسلطان محمود خاں اکثر گمنام حاکم اور سردار گزرے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۷ھ ہجری میں چغتائی سلطنت کے دو حصے ہوگئے تہے۔ ایک خاندان تو ماوراءالنہر میں حاکم رہا اور دوسرا خاندان جتہ یعنی مغلستان میں حکومت کرتا رہا۔ جو تہوڑا بہت تعلق ان رئیسوں کو وسط ایشیا کی تاریخ سے علاوہ خانہ جنگیوں کے رہا ہے اُس کا ذکر سلسلہ بیان میں آیندہ آتا رہیگا۔

تولی خاں کے بیٹے ہلاکو خاں کو منکو قاآن نے ایران وعراقین کی حکومت سپرد کی اور اُس کو ایک بہت بڑا لشکر اس غرض سے دیا گیا تہا کہ وہ مغرب کی جانب مغلوں کی سلطنت کو وسعت دے۔ ۶۵۲ھ میں ہلاکو خاں نے آب جیحوں سے عبور کیا اور خراسان میں پہنچکر اس کو ازسرِنو تعمیر اور آباد کیا۔ اس کے بعد اس نے خوارزم شاہ اسمٰعیلی کو گرفتار کرکے قتل کرڈالا اور اس کا ملک چہین لیا (۶۵۴ھ) ۶۵۶ھ ہجری میں اُس نے بغداد کو فتح کرکے خلیفہ مستعصم باﷲ کو قتل کرڈالا۔ خلفائے بنی عباس کا خاتمہ ہوگیا اور بغداد برباد کیا گیا۔ بغداد کو فتح کرکے اُس نے حلب کو غارت وبرباد کیا اور دمشق کو فتح کیا۔ یہاں اسکو منکو قاآن کی مرنے کی خبر پہنچی اور ہلاکو خاں جسکو ایل خاں بہی کہتے تہے تاتار کو لوٹ گیا اور شام کو پورا فتح کرنے کے لئے کسو قانویاں کو اپنی جگہہ چہوڑ گیا۔ منکو قاآن کے بعد برکہ خاں والئے قبچاق اور ہلاکو خاں میں کچہہ دن تک لڑائی رہی مگر کسی کو غلبہ نصیب نہوا۔

ہلاکو خاں کے بعد ۶۶۳ھ ہجری میں اباقا خان تخت نشین ہوا اس نے تبریز کو اپنا تختگاہ مقرر کیا۔ اس کے زمانہ میں براق اغلان نبیرۂ چغتائی خاں والئے ماوراءالنہر نے عراق عجم پر حملہ کیا۔ ایک عرصہ تک قیدو خاں والئی ترکستان اور براق اغلان میں لڑائیاں ہوتی رہیں مگر بعد میں اُن دونوں میں صلح ہوگئی اور دونوں نے ملکر اباقا خان کے ملک پر حملہ کیا لیکن جو لشکر قیدو خاں کی طرف سے براق اغلان کی مدد کے لئے آیا تہا اُسکو قیدو خاں نے درپردہ ہدایت کردی تہی کہ لڑائی کے وقت وہ براق اغلان کو مدد نہ دے اس سببسے اباقا خاں نے براق اغلان کو بہت بڑی شکست دی اور براق اغلان بخارا کو بہاگ گیا۔ چونکہ براق اغلان ایک ظالم بادشاہ تہا شکست کے بعد سرداروں نے اس سے بغاوت کی اور قیدو خاں سے جاملے۔ براق اغلان بہی اس غرض سے

قیدو خاں کے پاس گیا کہ اُس کی مدد سے اس بغاوت کو فرو کرے مگر قیدو خاں نے اُس کو زہر دیکر مار ڈالا (۶۷۰ھ ہجری) براق اغلان شکست کہانے کے بعد مسلمان ہو گیا تہا اور اُس کا نام سلطان غیاث الدین رکہا گیا تہا۔

قیدو خاں نے ماوراء النہر کی حکومت پر نیکی اغول برادر الغو خاں کو مقرر کیا۔ اُس نے اُسی سال کے اندر قیدو خاں سے بغاوت کی اور قتل کیا گیا۔ اس کے بعد ایک عرصہ تک الغو خاں اور براق اغلان کے بیٹے قیدو خاں سے ماوراء النہر میں لڑتے رہے جس سے تمام ملک ویران ہو گیا۔ ۶۷۱ھ ہجری میں اباقا خاں کے لشکر نے ماوراء النہر پر تاخت کیا اور کش و نخشب کو ویران کر کے بخارا پر حملہ کیا اور اسکو فتح کر کے بالکل برباد کر دیا اور پچاس ہزار مرد اور عورتوں کو گرفتار کر کے خراسان کو لے گئے۔ جو لوگ باقی رہگئے اُنہوں نے بخارا کو از سر نو کسی قدر آباد کیا تہا کہ ۶۷۴ھ ہجری میں براق اغلان کی بیٹوں نے بخارا پر حملہ کر کے اُس کو پہر برباد کر دیا۔ سات برس تک بخارا بالکل ویران پڑا رہا۔ اسکے بعد قیدو خاں نے مسعود بیگ کو اُس کی تعمیر کا حکم دیا۔

آباقا خاں کے وقت میں مغلوں نے بلاد شام و روم پر حملہ کیا مگر بند قدار اور اُس کے جانشین سیف الدین جلادن نے اُن کو چند مرتبہ شکست دی ۶۸۰ھ ہجری میں آباقا خاں مرگیا اور اُس کا بھائی نکودار اغول اُس کا جانشین ہوا۔ یہ بادشاہ مسلمان ہوا اور اُس کا نام سلطان احمد رکھا گیا اور تبدیل مذہب کی وجہ سے ارغول خاں نے اُس کو ۶۸۳ھ میں قتل کر ڈالا اور ۶۹۰ھ ہجری تک خود حکومت کرتا رہا۔ ارغول خاں کے بعد کیخاتون خاں ۶۹۴ھ ہجری میں اور بایدو خاں اُسی سنہ میں یکے بعد دیگرے امراء کی بغاوت میں قتل ہوئے۔ ان کے بعد غازان خان مسلمان بادشاہ تخت پر بیٹھا اور ۷۰۳ھ ہجری تک حکمران رہا۔ اس کے عہد میں شام کا ملک فتح ہوا۔ سلطان اولجایتو ملقب بہ سلطان محمد خدا بندہ اس کا جانشین ہوا۔ اس نے شام و گیلان و ہرات کو فتح کر کے اپنی سلطنت کو وسیع کیا ۷۱۶ھ ہجری میں اُس کا بیٹا ابو سعید بہادر تخت پر بیٹھا اس بادشاہ کا عہد حکومت مختلف بغاوتوں کے فرو کرنے میں گزرا۔

۷۳۶ھ ہجری میں اربا خاں سلطان ابو سعید اس کے بعد تخت نشین ہوا۔ اس نے شاہ قبچاق کو چند شکستیں دیکر دربند کے اُس پار بہگا دیا۔ سلطان محمد بن قتلق اور طغا تیمور خاں اور شیخ حسین

ابن تیمور تاس اور ملک اشرف اور جانی بیگ یکے بعد دیگرے حکومت پر چند روز تک قابض رہے۔ ان کے بعد سلطان اویس ۷۷۶ھ ہجری تک اور اوس کے بعد اس کا بیٹا سلطان حسین ۷۸۴ھ تک تخت پر متمکن رہے۔

ان ایرانی بادشاہوں کے زمانہ سلطنت میں سوائے خانہ جنگیوں اور بغاوتوں کے کوئی بات قابل بیان نہیں گزری۔ اب ہم ان خانہ جنگیوں کے بیان سے قطع نظر کرکے دنیا کے بزرگترین فاتح کا ذکر کرتے ہیں جس نے چنگیز خاں کی اولاد کے جھگڑوں کو مٹا کر پھر وسط ایشیا میں ایسی وسیع اور عالیشان سلطنت قایم کردی جس کو تمام دنیا خوف اور عزت کی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

باب۱۱ یازدہم

امیر تیمور اور اولاد تیمور

جسطرح چنگیز خاں کا شجرہ حضرت آدم سے ملایا گیا ہے اسی طرح مشرقی مصنفین نے امیر تیمور سے چنگیز خاں تک سلسلہ مرتب کیا ہے مگر بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ امیر تیمور مغلوں میں سے نہ تھا بلکہ ترکمانوں کے کسی قبیلہ میں سے تھا چنگیز خاں کی فتح کے بعد اکثر ترکمانوں کے قبایل مغلوں میں مل جل گئے تھے امیر تیمور بھی ان میں سے ایک قبیلہ میں سے تھا۔

جب چنگیز خاں نے ماوراءالنہر اور ترکستان کی حکومت چغتائی خاں کے سپرد کی تو اس کے لشکر کی سپہ سالاری قراچار نویاں کو دی گئی۔ اس عہدہ پر قراچار نویاں قرا ہلاجو کے عہد تک رہا۔ قراچار نویاں کے بعد چغتائی خاندان میں بہت کچھ تغیر اور انقلاب ہوا۔ اس انقلاب میں قراچار نویاں کے بیٹے شہر سبز کے حاکم ہوگئے۔ گو ماوراءالنہر کی حکومت میں بہت کچھ تغیر ہوا مگر شہر کش کی حکومت قراچار نویاں کے خاندان میں رہی۔ ۷۳۶ھ ہجری میں امیر تیمور گورکان شہر کش میں پیدا ہوا۔ ۷۳۳ھ ہجری میں غزان خاں ابن یسور اغلان چغتائی خاں کی مملکت پر قابض ہوا۔ یہ بادشاہ بہت ظالم تھا۔ جب اس کے دربار کے امرا قریلتائی یعنی مجلس شورہ میں جاتے تھے تو وصیت نامہ تحریر کرجاتے تھے۔ اس ظلم کا نتیجہ یہ ہوا کہ امیر قزغن نے بغاوت کی اور بہت امیر اس کے ساتھ ہوگئے (۷۴۶ھ ہجری) پہلی مرتبہ امیر قزغن کو شکست ہوئی مگر

دوسری مرتبہ ۷۴۷؁ ہجری میں اُس نے غزان خان کو کرشی شہر میں شکست دیکر قتل کیا اور اسکی جگہہ دانشمند اغلان کو جو اوکتائی خاں کی نسل میں سے تہا ترکستان اور ماوراءالنہر کے تخت پر بٹہایا دو سال کے بعد امیر قزغن نے دانشمند کو مار ڈالا اور بیاں قلی ابن سوغدین کو جو چغتائی خاں کی نسل میں سے تہا تخت پر بٹہایا۔ امیر قزغن نے اپنے عہد حکومت میں ملک کا بہت عمدہ انتظام کیا اور ولایت خوارزم کو فتح کرکے سلطنت میں شامل کیا۔

۷۵۹؁ ہجری میں تیمور قتلق نامی ایک امیر نے قزغن کو کندز کے قریب مار ڈالا۔ قزغن کی جگہہ اُس کا بیٹا عبداللہ وزیر ہوا۔ چونکہ عبداللہ کو سمرقند بہت مرغوب تہا اُس نے سمرقند کو دارالحکومت مقرر کیا اور بیان قلی کو بہی اپنے ساتھ لیگیا۔ اتفاق سے عبداللہ بیاں قلی کی ایک حرم پر عاشق ہو گیا اس لئے اُس نے ۷۵۹؁ ہجری میں اُس بیچارے کو مار ڈالا اور اس کی جگہہ تیمور شاہ اغلان کو تخت پر بٹہایا۔ عبداللہ کی اس نالایق حرکت سے اکثر امراء اُس سے ناراض ہو گئے اور امیر بیان سلدوز نے ایک لشکر اُس کے مقابلہ کے لئے فراہم کیا اور شہر سبز سے حاجی برلاس اپنی جمعیت لیکر اُس کے ساتہہ ہو گیا۔ دونوں نے ملکر سمرقند پر حملہ کیا۔ ایک خونریز لڑائی کے بعد عبداللہ کو شکست ہوئی اور وہ بہاگ کر اندراب کو چلا گیا اور وہاں گمنام حالت میں مر گیا۔ اس فتح سے ماوراءالنہر کی حکومت بیاں سلدوز اور حاجی برلاس کے ہاتہہ میں آگئی۔ بیان سلدوز ایک شرابی اور عیش دوست آدمی تہا۔ اس کی غفلت کا یہ نتیجہ ہوا کہ مختلف مقامات میں نوئیانی سرداروں نے اپنی اپنی جداگانہ ریاستیں قایم کرلیں اور اُن کے باہمی لڑائیوں سے تمام ملک خراب اور ویران ہو گیا۔

جتہ یعنی مغلستان کے بادشاہ تو غلقتمور خاں نے امیر بایزید جلایر کی مدد سے ۷۶۱؁ ہجری یعنی ۱۳۶۰؁ع میں ماوراءالنہر پر حملہ کیا اور شہر سبز کی طرف بڑہا۔ حاجی برلاس بغیر لڑے شہر سبز کو چہوڑ کر خراسان کی طرف بہاگ گیا۔ حاجی برلاس کے ہمراہ اس موقع پر امیر تیمور گورکاں بہی تہا۔ راستہ میں سے امیر تیمور حاجی برلاس سے رخصت ہو کر اپنے وطن کو لوٹ آیا اور امرائے جتہ کو سمجہا کر اپنے شہر کو اُنکے ہاتہہ سے بچا لیا۔ تو غلقتمور خاں نے شہر سبز کی حکومت امیر تیمور کے سپرد کی اور اپنے ملک کو لوٹ گیا۔ اس کے لوٹ جانے کے بعد حاجی برلاس خراسان سے واپس

آگیا اور ماوراء النہر میں پہلے سے بھی زیادہ خانہ جنگیاں شروع ہوگئیں جن میں امیر تیمور کو بھی شریک ہونا پڑا۔ کبھی اُس کو کامیابی حاصل ہوئی اور کبھی شکست کھا کر وہ دشت و بیابان کو بھاگ گیا۔

۷۶۳؁ ہجری میں تو غلقتمور خاں نے دوبارہ ماوراء النہر پر حملہ کیا اس دفعہ اُس نے ماوراء النہر کو فتح کر لیا اور وہاں کی حکومت اپنے بیٹے الیاس خواجہ اوغلان کے سپرد کی اور امیر تیمور کو اُسکا خاص مشورہ کار مقرر کیا۔ کچھ عرصہ تک امیر تیمور الیاس خواجہ کے پاس رہا لیکن آخر کار اوس کے جور و ظلم سے ناراض ہو کر اپنے سالے امیر حسین نبیرہ امیر قزغن کے پاس چلا گیا جو بیابان جیوف میں کچھ جمعیت کے ساتھ رہتا تھا۔ ایک عرصہ تک یہ دونوں ملک میں تباہ و پریشان پھرتے رہے۔ کبھی دشمنوں کے قید میں پھنس گئے اور کبھی اُن سے بھاگ کر دشت و بیابان میں پناہ لی غرضکہ بہت کچھ مصیبتیں اٹھا کر رفتہ رفتہ اُن کے پاس دو چار ہزار آدمیوں کی جمعیت ہوگئی اور پل سنگین پر انہوں نے صرف دو ہزار آدمیوں سے لشکر جتہ کے بیس ہزار آدمیوں کو شکست دی اس فتح سے اُن کی قوت کی بنیاد پڑ گئی اور ماوراء النہر کے مختلف مقامات سے لوگ اُن کے پاس جمع ہوگئے۔ جو مال غنیمت اس لڑائی میں اُن کو حاصل ہوا تھا اُس سے اُنھوں نے اپنی فوج کی تعداد بہت بڑھا لی اور شہر سبز پر قبضہ کر لیا۔ ۷۶۵؁ ہجری میں انہوں نے الیاس خواجہ کو کندز کے قریب بہت بڑی شکست دی اور سمرقند پر حملہ کر کے اُس کو فتح کر لیا اور چغتائی خاں کی نسل کے ایک شخص کابل شاہ اغلان نامی کو سمرقند کے تخت پر بٹھایا شاید اس سبب سے کہ اول تو اہل ماوراء النہر کے دلوں میں چغتائی خاندان کی عزت اور توقیر بہت تھی پہلے ہی اُن لوگوں کے میلان طبیعت کے برخلاف کارروائی کرنی قرین مصلحت نہ تھی دوسرے بڑی وجہ یہ تھی کہ اس کامیابی میں امیر تیمور اور امیر حسین دونوں شریک تھے ایک دوسرے کی بادشاہت کو ہرگز تسلیم نہ کرتا۔

الیاس خواجہ نے جتہ میں پہنچکر ماوراء النہر کی فتح کا بہت بڑا سامان درست کیا اور بہت جمعیت کے ساتھ ماوراء النہر میں داخل ہوا۔

امیر حسین اور امیر تیمور نے اپنی جمعیت سے مقام لائی پر اُس کا مقابلہ کیا اور شکست کھائی۔ الیاس خواجہ نے سمرقند کا محاصرہ کر لیا مگر اہل سمرقند نے اُس قدر بہادری کے ساتھ شہر کو

بچا یا کہ خواجہ الیاس کو ناچار محاصرہ سے ہاتھ اٹھانا پڑا اور وہ اپنے ملک کو واپس چلا گیا۔ الجائی ترکان آغا امیر حسین کی بہن کی وفات کے بعد امیر تیمور اور امیر حسین میں جھگڑے شروع ہوگئے۔ ایکمرتبہ لڑائی تک نوبت پہنچکر صلح ہوگئی مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد پھر دونوں میں لڑائی ہوگئی اور امیر حسین معرض قتل میں آیا۔

۷۷۱ھ میں امیر تیمور گورکاں بلاشرکت غیری ماوراالنہر کا مالک ہوگیا اور کل امرانے اوس سے بیعت کرکے اُسے تخت پر بٹھایا اور اس طرح اُس سلطنت کی بنیاد پڑگئی جو چند سال کے عرصہ میں حدود چین سے قسطنطنیہ تک پہنچ گئی۔

۷۷۲ھ ہجری میں امیر تیمور نے مغلستان پر فوج کشی کی اور شاہ جتہ پر کامل فتح پائی اور بہت مال غنیمت ہاتھ لگا۔

۷۷۳ھ ہجری میں صوفی حسین والئی خوارزم کو شکست دیکر اُس کا ملک فتح کیا۔ ۷۷۶ھ ہجری میں پھر ملک جتہ پر لشکر کشی کی اور قمرالدین والئی جتہ کو ایک خونریز لڑائی کے بعد شکست دیکر اُس کے ملک کا بہت حصہ فتح کرلیا۔

اس زمانہ میں توغتمش خاں دشت قبچاق سے بھاگ کر امیر تیمور کے پاس پناہ گزیں ہوا کیونکہ ارس خاں نے اس کو وہاں سے نکالدیا تھا۔ امیر تیمور نے متواتر تین مرتبہ توغتمش خاں کے ساتھ لشکر دیا مگر تینوں مرتبہ توغتمش خاں کو ارس خاں نے شکست دیکر اس کی فوج کو برباد کردیا۔ آخرکار چوتھی مرتبہ خود امیر تیمور اوس کو ساتھ لیکر دشت قبچاق میں پہنچا اور چند لڑائیوں میں ارس خاں پر جزدی فتح پائی۔ اتفاق سے اُس زمانہ میں ارس خاں مرگیا اور اس سبب سے توغتمش خاں کو دشت قبچاق کی حکومت کے حاصل کرنے میں بہت آسانی ہوگئی۔

اس مہم سے فراغت پاکر امیر تیمور نے خوارزم و ہرات و خراسان و طوس کو فتح کیا اور قلعہ ترشیز کو تھوڑے دن کے محاصرہ کے بعد فتح کرکے مازندران پر حملہ کیا اور اُس کو فتح کرکے سیستان اور استرآباد اور رے کو فتح کرتا ہوا سلطانیہ پر قبضہ کیا اور وہاں سے مازندران کی راہ سمرقند کو واپس چلا آیا۔ یہاں کچھ دن استراحت کرکے ۷۸۸ھ ہجری میں یورش سہ سالہ پر ایران کی طرف روانہ ہوا تبریز پر سلطان احمد کو شکست دیکر جو بغداد کو بھاگ گیا امیر تیمور گرجستان کی طرف روانہ ہوا۔

راہ میں اکثر مقامات کو مثل قلعہ سرٹلو جو آب ارس پر واقع ہے فتح کرتا ہوا اُس نے تفلیس کا محاصرہ کرلیا اور ایک شدید لڑائی کے بعد وہاں کے نصرانی حاکم ملک بقراط کو گرفتار کرلیا۔ تفلیس کو فتح کرکے امیر کا لشکر تمام گرجستان میں پھیل گیا اور وہاں کے کل قلعوں اور قصبوں کو فتح کرکے بہت مال غنیمت حاصل کیا۔ ملک بقراط نے اسلام قبول کیا اُس کو گرجستان کی حکومت واپس دی گئی۔ یہاں سے امیر تیمور نے قرا یوسف کے ملک پر تاخت کیا اور ملک عزیز الدین کے مشہور قلعہ داں دوں کو فتح کرکے اصفہان میں پہنچا۔ چونکہ اہل اصفہان نے متابعت اختیار کرنیکے بعد بغاوت کی اس لئے اصفہان مفتوح ہونیکے بعد بغاوت کے جرم میں برباد کیا گیا۔ شیراز میں پہنچکر لشکر تمام ایران میں پھیل گیا اور کرمان و سیرجان وغیرہ جس قدر مقامات و قلعات سرکش تھے اُن سب کو فتح کیا۔

چونکہ شیراز میں یہ خبر پہنچی کہ توغتمش خاں کی مدد سے قمر الدین والئی جتہ نے ترکستان اور ماوراء النہر میں لوٹ مار کر رکھی ہے اس لئے امیر نے ایران اور عراق کے مفتوحہ ملک کو آل مظفر پر تقسیم کرکے سمرقند کی طرف مراجعت کی۔ جب قمر الدین نے امیر کے آنے کی خبر سُنی وہ جتہ کو واپس چلا گیا۔

سمرقند سے امیر نے خوارزم پر اس سبب سے فوج کشی کی ایلتمش اغلان اور حسین صوفی وغیرہ جوجی نژاد سرداروں نے بعض رؤسائے خوارزم سے سازش کرکے تمام خوارزم میں فساد برپا کر رکھا تھا۔ خوارزم سے بھی یہ لوگ بغیر لڑے امیر کے آنیکی خبر سنکر چلے گئے۔ امیر نے خوارزم کے شہر کو بالکل منہدم کردیا اور وہاں کے باشندوں کو سمرقند میں منتقل کردیا اور خوارزم کی ریاست سلطنت محروسہ میں شامل کی گئی۔

توغتمش خاں نے دوبارہ ماوراء النہر پر یورش کی اور امیر نے چند خونریز لڑائیوں کے بعد اوس کو ماوراء النہر سے نکالدیا اور وہ دشت قبچاق کو لوٹ گیا۔ توغتمش خاں کی امداد کے بھروسہ پر ملوک سبزوار سربداری نے طوس وکلات میں امیر سے بغاوت کی۔ امیر نے بدقت تمام اس بغاوت کو بھی فرو کیا۔

۷۹۱ھ ہجری میں امیر نے ملک جتہ پر اس نظر سے حملہ کیا کہ مغلوں کے فساد کو ہمیشہ کے لئے مٹادے اور چند ماہ میں بہت خونریز لڑائیوں کے بعد اور راہ کی شدید تکالیف اُٹھا کر تمام ملک فتح کرکے

سمرقند کو واپس آیا۔

۷۹۲ھ ہجری میں اس نے دشت قبچاق پر لشکر کشی کرنے کے لئے بہت بڑا سامان کیا کیونکہ مغلوں کی افواج کی تعداد کے علاوہ راستہ اسقدر دشوار گزار تہا اور ملک میں دشت و بیابان و کوہستان اور دریا اس قدر تہے کہ اگر امیر تیمور کی فوج اس پر دلفدا نہوتی تو کسی طرح اس مہم میں کامیاب ہونا ناممکن تہا۔ امیر کو دور دراز ممالک میں دشمن کا تعقب کرنا پڑا اور موسم سرا کی شدت اور برف ریزی کی کثرت سے فوج کا اس قدر نقصان عظیم ہوا کہ دشمن کی لڑائی میں اسقدر نقصان نہوا تہا۔ مشکل یہ تہی کہ دشمن کہیں میدان جنگ میں مقابلہ نکرتا تہا۔ امیر تیمور جس طرف دشمنوں کی کسی جماعت کی خبر سنتا تہا اسی طرف روانہ ہوجاتا تہا مگر دشمن خفیف جنگ کے بعد اور کسی طرف چلے جاتے تہے۔ اس برف و بارش کی شدید سردی میں سینکڑوں میل تک دشت و بیابان میں دشمن کا پیچھا کرنا اور یہ مہم کو کامیابی کے ساتہہ انجام دینا امیر تیمور کی اعلیٰ درجہ کی جرنیلی کی گواہی دیتی ہے۔ جس بڑے یورپین جرنیل کی جرنیلی پر اہل یورپ کو ناز ہے اس کے ساتھ بہی روسیوں نے اسی طرح کا برتاؤ کیا تہا اور جو بربادی اس کی فوج کی ہوئی وہ مشہور و معروف ہے۔ آخر کار توقتمش خاں نے عمدہ موقع دیکہکر قندزچہ مقام پر امیر تیمور کے لشکر کا مقابلہ کیا۔ جو ہولناک اور خونریز لڑائی اس موقع پر امیر تیمور کو لڑنی پڑی اوس کو بیان کرنا آسان نہیں۔ مقابل میں وہ قوم تہی جسکے شب و روز گہوڑوں کی پیٹھ پر گزرتی تہی اور جنکی خون آشام تلوار نے یورپ اور ایشیا کی سلطنتوں کو برباد کیا تہا۔

امیر تیمور نے سات حصہ اپنے لشکر کے کئے جن میں چہہ حصوں کو میمنہ اور میسرہ اور قلب پر مرتب کیا اور ایک بڑے حصہ کو اس غرض سے پیچہے رکہا کہ جہاں کہیں ضرورت ہو مدد پہنچائیں توقتمش خاں کی فوج تعداد میں بہت زیادہ تہی۔ امیر نے لڑائی سے پہلے اپنی عادت کے موافق دو رکعت نماز پڑہکر اللہ تعالےٰ سے فتح و نصرت کے لئے دعا مانگی اور اس دعا میں لشکر کے سب افسر شریک ہوئے۔ سب میں پہلے امیر سیف الدین نے اپنے سامنے کے دشمنوں پر حملہ کرکے اونکی صفوں کو درہم برہم کردیا۔ قبچاقیوں کی ایک جماعت نے امیر سیف الدین کی فوج پر پس پشت سے حملہ کیا۔ امیر جہاں شاہ نے اسیوقت اونپر حملہ کردیا اور اونکو امیر سیف الدین تک نہ پہنچنے دیا۔ امیر نے موقع پاکر کل فوجکو یکبارگی حملہ کرنیکا

حکم دیدیا۔ بہت عرصہ تک قپچاقی مغلوں نے جم کر مردانگی کی داد دی مگر آخر کار مغلوب ہو کر بہاگ گئے۔ چونکہ اس مہم میں بہت عرصہ گزر گیا تہا اور فوج بہت تھک گئی تہی امیر سمرقند کو واپس چلا آیا اور توغتمش خاں کا زیادہ تعقب نہ کیا۔

۷۹۴ھ ہجری میں امیر ان رئیسوں اور حاکموں کی گوشمالی کے لئے جو غیر حاضری کے زمانہ میں سرکش ہوگئے تھے ایران کی طرف روانہ ہوا۔ قلعہ ماہانہ کو فتح کرتا ہوا شماسان میں پہنچا وہاں کچھ دنوں آرام لیکر فارس و کردستان کے باغیوں کی سرکوبی کرتا ہوا جوزستان اور لرستان کی جانب گیا اور خرم آباد و نستر وغیرہ مقامات کو فتح کرکے شیراز میں داخل ہوا اور آل مظفر کو بغاوت کے جرم میں قتل کیا۔ ۷۹۵ھ ہجری میں وہ اصفہان میں پہنچا۔ وہاں سے اُس نے کچھ فوج دہشت قولاغی کی طرف قراتر کمانوں کے قلع قمع کے لئے روانہ کی اور کچھ لشکر کو کردستان کے کوہستان میں بہیجا کہ وہاں کے باغیوں کا انتظام کرکے روم تک تاخت کریں۔ ان فوجوں نے اپنی اپنی مقررہ مہمات کو بہت کامیابی کے ساتھ انجام دیا۔ جتنے قلعے باغیوں کے ہاتھ میں تھے اون سبکو فتح کرکے برباد کردیا اور بہت مال غنیمت حاصل کرکے امیر کے پاس لوٹ آئے۔

اس زمانہ میں سلطان احمد بغدادی کے پاس سے شیخ الاسلام عبدالرحمن سعزانی برسم رسالت امیر کے پاس آئے اور امیر نے اپنی عادت کے موافق بوجہ مقدس اور عالم ہونے کے اُن کی نہایت درجہ عزت اور تکریم کی مگر معاملہ رسالت میں شیخ الاسلام کو ناکامی ہوئی کیونکہ سلطان احمد کی طرف سے وہ یہ وعدہ نہ کر سکے کہ بغداد میں امیر کا نام خطبوں میں داخل کیا جائے۔ جب شیخ الاسلام بغداد کو لوٹ گئے امیر نے بہی اُن کے پیچہے پیچہے بغداد کی طرف کوچ کیا۔ جب وہ بقعہ ابراہیم پہنچا جہاں شیخ ابراہیم یحیی کا مزار مقدس ہے اُس نے زیارت کے بعد وہاں کے مجاوروں سے دریافت کیا کہ تم نے بغداد کی طرف قاصد کبوتر بہیجکر میرے آنے کی اطلاع کی ہے۔ جب انہوں نے اس امر کا اقرار کیا تو کہا کہ دوسرا کبوتر حاضر کرو اور اُس کبوتر کے ذریعہ سے بغداد کو یہ پیام بہیجا کہ جس لشکر کی پہلے خبر بہیجی تہی وہ امیر تیمور کا نہ تہا۔ اس کبوتر کو روانہ کرکے خود امیر تہوڑے سے سواروں کی جمعیت سے بغداد کی طرف بہت تیز روانہ ہوا اور یکایک بغداد پر پہنچگیا۔ سلطان احمد اس ناگہانی حملہ کی تاب نہ لاسکا بغیر لڑے بغداد سے بہاگ گیا۔ امیر نے موضع کسوز تک اُس کا

تعقب کیا مگر وہ ہاتھ نہ آیا اور ہمیشہ یہ افسوس کرتا رہا کہ اگر میں تساہل نکرتا اور فوج کے ساتھ اُسی وقت دریا میں گھوڑا اڑا دیتا تو سلطان احمد کو گرفتار کر لیتا۔ امیر نے کچھہ فوج اُسکے تعقب میں روانہ کی اور خود بغداد کو لوٹ آیا۔ جب بغداد کے اطراف کے فتح سے فراغت حاصل ہوگئی او قلعات تکریت وبیجہ وغیرہ مفتوح ہوگئے امیر نے دیار بکر کی طرف مراجعت کی اور وہاں قلعہ ماردین کو سخت لڑائی کے بعد فتح کیا اور وہاں سے الاتاق میں پہنچکر قلعات حامد اور اوٹینک کو تسخیر کیا اور ایک زبردست لشکر گرجستان کو بھیجا اور اوس کے پیچھے خود بھی اُسی طرف روانہ ہوا اور جو کچھہ حصہ ملک کا یورش اول میں باقی رہگیا تہا اُس کو فتح کیا۔

سنہ ۷۹۸ ہجری میں اوس نے دوبارہ قبچاق پر فوج کشی کی تیاری کی کیونکہ پہلی شکست کے بعد اس عرصہ میں توغتمش خاں نے دشت قبچاق کے کل قبایل کو مغلوب کرکے جنوبی مشرقی روس میں ایک وسیع اور زبردست سلطنت قایم کرلی تہی اور رؤسائے ماسکو کو جو روسی سلطنت کے بانی تہے اپنا محکوم کرلیا تہا۔ اس مہم کے لئے امیر نے کوہ البرز کے دامن میں ایک بڑا لشکر جمع کیا اور اس دفعہ مصمم ارادہ کرلیا کہ توغتمش خاں کو ایسی سزا دیجائے کہ پہر کبہی سرتابی کرنے کی اُس میں قوت باقی نہ رہے۔ امیر نے دربند کی راہ توغتمش خاں کے ملک پر حملہ کیا۔ توغتمش خاں نے برگشتگی عقل سے اس دفعہ اپنی سلطنت کی قوت پر غرور کرکے وہ ترکیب لڑائی کی نہ کی جو پہلے کی تہی۔ اُس نے اپنے ایک بہادر سردار قراتچی کو عہدہ منقلائی پر یعنی لشکر سے آگے دشمن کی نگرانی کرنے پر مقرر کیا۔ قراتچی نے آب بوئی کے اُس پار اپنی فوج اس نظر سے مقیم کی کہ امیر کے لشکر کو دریا سے عبور نکرنے دے۔ امیر نے اُس کے روبرو دریا سے عبور کرکے اُسپر حملہ کیا اور بھگا دیا اور کنار آب سونج پر پہنچگیا۔ یہاں سے عبور کرکے دریائے ترک کے کنارہ پر توغتمش خان کے مقابلہ میں پہنچا مگر یہاں توغتمش خاں نے مقابلہ کرنا مناسب نجانا وہ پیچھے ہٹ گیا اور کنار آب جوئی پر اپنا لشکر جمع کرکے لڑنیکیلئے مستعد ہوگیا۔ ادہر امیر تیمور نے بھی لڑائی کا سامان کرلیا۔ توغتمش خاں نے امیر کی میسرہ یعنی فوج دست چپ پر حملہ کردیا۔ امیر نے اپنے میسرہ کی مدد کی توغتمش خاں اڑکر بھاگا۔ امیر کے لشکر نے نادانی سے اُس کا دور تک پیچھا کیا اور یہی توغتمش خان کی غرض تہی۔ وہ یکایک لوٹ پڑا اور تعقب کرنے والوں میں سے اکثر کو قتل کرکے خود امیر پر حملہ کردیا۔ بارے بعض سرداروں کو امیر نے اُسی احتیاط سے روک رکہا تہا۔ وہ فوراً توغتمش خاں کے

لشکر کے مقابل ہو گئے اور گھوڑوں سے اتر کر اس قدر تیر مارے کہ دشمن اپنے حملہ میں کامیاب نہو سکا۔ چند مرتبہ انہوں نے امیر پر حملہ کئے مگر ہر دفعہ امیر اسقدر تیر برسے کہ وہ ناکام لوٹ گئے۔ جب امیر نے دیکھا کہ دشمن کے حملے اب ضعیف ہو گئے اس نے امیرزادہ محمد سلطان کو حکم دیا کہ دشمن پر حملے کرے اس سے توغتمش خاں کے حملوں کی شدت رُک گئی اور لڑائی کی حالت امیر کی طرف سے درست ہو گئی۔ امیر نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ توغتمش خاں کی فوج کے میسرہ پر حملہ کیا جائے۔ امیر جہاں شاہ اور امیر سیف الدین نے اُن پر حملہ کرکے اُن کو منتشر کردیا اور اس قدر قتل کیا کہ اُن کو دوبارہ لڑنے کی قوت نہ رہی۔ اس انتشار کو دیکھکر امیر نے اپنی کل لشکر کو حملہ کرنے کا حکم دیدیا۔ اس حملہ سے دشمن کے قدم اُکھڑ گئے مگر توغتمش خاں اور جوچی نژاد شہزادے اپنی خاص جمعیت کے ساتھ پھر بھی مقابلہ میں کھڑے رہے۔ امیر عثمان عباس نے اُن پر حملہ کیا اور اس قدر سخت لڑائی یہاں ہوئی کہ طرفین میں غالب و مغلوب کی تمیز نہوتی تھی۔ جانبین سے صدہا آدمی ہلاک ہوئے۔ توغتمش خاں کی یہ آخری کوشش تھی۔ جب وہ اس میں بھی ناکام رہا خود بھی لشکر کے ساتھ بھاگ نکلا۔ اب امیر نے توغتمش کی فوج کو کہیں جمع ہونے کا موقع نہیں دیا اور کنار آب اجل تک اُن کا تعاقب کیا۔ یہاں ارس خاں کا بیٹا جو پہلے قپچاق کا حاکم تھا امیر سے آملا اور امیر نے اُس کے ساتھ بہت فوج کردی اور کل مفتوحہ ملک پر اسکو قابض کردیا۔ اس شکست سے توغتمش خاں کی قوت ہمیشہ کے لئے لوٹ گئی اور روسی سلطنت کی بنیاد پڑ گئی۔ اس لئے روسی سلطنت کا اصل بانی امیر تیمور کو سمجھنا چاہئے جیسا کہ آگے روسی سلطنت کے حالات کے پڑھنے سے معلوم ہوگا۔

اگرچہ اس فتح کے بعد قپچاق میں کہیں دشمن کی کسی بڑی فوج سے پھر مقابلہ نکرنا پڑا مگر سردی کی اذیت دشت و بیابان کی صعوبت دریا و کوہستان کی دشوار گزاریاں اور ہر قدم پر رہزنوں سے اور دشمن کی چھوٹی چھوٹی جماعتوں سے لڑنا اور اُن کی دست بُرد سے ہر وقت ہوشیار رہنا یہ سب دشمن کی بڑی سے بڑی جنگ سے کچھ کم نہ تھے۔ اس کام میں پورا ایک سال لگا۔ اس سے فراغت پاکر امیر تیمور نے دربند کی راہ مراجعت کی اور شہر سبز میں کچھ دنوں اپنے لشکر کو آرام دیا۔ سنہ ہجری میں امیر نے ہندوستان پر حملہ کیا اور اس کا سبب یہ ہوا کہ امیر نے قندز و کابل و

غزنین و قندھار کا ملک ہندوستان تک امیرزادہ پیر محمد جہانگیر کے سپرد کیا تھا۔ امیرزادہ نے ہندوستان پر حملہ کرکے ملتان کا محاصرہ کیا تھا اور ملتان کے فتح ہونے میں چھ ماہ کا عرصہ لگ گیا تھا اس لئے اُسکی امداد کے لئے ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ راہ میں امیر کو یہ معلوم ہوا کہ کافران سیاہ پوش اور کافران کتور گرد و نواح کے مسلمانوں کو بہت تکلیف دیتے ہیں اور اُن سے سالانہ خراج وصول کرتے ہیں اس لئے امیر نے تھوڑی سی فوج سے ان کوہستانیوں پر حملہ کیا۔ موضع پیریان میں پہنچکر امیر نے امیرزادہ رستم اور برہان اغلان کو دو ہزار کی جمعیت سے دست چپ کی طرف کافران سیاہ پوش کے ملک کی طرف بھیجا اور خود پیادہ ہوکر کتور کے پہاڑ پر چڑھ گیا۔ وہاں کی برف سے گھوڑوں کو اور فوج کو سخت تکلیف پہنچی۔ آخرکار ایک بلند کوہ پر پہنچے جہاں سے نیچے اُترنے کی راہ نہ تھی۔ فوج نے یہاں سے برف پر پھسل کر اپنے تئیں نیچے پہنچایا اور اسی طرح امیر تیمور بھی بہزار مشکل دامن کوہ میں پہنچا۔ یہاں اُن کا ایک قلعہ اعلاعین نامی تھا۔ اس قلعہ کے اُس طرف ایک نہایت بلند پہاڑ تھا۔ کافرون نے قلعہ سے اپنا کل سامان پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا دیا تھا۔ جب یہ قلعہ فتح کیا گیا یہاں کچھہ نہ نکلا۔ امیر نے فوج کو حکم دیا کہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنا چاہئے۔ چنانچہ کل فوج یلغار کرکے چاروں طرف سے پہاڑ پر چڑھ گئی اور اُن کوہستانیون مین سے بہت لوگون کو قتل کیا۔ چوتھے روز انہون نے امان طلب کی اور دین اسلام قبول کیا مگر اُسی رات کو انہون نے مسلمانون پر شبخون مارا اور اس سبب سے دوسرے روز پہاڑ پر اُن میں قتل عام کیا گیا اور اُن کے بال بچے گرفتار کر لئے گئے۔ چونکہ اب تک امیرزادہ رستم کی فوج واپس نہ آئی تھی اور نہ اُنکی خبر ملی تھی امیر نے یہان سے کچھہ فوج اُن کی جستجو میں سیاہ پوشوں کے قلعہ کی طرف بھیجی۔ کتور کے ایک آدمی کی رہنمائی سے یہ فوج بہزار مشکل اُن کے قلعہ تک پہنچی۔ وہان یہ حال معلوم ہوا کہ امیرزادہ رستم وغیرہ کو غفلت میں پاکر سیاہ پوشوں نے یکایک دروں میں سے نکلکر اُن پر حملہ کیا اور اُن میں سے اکثر کو شہید کر ڈالا تھا باقی فوج بھاگ گئی تھی۔ جس وقت یہ تازہ فوج امیرزادہ رستم کی تلاش میں اُس مقام پر پہنچی جہان یہ لڑائی ہوئی تھی وہان کافرون سے مقابلہ ہوا اور مسلمانون نے اونکو کامل شکست دیکر بھگا دیا اور شکست خوردہ فوج سے جا ملے اور وہان سے امیر کے پاس

چلے آئے۔ اٹھارہ روز کی لڑائی اور مسافت کے بعد امیر اس کوہستان سے باہر نکلا اور وہان ایک بڑا قلعہ تیار کرایا۔ اس سے فراغت پاکر امیر ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ بالنوکی راہ دریائے سندھ پر پہنچا اور ایک پل تیار کرکے دریا سے عبور کیا۔ امیرزادہ پیر محمد کی مدد کے لئے کچہہ فوج ملتان کو بھیجی۔ سندہ سے پار ہوکر اس نے شہر تولمبا کو فتح کیا۔ اُسکی فوج نے شہر والون سے کسی امر پر جہگڑا کرکے وہان قتل عام کیا اور شہر کو لوٹ لیا۔ اس عرصہ مین پیر محمد نے ملتان فتح کرلیا اور وہان کچہہ فوج چہوڑ کر وہ ستلج پر امیر سے آملا۔ تولمبا سے امیر بٹنیر مین آیا اور وہان بہی قتل عام کرکے اُسکی فوج نے شہر کو لوٹ لیا۔ یہان سے وہ سمانا ہوتا ہوا دہلی مین پہنچا۔ دہلی کو محمود تغلق کو شکست دیکر شہر کو ۸۰۱ھ ہجری مین فتح کرلیا اور محمود تغلق گجرات کو بہاگ گیا۔ باشندون مین اور امیر تیمور کے بعض سپاہیون مین کچہہ تکرار ہوگئی اور رفتہ رفتہ وہ تکرار زیادہ بڑہ گئی اس سبب سے لشکر نے پانچ روز تک دہلی مین قتل عام کیا اور شہر کو لوٹ لیا۔ امیر تیمور دہلی سے بہت سے سنگ سازون کو اور معمارون کو سمرقند مین عمارتین بنوانے کے لئے ساتھ لیگیا۔ دہلی سے وہ میرٹھ ہوتا ہوا ہردوار مین پہنچا اور وہان گنگا سے عبور کرکے جمّو مین آیا اور جمّو سے وہ اوسی راستہ سے اپنے ملک کو لوٹ گیا جدہر سے آیا تہا۔

سنہ ۸۰۲ھ مین امیر تیمور یورش ہفت سالہ پر سمرقند سے روانہ ہوا کیونکہ گرجستان اور آذربائیجان مین میران شاہ کافی انتظام نکرسکا تہا اور سلطان احمد نے جو دشت قبچاق کی مہم کے زمانہ مین قرا یوسف ترکمان کی مدد سے بغداد پر ازسرنو قابض ہوگیا تھا گرجیون کی امداد سے تمام عراق عجم اور گرجستان مین فساد برپا کر رکہا تھا۔ امیر نے عین زمانہ برف مین گرجستان پر حملہ کیا اور تمام ملک کو قتل و غارت کردیا۔ یہان سے اُس نے ایک لشکر بغداد کی طرف بہیجا۔ سلطان احمد اور قرا یوسف بغداد کو چہوڑ کر بہاگ گئے اور سلطان بایزید ایلدرم قیصر روم کے پاس چلے گئے۔

امیر نے قیصر کے پاس ایک خط اس مضمون کا روانہ کیا کہ ہم تمسے دشمنی کا برتاؤ نہین کرنا چاہتے کیونکہ تم نصرانیوں پر جہاد کرنے مین مصروف رہتے ہو اور دین اسلام کی اشاعت کرتے رہتے ہو اگر ہماری لشکرکشی سے ممالک اسلام مین خرابی واقع ہوئی تو دشمنان دین کو توت

حاصل ہو جائیگی - لہذا تمکو مناسب ہے کہ ہم سے خصومت نکرو اور ہمارے دشمنونکو پناہ ندو -
مگر سلطان ایلدرم خود بہت بڑا فاتح تہا یہان اُس نے سلطان کے صلح آمیز پیام کا جواب بدرشتی دیا
اس لئے امیر تیمور نے قیصر کے ملک پر حملہ کرنے کی تیاری کی اور ارزنجان سے روانہ ہو کر سیواس کو
فتح کیا اور اناطولیہ کے ترکمانون کو شکست دیکر ملاطیہ کے اکثر قلعون کو فتح کیا مگر اس اثنا مین
مین شاہ مصر نے امیر کے ایلچیون کو قید کر لیا اور امیر نے قیصر کی مہم کو ملتوی کر کے پہلے مصر کے
بادشاہ سے اپنی توہین کا بدلہ لینے کا مصمم ارادہ کر لیا اور حلب کی طرف مڑ گیا - راہ مین قلعہ بہسنی
کو جو نہایت مستحکم قلعہ تہا فتح کر کے حلب کا محاصرہ کر لیا - یہان بہت بڑی لڑائی ہوئی - حلب کو
فتح کر کے وہ حمص اور بعلبک پر بڑہا اور اُنکو مسخر کر کے وہ دمشق کی طرف روانہ ہوا اور ایک
خونریز لڑائی کے بعد ملک فرخ مصر کو بہاگ گیا اور دمشق پر امیر کا قبضہ ہو گیا - قبضہ کے کچہہ
دلون بعد امیر تیمور کو یہ خیال آیا کہ اس ملک مین اس قدر بڑے بادشاہ گزرے مگر اسوقت تک
کسیکو یہ توفیق نہوئی کہ حضور انور کے ازواج مطہرہ کے مزارون پر کوئی عمدہ عمارت بنائے
معلوم ہوتا ہے کہ یہان کے لوگ بہت شقی القلب ہین اور اسی سبب سے ان لوگون نے حضرت
امام حسین علیہ السلام سے یزید کے مقابلہ مین اتفاق نہ کیا - امیر نے تمام شہر کو برباد کرنے کا حکم
دیا اور قتل عام کیا گیا - دمشق سے لشکر شام مین ہر چہار طرف پہیل گیا اور ملک سے بہت مال
غنیمت حاصل کیا - امیر دمشق سے حلب کو لوٹ آیا اور وہان سے موصل کی راہ بغداد مین
پہنچا جہان فرخ نے بغاوت کی تہی - اُسکو فرو کر کے امیر قراباغ مین پہنچا وہان بایزید ایلدرم
کے کچہہ ایلچی امیر کے پاس آئے اور صلح کرنے کی خواہش ظاہر کی - امیر نے ایلچیون سے بہی وہی
بات کہی جو پہلے لکہکر بہیجی تہی کہ ہم خود نہین چاہتے کہ قیصر سے لڑائی ہو کیونکہ وہ ہر وقت نصاریٰ
سے جہاد کرتا رہتا ہے - پس ہم چاہتے ہین کہ قیصر قرا یوسف کو جو ایک بد دین ترک ہے یا مار ڈالے
یا ہمارے پاس قید کر کے بہیجدے یا اُسکو اپنے ملک سے نکالدے اور کماخ کا قلعہ ہم کو دیدے -
ابہی ایلچی رخصت نہ ہوئے تہے کہ یہ خبر پہنچی کہ قرا یوسف ایلدرم کے پاس سے چلا گیا - امیر نے
ایلچیون سے کہا کہ اب قیصر اُسکے متعلقین کو ہمارے پاس بہیجدے - ایلچیون کو رخصت کر کے
امیر نے جواب کے انتظار مین گرجستان پر فوج کشی کی اور اُن کے چند مستحکم قلعے فتح کئے -

جب جواب مین زیادہ دیر لگی امیر نے کماج کے قلعہ پر حملہ کرکے اُسکو فتح کرلیا - اس عرصہ مین ایلدرم
کے پاس سے جواب بہی آگیا جو تسلی بخش نہ تہا - امیر نے ناچار بادل ناخواستہ قیصر کے ملک پر حملہ کیا
کیونکہ امیر ایک جوشیلا مذہبی آدمی تہا اور وہ خوب جانتا تہا کہ اس لڑائی کے چہڑنے سے مسلمانونکے
جہاد مین خلل پڑ جائیگا - بلکہ امیر کی یہ دلی خواہش تہی کہ وہ قیصر کو جہاد مین مدد دے چنانچہ جب
ایلچیون سے ایلدرم کا جواب سُنا تو افسوس ظاہر کیا کہ قیصر نے ہماری نصیحت نہ مانی - ہم چاہتے تہے کہ
اُسکا ملک جو مغربی مسلمانون کے لئے پشت پناہ ہے خراب نہو اور اسلامی سلطنت مین ضعف نہ
آئے مگر معلوم ہوتا ہے کہ خدا ہی کو یہ منظور ہے اس سے ہم بہی ناچار ہین اور اسکے بعد بہی اس نے
دشت سیواس مین اپنے لشکر کی کثرت اور آراستگی ایلچیون کو دکہا کر رخصت کیا تاکہ وہ قیصر کو
متنبہ کرین اور ایلچیون سے کہا کہ ہم اب بہی نہین چاہتے کہ روم کو ہمارے لشکر سے آسیب پہنچے
اگر قیصر طہرتن کے متعلقین کو ہمارے پاس بہیجدے اور اپنے ایک بیٹے کو بہی ہمارے پاس بہیجدے
تو ہم اُسکے ملک سے واپس چلے جائینگے اور اُس کے بیٹے کو اپنے فرزندون کی طرح رکہینگے -
ایلچیون کو روانہ کرکے امیر قیصریہ سے انگورا کی طرف روانہ ہوا - بایزید ایلدرم بہی میدان مین امیر
سے طاقت آزمائی کرنے کا خواہشمند تہا وہ ایک نہایت جرار اور آزمودہ کار لشکر کے ساتہہ انگورا
پر پہنچا - اگرچہ بایزید کا لشکر تعداد مین بہت کم تہا لیکن یورپ کی فتوحات سے بہت دلیر اور
آزمودہ کار تہا - انگورا پر دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا - دن بہر کی لڑائی کے بعد امیر کے لشکر نے
رومیون کے قلب کو چارون طرف سے گہیر لیا اور بایزید اور اُس کے دو بیٹے مصطفےٰ اور موسےٰ گرفتار
ہوگئے - اور لوگ قیصر کے ہاتہہ باندہ کر اُسکو امیر کے پاس لائے کہتے ہین کہ امیر نے اول تو چند سخت
کلمات قیصر کو کہے مگر بعد مین بایزید کی عزت اور آبرو مین کوئی دقیقہ فروگزاشت نکیا - اس فتح
کے بعد امیر نے روم کے مختلف حصون کی طرف اپنے لشکر کے متفرق دستے روانہ کئے - چونکہ
اب تمام مملکت روم مین نہ فوج باقی تہی اور نہ کوئی لڑانے والا رہا تہا اس لئے برسا اور قونیہ
مقامات بغیر لڑائی کے ہاتہہ آگئے - اس کے بعد امیر نے ازمیر کے قلعہ کو جو نصرانیون کا ایک
نہایت درجہ مستحکم قلعہ تہا اور اب تک سلاطین روم سے تسخیر نہو سکا تہا فتح کیا -
۸۰۵ھ ہجری مین بایزید ایلدرم نے شہر آق مین وفات پائی اور امیر نے عیسےٰ چلپی بایزید کے بیٹے کو

اُس کے باپ کی جگہ مقرر کیا۔
اس کے بعد امیر نے سرحد روم سے قراتر کمانون کی قوم کو ماوراء النہر مین لاکے آباد کیا تاکہ مغربی سرحد پر امن قایم رہے۔

امیر نے روم سے گرجستان کی راہ مراجعت کی اور اکثر قلب اور مستحکم مقامات کو جو ابھی تک نظر انہون کے تحت مین تہے فتح کیا اور حاکم انجاز نے جزیہ دینا قبول کیا - علاوہ ازین ایک لشکر بغداد کو اس لئے بہیجا کہ قرا یوسف ترکمان نے شاہ احمد کو شکست دیکر بغداد پر تسلط کرلیا تہا۔ قرا باغ سے امیر نے ایک فوج فیروزکوہ کو بہیجی اور دوسری فوج دامغان مین قراتاتاریون کی بغاوت کے فرو کرنے کے لئے روانہ کی اور خود سمرقند کو چلا گیا - یہان موسم سرما گزار کے امیر نے ایک بہت بڑا لشکر تاسکنت اور اترار مین اس غرض سے جمع کیا کہ ملک ختا پر جہاد کرے مگر اُس کی عمر نے وفا نہ کی اور یہ مہم سرانجام نہ پائی - دسوین شعبان ۸۰۷ھ ہجری مین اُس نے بعارضہ تپ محرقہ انتقال کیا اور سمرقند مین مدفون ہوا۔

تیمور کا قد لمبا سر بہت بڑا کشادہ پیشانی رنگ سُرخ و سفید اور سر کے بال مان کے پیٹ سے سفید تہے اور اپنے کانون مین دو نہایت قیمتی موتی پہنے رہتا تہا۔ اوس کا چہرہ ہر وقت بہت سنجیدہ بلکہ افسردہ رہتا تہا۔ ہنسی اور خوش طبعی اور دروغگوئی سے اوسکو قاطع بدن دشمنی تہی - امیر تیمور جب ایکدفعہ حکم دیدیتا تہا تو پہر اُسکو کبہی منسوخ نہ کرتا تہا - اُسکو نہ گزشتہ کا افسوس ہوتا تہا نہ آیندہ کے خیال سے خوشی ہوتی تہی - اوسکو شاعرون سے اور مسخرون سے مطلق شوق نہ تہا - اطبا اور منجمین اور فقہا اور محدثین اور علی الخصوص صوفیون سے بہت رغبت تہی اور درویشون کا بہت معتقد تہا اوسکو نامور آدمیون کی سوانح عمری سے اور کتب تواریخ سے اور لڑائیون کے کارنامون سے بہت شوق تہا اوسکا حافظہ نہایت زبردست تہا اور تین زبانین جانتا تہا - ترکی - فارسی اور مغلی - چغتائی زبان کو اسی کے زمانہ مین فروغ ہوا - جو مختلف قوانین اور احکام اُس نے جاری کئے اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ملکی اور جنگی قوانین سے خوب واقفیت رکہتا تہا - غیر ممالک کے حالات کی اوسکو بہت جستجو رہتی تہی اور اُن کے پورے پورے حالات دریافت کرنے کے لئے وہ سیاحون کو بہت دور دور بہیجتا رہتا تہا۔

امیر تیمور کی وفات کے وقت پیر محمد قندہار میں تہا اور خلیل سلطان تاشکند میں موجود تہا وہ فوراً سمرقند کی طرف روانہ ہوگیا اور امرا کی مدد سے ۸۰۷ ہجری (۱۴۰۵ء) میں تخت نشین ہوگیا۔ خراسان اور مازندران و سیستان میں شہزادہ شاہرخ کو تخت نشین کیا گیا۔ شہزادہ شاہرخ نے ہرات کو مستحکم کرکے سمرقند کی طرف فوج کشی کی۔ آخر کار یہ امر قرار پایا کہ ماوراء النہر کی حکومت پر سلطان خلیل برقرار رہے اور پیر محمد اوسکا وارث ہو۔

شاہرخ امیر خلیل سے مصالحت کرکے سمرقند سے ہرات کو لوٹ آیا اور سلطان خلیل ماوراء النہر کا حاکم تسلیم کیا گیا۔ امیرزادہ میران شاہ کے بیٹے امیرزادہ عمر اور امیرزادہ ابابکر کو امیر تیمور نے بغداد کی حکومت دی تہی۔ امیر کی وفات کے بعد امیرزادہ عمر نے امیرزادہ ابابکر کو قید کرلیا مگر اوس نے یکایک رہائی پاکر سلطانیہ پر قبضہ کرلیا۔ دونوں بہائیوں میں سخت لڑائی ہوئی اور ابوبکر کو فتح ہوئی اور عمر شاہرخ کے پاس بہاگ کر چلا گیا۔

امیرزادہ پیر محمد ابن شہزادہ عمر شیخ امیر تیمور کی وفات کے وقت فارس کا حاکم تہا اور اوس کا ایک بہائی اصفہان میں اور دوسرا ہمدان میں حاکم تہا۔ جب امیر کی وفات کی خبر شیراز میں پہنچی امیرزادہ پیر محمد نے خاقان سعید امیرزادہ شاہرخ کی متابعت اختیار کی اور کرمان پر فوج کشی کرکے امیر ایدکو کو مغلوب کیا۔

امیرزادہ سلطان حسین نے سمرقند پر لشکر کشی کی اور کش کے نزدیک خلیل سلطان سے شکست کہا کے (۸۰۸ ہجری) خاقان سعید کے پاس بہاگ آیا۔ خاقان سعید نے اوسکو قتل کروا ڈالا۔ امیر سلیمان شاہ حاکم طوس نے شہزادہ سلطان حسین کے قتل ہونے سے بغاوت کی اور شاہرخ نے طوس پر حملہ کرکے اوس ولایت کو فتح کرلیا اور سلیمان سمرقند کو بہاگ گیا۔

اس کے بعد شاہرخ خاقان سعید نے میرزا الغ بیگ اور امیر شاہ ملک کو اندخود اور شبرغان کی حکومت پر روانہ کیا۔ خلیل سلطان نے ان پر حملہ کیا اور پیر محمد نے اُن کی مدد کی مگر خلیل سلطان نے ان سب کو شکست دیکر بہگا دیا۔ امیر خاقان سعید شاہرخ نے اندخود اور شبرغان پر لشکر کشی کی مگر وہان لڑائی کی نوبت نہ پہنچی اور صلح ہوگئی۔

شاہرخ نے پیر شاد اور سید خواجہ وغیرہ کی بغاوت کو فرو کرکے تمام جرجان اور مازندران کو

فتح کرلیا اور وہان کا حاکم مرزا عمر پسر مرزا میران شاہ کو مقرر کیا - مرزا عمر نے تھوڑے دن بعد بغاوت کی اور آخرکار لڑائی مین زخمی ہوکر مرگیا -

بلخ مین پیر علی تاز نے بغاوت کرکے مرزا پیر محمد جہانگیر کو قتل کروا ڈالا اور بلخ پر قبضہ کرلیا ۸۱۱ھ مین شاہرخ نے بلخ پر فوج کشی کی - پیر علی تاز بلخ سے بھاگ گیا اور شاہرخ نے قبضہ کرلیا - پیر علی بدخشان مین قتل کیا گیا -

جب مرزا ابوبکر نے مرزا عمر پر فتح پائی اور تبریز وغیرہ ممالک پر قابض ہوگیا وہ عیش و آرام مین مبتلا ہوگیا جس سے اسکی حکومت مین بہت کچھ خلل پڑ گیا - اسی زمانہ مین سلطان احمد اور قرا یوسف ترکمان شاہ مصر کے پاس سے رخصت ہوکر عراق عرب مین آئے اور بغداد پر قابض ہوگئے - یہ سنکر ابوبکر نے بغداد پر حملہ کیا مگر قرا یوسف نے تین روز کی لڑائی کے بعد اوسکو بہت بڑی شکست دی - ابوبکر شکست کھاکر سلطانیہ کو لوٹ آیا اور وہان فوج تیار کرکے دوبارہ قرا یوسف پر حملہ کرکے شکست کھائی - اس لڑائی مین میران شاہ قتل ہوا اور سلطانیہ اور ہمدان وغیرہ صوبے قرا یوسف کے قبضہ مین آگئے - مرزا ابوبکر وہان سے بھاگ کر سیستان مین پہنچا اور وہان کے حاکم کی مدد سے اوس نے کرمان پر لشکرکشی کی اور سلطان اویس والی کرمان کی لڑائی مین مارا گیا -

مرزا اسکندر اور مرزا رستم نے ملک شیراز پر چڑھائی کی اور مرزا پیر محمد نے اونکو شکست دی - وہ دونون خراسان کو بھاگ گئے - وہان سے مرزا رستم شاہرخ کے پاس چلا آیا اور مرزا اسکندر نے پیر محمد سے صلح کرکے تمام فارس کو فتح کرلیا -

قرا یوسف ترکمان سے اور احمد جلایر سے بغداد مین لڑائی ہوگئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان احمد اور اُسکے بیٹے قتل ہوئے اور قرا یوسف کا بیٹا شاہ محمد بغداد اور تمام عراق پر قابض رہا -

مرزا خلیل سلطان امیر تیمور کے انتقال کے وقت تاشکند مین ایک بڑے لشکر کی افسری پر مامور تھا - اوس کے ماتحت امرا نے اوسکو تاج و تخت کا وارث قرار دیکر سمرقند کے تخت پر بٹھا دیا - اور امیر تیمور کا کُل خزانہ اوسکے ہاتھ آیا مگر اوس نے چار سال کے عرصہ مین اوسکو صرف کرڈالا وہ اپنی منکوحہ شاد ملک پر اس قدر فریفتہ تھا کہ کوئی کام بغیر اوسکی مشورت کے نکرتا تھا - اس بات سے اوس کے امرا اوس سے اس قدر ناراض ہوگئے کہ آخرکار خداداد نامی ایک امیر نے

اوس سے بغاوت کی اور اوسکو گرفتار کرلیا - جب یہ خبر امیر سعید شاہرخ کو پہنچی اوس نے سمرقند پر لشکرکشی کی - خداداد سمرقند سے بہاگ گیا اور مغلستان مین مارا گیا - خداداد کے قتل ہونیکے بعد سلطان خلیل نے قید سے رہائی پائی اور عہد و پیمان کے بعد شاہرخ کے پاس چلا آیا - امیر سعید نے سمرقند کی حکومت مرزا الغ بیگ کو دی اور حصار اور شادمان مرزا احمد سلطان کو اور قندہار و کابل و غزنین مرزا قیدو کو اور بلخ و طخارستان اور بدخشان ابراہیم سلطان کو دیا گیا - مرزا اسکندر نے جو پیر محمد کے بعد فارس کا حاکم مقرر کیا گیا تہا بغاوت کی اور معرض قتل مین آیا اور اوس کا ملک مرزا رستم کو دیا گیا -

قرا یوسف کے جانشینون سے ۸۱۱ھ ہجری مین جنگ شروع ہوگئی اور شاہرخ نے بہت لڑائیون کے بعد انپر فتح پائی اور قرا ترکمانون کی قوت توڑ دی گئی -

ماوراء النہر کی حکومت پر شاہرخ نے مرزا الغ بیگ کو مقرر کیا تہا - یہ بادشاہ نہایت عالم اور عالم دوست تہا اپنی ریاضی دانی کے لئے یہ آجتک ایشیا مین مشہور ہے - جو سیارون کے اور ستارون کے نقشے اُس نے تیار کئے تہے وہ بہت صحیح تہے اوس نے سمرقند مین ایک رسد تیار کی تہی جسکے آثار ابتک موجود ہین - چونکہ خود عالم تہا اُس نے اپنے دربار مین بہت بڑے بڑے عالم جمع کئے تہے اور اُس کے سبب سے سمرقند کی علمی ترقی اندلس کے بہترین زمانہ کی علمی ترقی سے ہم پایہ ہوگئی تہی - سمرقند اور بخارا مین اُس نے دو بہت بڑے مدرسے تیار کرائے تہے اور مساجد اور دیگر عمدہ عمارات سے سمرقند کو بہت آراستہ کیا تہا - اڑتیس سال تک اوس کے عہد مین ماوراء النہر مین امن رہا اسلئے ہر طرح کی ترقیان ملک مین ہوتی رہین - ۸۲۸ھ ہجری مین اُس نے مغلستان پر فوج کشی کی اور محمد اغلان والئی جتہ کو بہت بڑی شکست دی - اس کے بعد اس نے دسقناق پر حملہ کیا مگر براق اغلان والئی دسقناق سے شکست کہائی - یہ سنکر شاہرخ الغ بیگ کی اعانت کے لئے ہرات سے فوج لیکر دسقناق مین پہنچا اور براق اغلان کو ملک سے نکالدیا -

۸۵۰ھ ہجری مین شاہرخ کا انتقال ہوگیا اور ملک مین ازسرنو فساد شروع ہوگیا - مرزا علاء الدولہ ہرات مین موجود تہا اوس نے شہر سبز پر قبضہ کرلیا اور شاہرخ کے خزانہ سے فوج جمع کرنی شروع کردی - مرزا عبداللطیف مرزا الغ بیگ کا بیٹا شاہرخ کی وفات کے وقت لشکر مین موجود تہا

اوس نے بہی تخت کا دعویٰ کیا۔ مگر عبداللطیف سے اہل لشکر راضی نہ تہے۔ انہون نے اوسکو قید کرکے علاؤالدولہ کے پاس پہنچا دیا۔ مرزا الغ بیگ نے ہرات پر لشکرکشی کی مگر بلخ مین پہنچکر علاؤالدولہ اور الغ بیگ مین صلح ہوگئی اور علاؤالدولہ نے صلح کے شرائط کے موافق عبداللطیف کو قید سے رہا کردیا۔

مرزا محمد عالم بابر جرجان مین حاکم تہا وہ بہی فوج لیکر خراسان پر بڑہا اور راہ مین استرآباد اور ساری مقامات کو فتح کیا (۸۵۲ھ)

جو صلح علاؤالدولہ اور الغ بیگ مین ہوئی تہی وہ چندروز قایم رہی اور بلخ پر دونون مین بہت بڑی جنگ ہوئی جس مین علاؤالدولہ کو شکست ہوئی اور وہ بہاگ کر اپنے بہائی مرزا بابر کے پاس استرآباد کو چلا گیا اور مرزا الغ بیگ نے ہرات پر قبضہ کرلیا۔ جب کچہہ عرصہ بعد مرزا الغ بیگ سمرقند کو واپس چلا گیا بابر نے ہرات پر قبضہ کرلیا۔

مرزا الغ بیگ نے بلخ کا صوبہ اپنے بیٹے عبداللطیف کو دیدیا تہا۔ وہ کسی سبب سے اپنے باپ سے ناراض ہوگیا اور بغاوت اختیار کرکے ماوراءالنہر کو خراب و برباد کرنا شروع کیا۔ جب رعایا نے بہت فریاد کی الغ بیگ نے اپنے چہوٹے بیٹے عبدالعزیز کو سمرقند مین چہوڑا اور خود بلخ کی طرف عبداللطیف کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ اسکی غیرحاضری مین مرزا سلطان ابوسعید نے ارغون قوم کی مدد سے سمرقند کا محاصرہ کرلیا۔ یہ سنکر مرزا الغ بیگ سمرقند کو واپس چلا آیا اور ابوسعید ارغون کو چلا گیا۔ عبداللطیف نے موقع پاکر شہر کش کو فتح کرلیا اور سمرقند پر بڑہا۔ الغ بیگ نے بیٹے کا مقابلہ کیا اور اوس سے شکست کہائی۔ الغ بیگ اور عبدالعزیز گرفتار ہوگئے اور عبداللطیف نے دونون کو قتل کروا ڈالا مگر باپ اور بہائی کے قتل کے بعد وہ بہت دن تک زندہ نرہا۔ الغ بیگ کے بعض نوکرون نے اپنے آقا کے خون کے بدلہ مین اُسکو مار ڈالا اور اوسکی جگہہ مرزا عبداللہ کو تخت پر بیٹہایا۔ مرزا سعید پیران شاہ نے موقع پاکر پہر ارغون سے سمرقند پر حملہ کیا اور عبداللہ کو شکست دیکر اُسے قتل کرڈالا اور سمرقند کو فتح کرکے ماوراءالنہر کا بادشاہ ہوگیا۔

ادہر مرزا بابر اور مرزا سلطان محمد اور علاؤالدولہ مین متواتر لڑائیان ہوتی رہین۔ مرزا بابر نے

موضع چنار پر سلطان محمد کو شکست دیکر اسے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد مرزا بابر اور سلطان سعید مین لڑائی ہوئی مگر کسی کو غلبہ نصیب نہین ہوا اور آخر کار یہ فیصلہ ہو گیا کہ ماوراء النہر اور ترکستان مرزا سعید کے تخت مین رہے اور باقی سلطنت مرزا بابر کے قبضہ مین رہے۔ سنہ ۸۶۱ ہجری مین مرزا بابر مر گیا اور سنہ ۸۷۳ ہجری تک ابوسعید کے قبضہ مین خراسان و افغانستان و ایران آگئے۔ سنہ ۸۷۲ ہجری مین اُس نے حسن بیگ نامی ایک ترک کی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے آذربائیجان پر فوج کشی کی اور وہان شکست کہا کر گرفتار ہو گیا اور قتل کیا گیا۔ سلطان سعید کی جگہہ ماوراء النہر مین سلطان احمد تخت نشین ہوا اور ہرات مین حسین مرزا بایقرا جانشین ہوا۔ سلطان احمد ستائیس سال تک ماوراء النہر مین حکومت کرتا رہا۔ یہ بادشاہ اندرون ملک کے انتظام مین بہت مصروف رہا اور دوسرے ملکون کے فتح کرنے کی طمع کبھی نہین کی۔ اس سبب سے ملک مین بہت امن و امان رہا اور سمرقند مین بہت خوبصورت اور عالیشان عمارتین تیار ہوئین جو الغ بیگ کی عمارتون سے کسی طرح کم نہ تہین۔

سلطان حسین مرزا بایقرا سلطان سعید کے قتل کے بعد فوراً ہرات کو چلا گیا اور وہان بغیر مخالفت کے تخت نشین ہو گیا۔ سنہ ۸۷۵ ہجری مین مرزا یادگار محمد نے ہرات پر حملہ کیا اور شکست کہائی مگر دوبارہ امیر حسن بیگ کی اعانت سے اُس نے ہرات کو فتح کر لیا اور کچہہ دن بعد وہان مر گیا۔ اوسکی وفات کے بعد سلطان حسین پہر ہرات پر قابض ہو گیا اور سلطان محمود کو شکست دیکر سمنان کو فتح کر لیا۔ سنہ ۹۱۱ ہجری مین سلطان حسین بایقرا نے انتقال کیا۔

سنہ ۸۹۹ ہجری مین سلطان احمد نے وفات پائی اور ماوراء النہر کی حکومت کے لئے اوسکی اولاد مین فساد برپا ہوا۔ اوس کے بہائی سلطان محمد نے اُس کے پانچون بیٹون کو مار ڈالا اور خود تخت پر بیٹہہ گیا مگر چہہ ماہ کے بعد مر گیا۔ اوس کے مرنے کے بعد پہر سمرقند کے تخت کے لئے اوس کے بیٹون مین لڑائی ہوئی۔ پہلے بایسنقر تخت پر بٹہایا گیا اوس کے بعد اوس کا بہائی سلطان علی قابض ہو گیا اور بایسنقر سمرقند سے بہاگ گیا اور سنہ ۹۰۵ ہجری مین مر گیا۔

بایسنقر کی وفات کے بعد مرزا بابر نے تخت کا دعویٰ کیا اور کچہہ دنون تک سلطان علی سے لڑتا رہا مگر سنہ ۹۱۱ ہجری مین شیبانی خان سمرقند پر قابض ہو گیا اور ماوراء النہر کی حکومت

تیمور کے خاندان سے ایک سو چالیس ۱۴۰ برس بعد ہمیشہ کے لئے نکل گئی۔
تیمور یہ خاندان کے عہد سلطنت مین جو ترقی سمرقند اور بخارا بلکہ تمام وسط ایشیا مین ہوئی وہ اسلامی تاریخ مین فرد ہے۔ اندلس کے بہترین زمانہ کی اسلامی ترقی سے وہ کسی طرح کم نہ تھی تیمور کے خاندان کے کل شہزادے عالم اور زیادہ تر عالم دوست ہوئے اُنہون نے اپنے دربارون مین دنیا کے بہترین مسلمان عالم جمع کئے اور حصول علم مین سب کو بہت مدد دی انکی اعانت اور قدردانی سے بخارا اور سمرقند اور بلخ اور مرو مین ایسے عالم مسلمان پیدا ہوئے کہ اُنکی تصنیفات آج تک اسلامی دنیا مین اپنا نظیر نہین رکھتین۔ ان عالمون کی لاثانی تصنیفات عربی یا فارسی زبان مین ہین چغتائی زبان مین نہین ہین۔ ان شہزادون کے عہد مین چغتائی زبان کی شاعری کی بھی بنیاد پڑی اور میر علی شیر نوائی نے سب مین پہلے اس زبان مین شعر کہے۔

باب ۱۲ دوازدہم

شیبانی خاندان

دشت قبچاق اوس ملک کا نام ہے جو ماوراء النہر کے شمال مین واقع ہے۔ ملک سائبیریا کا حصّہ اور بحر کاسپین کے شمال کا ملک اور وادی والگا اس مین شامل ہین۔ کل دشت قبچاق جوجی خان پسر چنگیز خان کے حصہ مین آیا تھا۔ جب ۶۲۵ھ ہجری مین جوجی خان کا انتقال ہوگیا تو اس ملک کے دو حصّہ ہوگئے۔ مشرقی حصہ مین اوس کا بڑا بیٹا اردا خان حاکم ہوا۔ یہان کے تاتاری باشندون کو چینی مورخ گروہ سفید لکھتے ہین۔ مغربی حصہ مین باتو خان حاکم تھا۔ یہان کے باشندون کو گروہ زرد یا گروہ طلائی کے نام سے چینی کتابون مین لکھا ہے۔ باتو خان نے اوس کو فتح کیا تھا اور شہر سرائے اُس کا دارالحکومت تھا جو دریائے والگا کے کنارہ پر واقع تھا۔ جوجی خان کا تیسرا بیٹا شیبان خان تھا۔ اس کا ملک دشت قبچاق کے مشرقی حصہ سے ملحق تھا۔ پندرہوین صدی عیسوی مین اس کے توابعین کا لقب اوزبک مشہور ہوا۔ جوجی خان کا سب مین چھوٹا بیٹا توقتمور خان تھا۔ اسکی نسل مین کریمیا کے خوانین تھے۔ توختمش خان جو امیر تیمور سے لڑا تھا اسی بیٹے کی نسل مین تھا۔

اوزبک قوم کی قوت کی بنیاد ابوالخیر کے زمانہ مین پڑی جو شیبان خان کی چھٹی پشت مین تھا - اور سنہ ۸۱۶ ہجری مین پیدا ہوا تھا - ابوالخیر کی حکومت اُس ملک پر تھی جو زمانہ حال مین دشت کرغز کے نام سے مشہور ہے - اُس ملک کے مغربی حصہ پر ابوالخیر حاکم تھا - سنہ ۸۶۰ ہجری مین کچھہ اوزبک ابوالخیر سے ناراض ہوکر مغلستان مین چلے آئے -

سنہ ۸۷۴ ہجری مین ابوالخیر مرگیا اور اُس کے بیٹے شیبانی خان نے سلطان احمد کی وفات کے بعد سنہ ۹۰۶ ہجری مین ماوراءالنہر کو فتح کرلیا - مگر کچھہ عرصہ بعد مرزا ظہیر الدین بابر نے ماوراءالنہر پر حملہ کیا اور سمرقند اور سغد و میان کول و کرشی وغیرہ مقامات کو فتح کرلیا - شیبانی خان کی حکومت مین صرف بخارا رہگیا - سنہ ۹۰۸ ہجری مین شیبانی خان نے مرزا بابر کو بہت بڑی شکست دی اور ان مقامات پر وہ پھر قابض ہوگیا - سنہ ۹۱۱ ہجری تک شیبانی خان نے تمام ماوراءالنہر اور فرغانہ اور خوارزم اور حصار کو فتح کرلیا اور اسی سال سے اوسکی حکومت کی ابتدا شمار کی جاتی ہے - سلطان حسین بایقرا کی وفات کے بعد سنہ ۹۱۲ ہجری مین شیبانی خان نے اُسکے بیٹون سے خراسان اور جرجان چھین لیا - اُسی زمانہ مین شاہ اسمٰعیل صفوی والی ایران کا عروج ہوا اور اوس نے عراق عجم سے ترکمانون کو نکالکر آذربائیجان پر قبضہ کرلیا اور اوس کے بعد خراسان پر حملہ کیا - سنہ ۹۱۶ ہجری مین مرو کے قریب شاہ اسمٰعیل اور شیبانی خان سے ایک خونریز لڑائی ہوئی جس مین شیبانی خان مارا گیا -

شیبانی خان کے بعد کوچنجی خان اوزبکون کا افسر مقرر کیا گیا - جب بابر نے شیبانی خان کے قتل ہونے کی خبر سُنی اوس کو امید ہوئی کہ ماوراءالنہر مین اوسکو کامیابی ہوسکے گی اس لئے اُس نے ماوراءالنہر پر حملہ کیا اور سنہ ۹۱۷ ہجری مین اوزبکون کے لشکر کے افسر حمزہ سلطان کو بہت بڑی شکست دی جب وہ حصار مین پہنچا اوس کے پاس شاہ اسمٰعیل کا ایک بڑا لشکر پہنچگیا - جس سے اوس کے پاس ساٹھہ ہزار کی جمعیت ہوگئی - سلطان عبداللہ نے بابر کا کرشی پر مقابلہ کرنا چاہا مگر لڑائی کی قوت اپنے مین نہ دیکھی اور بے لڑے بخارا کو چلا گیا - جب بابر بخارا مین پہنچا وہ ترکستان کے جنگلون کو بھاگ گیا - جب بخارا مین بابر کے پہنچنے کی خبر سمرقند کے اوزبک سردارون کو پہنچی وہ بھی سمرقند سے ترکستان کو بھاگ گئے اور تمام ماوراءالنہر پر

بابر کا قبضہ ہو گیا۔ شروع مین بابر کی فتح سے اہل سمرقند بہت خوش ہوئے کیونکہ تیمور کی اولاد مین سے تہا لیکن جب اُن کو یہ معلوم ہوا کہ بابر شرائط کے موافق شاہ اسمٰعیل کا ماتحت ہے اور شاہ اسمٰعیل سے بہت اتحاد اور دوستی رکہتا ہے تو وہ اُس سے بالکل ناراض ہو گئے کیونکہ شاہ اسمٰعیل شیعہ تہا اور اہل سمرقند سُنّی تہے۔ جب اوزبک سرداروں کو اس عام ناراضگی کا حال معلوم ہوا انہوں نے تاشکنت اور بخارا پر دو طرف سے حملہ کیا۔ مرزا بابر چالیس ہزار کی جمعیت سے بخارا کی طرف روانہ ہوا اور بخارا کے قریب اوزبک فوج سے جنکی تعداد صرف تین ہزار کی تہی مقابلہ ہوا۔ باوجود فوج کی قلت کے اوزبکوں نے اس قدر زبردست حملہ کیا کہ بابر کو شکست کہا کر سمرقند کو واپس آنا پڑا اور وہان بہی وہ نہ ٹہر سکا۔ اور حصار کو واپس چلا آیا (۹۱۸ھ ہجری) حصار مین ساٹھ ہزار ایرانی فوج بابر کی مدد کے لئے شاہ اسمٰعیل کے پاس سے پہنچی جسکا سردار یار محمد نجم ثانی تہا۔ یار محمد نے کرشی کو فتح کر کے وہان قتل عام کیا۔ دوسری جانب سے شاہ مغلستان نے اوزبکوں پر حملہ کیا اور اندیجان پر سیونجک خان کو بہت بڑی شکست دی۔

بابر اور یار محمد کرشی سے سمرقند پر بڑہے۔ بخارا کے قریب اوزبکوں کے سردار جانی بیگ سے بہت شدید لڑائی ہوئی جس مین یار محمد اور اوس کے ساتھ کے ایرانی ترکمان قتل ہوئے اور بابر کو حصار پر واپس آنا پڑا۔ اِس شکست کے بعد بابر نے ماوراءالنہر کا خیال چہوڑ دیا اور ہندوستان کو فتح کرنے مین مصروف ہوا۔

شیبانی خاندان کا یہ قانون تہا کہ ایک شخص سلطنت کا حاکم منتخب کیا جاتا تہا اور تمام سلطنت مین اوسی کا خطبہ اور سکہ جاری ہوتا تہا۔ اوس کی ماتحتی مین باقی سرداروں کی حکومتین علیحدہ علیحدہ رہتی تہین۔ جس شہر مین وہ سردار رہتا تہا وہی اُن کا دارالحکومت ہو جاتا تہا کوئی خاص شہر دارالحکومت مقرر نہ تہا۔ جب ۹۱۸ھ ہجری مین بابر کو شکست ہوئی تو اوزبکوں نے ملک کو اس طرح تقسیم کر لیا کہ سمرقند مین کچونجی خان تاشکنت مین سیونجک خان۔ کرشی اور بخارا مین عبداللہ خان۔ سمرقند اور میان کول مین جانی بیگ چونکہ کچونجی خان ان سب مین زیادہ معمر تہا اس لئے وہ سب کا افسر ہوا اور سیونجک کو

اوس کا کلغا یعنی ولیعہد مقرر کیا گیا - مگر سیونجک کوچکنجی خان سے پہلے مرگیا اس لئے اوسکے بعد جانی بیگ اوسکا کلغا بنایا گیا مگر جانی بیگ بہی کوچکنجی سے پہلے مرگیا اس لئے اوس کے بعد ابوسعید خان کلغا ہوا اور سنہ ۹۳۶ہجری مین سیونجک کی وفات کے بعد وہ فریا خاقان بنایا گیا - ابوسعید نے صرف تین سال حکومت کی اور سنہ ۹۳۹ہجری مین مرگیا - اوس کے بعد عبداللہ خان خاقان ہوا اور سنہ ۹۴۷ہجری مین وفات پائی - اُس کے بعد عبداللطیف سنہ ۹۵۹؟ تک خاقان رہا - پہر نوروز احمد تاشکنت مین خاقان ہوا اور سنہ ۹۶۳ہجری مین مرا اوسکے بعد پیر محمد بلخ مین سنہ ۹۶۸ہجری تک خاقانی کرتا رہا - پہر اسکندر خاقان ہوا جسکا بیٹا عبداللہ شیبانی خاندان کا سب سے بڑا خاقان تہا - عبداللہ نے اپنے باپ اسکندر کو تخت خاقانی پر بٹہاکر لشکر کی افسری اپنے ہاتھ مین لی اور ملک گیری پر کمر ہمت باندہی - اس نے شمال مین ترکستان کے کل آباد حصے فتح کر لئے اور مشرق کی جانب فرغانہ اور کاشغر اور ختن کو فتح کرکے سلطنت مین شامل کیا -

جنوب کی جانب مرزا بابر اور ایرانیون سے بہت لڑائیان لڑکر اُس نے بلخ وطخارستان اور بدخشان کو فتح کرلیا اور اب مرغاب سلطنت کی جنوبی سرحد مقرر ہوئی - مغرب کی جانب خوارزم اور ایران سے لڑائیان ہوئین اور استرآباد فتح کیا گیا اور والی گیلان جو روم کا ماتحت تہا اپنا ملک چہوڑ کر سلطان مراد سوئم کے پاس بہاگ گیا - خراسان مین سے ہرات و مشہد و سرخس و مرو بہی عبداللہ کے قبضہ مین آ گئے -

عبداللہ کے بعد عبدالمومن خاقان ہوا - اس پر شیبانی خاندان کا اختتام ہوگیا اور ماوراءالنہر کے تخت پر ہشتر درخانی خاندان کا خاقان تخت نشین ہوا -

سنہ ۹۲۱ھ مین خوارزم مین اوزبکونکی ایک جداگانہ ریاست قایم ہوئی - جس کا اول خاقان البرس خان تہا -

باب ۱۳ سیزدہم

ہشتر درخانی خاندان

منجملہ اُن مغل خوانین کے جنہوں نے روس مین حکومت کی ایک تمغلق خان تہا جس نے تیمور کے

زمانہ مین توغتمش خان کو شکست دی ہتی (۱۳۹۹ء) - دو صدی تک اوسکی اولاد
گمنام حالت مین دریائے والگا کے کنارہ پر آباد رہی - جب روسی سلطنت نے زیادہ
قوت پکڑی یہ لوگ رفتہ رفتہ مشرق کی طرف ہٹتے آئے - سولہوین صدی عیسوی کے آخر
مین اس قوم کا ایک سردار یار محمد خان ماوراء النہر مین آیا اور اسکندر خان شیبانی نے
اوس کے بیٹے جانی خان سے اپنی بیٹی بیاہ دی - عبید اللہ کی مختلف مہمات مین ان دونون
باپ بیٹون نے ایسے کارہائے نمایان کئے کہ تمام ماوراء النہر مین انکی بہادری کی دہوم
مچ گئی - جب عبدالمومن خان ایک لڑائی مین مارا گیا تو ماوراء النہر کے امرا نے جانی خان
کو خاقان مقرر کرنا چاہا - جانی خان نے ضعیفی کے سبب خاقانی قبول نہ کی اور اپنے پوتے
دین محمد کو جو اسکندر خان شیبانی کا نواسہ بہی تہا اپنے عوض مین ماوراء النہر کا خاقان
بنایا - اس کے عہد حکومت مین ایرانیون نے خراسان پر حملہ کیا اور دین محمد اون کی
لڑائی مین مارا گیا - اوس کے بعد ۱۶۰۰ء مین ولی محمد بلخ مین اور باقی محمد سمرقند مین
حاکم مقرر کئے گئے - ۱۶۰۱ء مین ولی محمد کا بہائی قندز مین قراترکمانون کی لڑائی مین
مارا گیا - ولی محمد نے اپنے بہائی کے خون کے بدلہ مین قندز کو فتح کرکے وہان کے کل باشندون
کو قتل کر ڈالا - ولی محمد کی اس فتح سے شاہ عباس والئ ایران کو اسکی قوت سے بہت
خوف پیدا ہوا اور اس نے بلخ پر حملہ کیا - بلخ کے قریب اوزبکون نے شاہ ایران کو ایسی
زبردست شکست دی کہ وہ بمشکل تمام اپنی جان بچا کر ایران کو بہاگ گیا - اس لڑائی
کے بعد باقی محمد کی زندگی عزیزون کی بغاوت کے فرو کرنے مین گزری - ۱۶۰۵ء مین
اوس نے وفات پائی اور ولی محمد اوس کا بہائی تخت نشین ہوا - ولی محمد کے عہد مین
کوئی واقعہ قابل بیان پیش نہین آیا - یہ بادشاہ بہت عیش پسند تہا - اسکے زمانہ
مین وزیر کو بہت اختیار حاصل رہا اور وزیر کے جور وظلم سے لوگ بہت نالان رہے -
آخرکار امام قلی خان نامی ایک سردار نے ۱۶۱۱ء مین بغاوت کرکے اوسکو قتل کر ڈالا -
اور تاج وتخت چہین لیا - امام قلی خان نہایت عقلمند اور عادل تہا - اوسکی صحبت مین
اکثر مقدس اور عالم لوگ رہتے تہے - اس نے تاحد امکان اپنے ملک کی زینت اور

بہبودی مین کوشش کی اور بخارا اپنی گزشتہ شان وشوکت اور تمول و تجارت پر پہنچگیا اور اوس کے علم کی شعاعون سے پہر وسط ایشیا منور ہونے لگا۔ اٹہتیس سال کی حکومت کے بعد امام قلی خان نے دنیا ترک کرکے اپنے بہائی نظیر محمد حاکم بلخ کو اپنی جگہہ تخت نشین کیا اور خود ہجرت کرکے مدینہ منورہ مین گوشہ نشینی اختیار کی اور وہین وفات پائی۔ اس سخی بادشاہ کی داد و دہش اور سخاوت کے آثار آجتک ملک مین موجود ہین۔
نظیر محمد سے بخارا کے باشندے خوش نہوئے گو اوس نے بہت داد و دہش سے لوگون کو خوش کرنیکی کوشش کی کیونکہ اونکو امام قلی خان کی بیمثال نیکیان یاد تہین اور نظیر محمد میں بہی اون ہی خوبیون کو تلاش کرتے تہے۔ اس ناراضی کا آخر کار یہ نتیجہ ہوا کہ بعض صوبون مین بہت بغاوت ہوگئی۔ نظیر محمد نے اس بغاوت کے فرو کرنے کے لئے اپنے بیٹے عبد العزیز کو بہیجا مگر عبد العزیز باغیون سے مل گیا اور اونکی مدد سے بخارا پر چڑہائی کی۔ اپنے بیٹے کی بغاوت سے نظیر محمد کو بہت افسوس ہوا اور وہ بخارا سے بلخ کو چلا گیا اور اپنے باقیماندہ بیٹون پر سلطنت کو تقسیم کرکے وہ مدینہ منورہ کو ہجرت کرگیا اور راہ مین وفات پائی۔
نظیر محمد کے بعد اوس کے بیٹون مین سلطنت کے لئے فساد ہوا۔ نظیر محمد اپنے بیٹے سبحان قلی کو بلخ کا حاکم کرگیا تہا۔ عبد العزیز نے اپنے بہائی قاسم محمد کو ایک لشکر دیکر بلخ کو بہیجا مگر سبحان قلی نے اوس کو شکست دی۔ آخر کار یہ فیصلہ ہوا کہ عبد العزیز کا ولی عہد سبحان قلی کو مقرر کیا جائے۔ ابہی یہ فیصلہ ہوا تہا کہ ابو الغازی حاکم خیوا سے لڑائی چہڑ گئی اور ابو الغازی کے بیٹے انوشا خان کے زمانہ تک جاری رہی۔ انوشا خان نے ایک مرتبہ عبد العزیز کی غیر حاضری مین بخارا پر قبضہ ہی کرلیا مگر عبد العزیز نے اونکو حملہ کرکے پہر شہر سے نکالدیا اور اس قدر خیوائیون کو قتل کیا کہ بہت کم آدمی بچکر اپنے گہر کو واپس جاسکے۔ اس سخت سزا کا یہ نتیجہ ہوا کہ جب تک عبد العزیز تخت نشین رہا انوشا خان نے پہر بخارا کا رُخ نہ کیا لیکن جب عبد العزیز اپنے باپ دادا کی طرح تارک الدنیا ہوکر مدینہ منورہ کو چلا گیا اور سبحان قلی اوسکی جگہہ تخت نشین ہوا انوشا خان نے پہر بخارا پر حملہ کیا اور ۱۶۹۵ء مین محمد بیگ نامی ایک سردار کی کوشش سے اوسکو شکست کہا کر خیوا کو واپس جانا پڑا

سنہ ۱۱ع مین انوشاخان کے جانشین نے بخارا پر حملہ کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ محمد بیگ نے نہ صرف اوسکو کامل شکست دی بلکہ خیوا پر چڑہائی کرکے اوسکو فتح کرلیا اور خوارزم یعنی خیوا بخارا کی سلطنت مین شامل کیا گیا۔ سبحان قلی کے وقت مین بخارا کا عروج اور اوسکی شہرت اس قدر ہوئی تہی کہ ایک جانب سے اورنگ زیب شہنشاہ ہند نے اور مغرب سے سلطان احمد دویم قیصر روم نے بخارا کو سفیرون کے ذریعہ سے تحفہ تحایف بہیجے۔

چوبیس سال کی کامیاب حکومت کے بعد سبحان قلی نے سنہ ۱۱۱۴ ہجری مین وفات پائی۔ یہ بادشاہ بہت عالم اور علم دوست تہا۔ اسکی تصنیف سے ایک طب کی کتاب بہی ہے۔ چونکہ اسکو مذہبی خیال زیادہ تہا اس لئے اوس نے امراض کے علاج کے لئے دواؤن کی جگہہ ادعیہ اور تعویذات تجویز کئے ہین۔

اسکی وفات کے بعد وہی لڑائیان شروع ہوگئین جن کے بغیر اسلامی تاریخ مین کوئی بادشاہ عقلمند یا بیوقوف نیک یا بد کبہی تخت نشین نہین ہوا۔ سبحان قلی اپنے بیٹے مقیم خان کو اپنا جانشین کر گیا تہا۔ مقیم خان اسکی زندگی مین بلخ کی حکومت پر تہا۔ اوسکے دوسرے بیٹے عبید اللہ نے مقیم خان کی جانشینی کو تسلیم نہ کیا اور پانچ سال تک دونون بہائیون مین لڑائی ہوتی رہی۔ مقیم خان کا طرفدار محمد بیگ تہا اور عبید اللہ کا معاون رحیم بیگ ہوگیا جو قبیلہ منجیت مین سے تہا۔ آخر کار عبید اللہ فتحیاب ہوا مگر امور سلطنت مین اوسکو کچہہ اختیار حاصل نہ تہا۔ وہ صرف برائے نام بادشاہ تہا۔ کل اختیار رحیم بیگ کے ہاتھ مین تہا۔ جب اس نے امور مملکت مین کچہہ دخل دینا چاہا اوسکو زہر دیدیا گیا اور اوسکی جگہہ اوس کا بہائی ابو الفیض تخت پر بٹہایا گیا (سنہ ۱۱۳۱ھ)

یہ بادشاہ نہایت درجہ ضعیف الطبیعت تہا۔ اس مین اس قدر لیاقت ہی نہ تہی کہ وہ رحیم بیگ کی متابعت سے سرتابی کرسکتا۔ اس کے زمانہ مین نادر شاہ والئی ایران کا عروج ہوا۔ ایشیا کے عظیم الشان فاتحون مین سے نادر شاہ آخری فاتح تہا۔ سنہ ۱۷۳۶ع مین اس نے گرجستان سے عثمانیون کو نکالکر ماوراء النہر کے فتح کرنے کی طرف توجہ کی۔ اوسکا بیٹا رضا قلی خان اندخوی اور بلخ پر حملہ آور ہوا اور دونون مقامات کو بہت جلد فتح کرلیا۔ یہان سے اوس نے دریائے جیحون سے عبور کرکے بخارا پر حملہ کیا۔ ہم مذہب ہونے کے سبب سے والئی خیوا نے ابو الفیض کی مدد کی اور دونون نے ملکر رشی پر ایرانیون کو بہت بڑی شکست دی۔ نادر شاہ نے دیکہا کہ ابہی ماوراء النہر کے

فتح کرنے کا موقع نہین آیا اس لئے اوس نے ہندوستان کو فتح کرنے کی تدبیر کی اور اس خیال سے کہ کہین اوسکی عدم موجودگی مین خیوا اور بخارا ملک ایران پر حملہ نکر دین اُس نے حکمت عملی سے ان دونون ریاستون مین مخالفت پیدا کرا دی۔ جب اس تدبیر مین وہ کامیاب ہوگیا اوس نے ہندوستان پر حملہ کیا اور ۱۱۵۲ھ مین محمد شاہ کو کرنال پر شکست دیکر دہلی مین قتل عام کیا اور شہر کو لوٹ لیا۔

جب وہ ہندوستان سے واپس ہوا ابوالفیض نے اوس کے پاس پشاور مین سفارت بھیجی اور اپنے ملک مین اوسکو مدعو کیا۔ چنانچہ نادر شاہ بخارا کو گیا اور ابوالفیض نے اُس کے روبرو بہت تحایف پیش کئے اور اپنی خوبصورت بیٹی اوسکو بیاہ دی اور نادر شاہ کی متابعت قبول کی۔ جب نادر شاہ اس طرح بے لڑائی بخارا کو مطیع کر چکا اوس نے والئ خیوا کے پاس سفیر بھیجا تا کہ وہ بھی بخارا کی طرح متابعت قبول کرے۔ مگر ایلبرس خان والئ خیوا ایک دلیر آدمی تہا اوس نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا اور لڑائی کے لئے مستعد ہوگیا۔ نادر شاہ نے والئ خیوا کو میدان مین شکست دیکر محصور کر دیا۔ اور چند روز مین قلعہ کو فتح کرکے ایلبرس خان کو اور اوس کے اکثر امرا کو قتل کر ڈالا۔ خیوا کو فتح کرکے وہ ایران کو مرو کی راہ لوٹ گیا اور راہ مین اپنے شدید مظالم کی وجہ سے مار ڈالا گیا (۱۱۶۰ھ - ۱۷۴۷ع)

نادر شاہ کے مرنے کے بعد رحیم بیگ نے بخارا پر قبضہ کر لیا اور ابوالفیض کو قتل کر ڈالا۔ ابوالفیض پر خاندانِ خانی خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔

اس خاندان کے زمانہ کی کچھ عمارتین اس وقت تک موجود ہین جن مین سے سب مین عمدہ مدرسہ شیر در ہی مگر تیموری خاندان کی عمارتون کے روبرو بالکل بے حقیقت ہین۔

باب ۱۴ چہار دہم

خاندان منجیت

اوزبک قوم مین سے ایک قوم منجیت بھی ہے۔ یہ قوم مغلستان کے شمال و مشرقی حصہ مین رہتی تہی اور وہان سے چنگیز خان کے ساتھ ماوراء النہر مین آئی تہی اور کرشی کے گرد و نواح مین

آباد ہوئی تہی۔ ازبک قبایل مین سے یہ بہادر ترین قوم تہی۔ ہژدرخانی خاندان کے عہد حکومت مین اس قوم نے بہت کارہائے نمایان کئے اور آخرکار اون کا سردار رحیم بیگ بخارا کے تخت کا مالک ہوگیا۔ رحیم بیگ نے ابوالفیض کے نابالغ بیٹے عبدالمومن کو مروا ڈالا حالانکہ وہ اُسکی بیٹی کا شوہر تہا۔ پیرانہ سالی مین رحیم بیگ پر اوس کا وزیر دولت بیگ بالکل حاوی ہوگیا اور رحیم بیگ کے نام سے اُسنے ملک پر بہت جور وظلم کئے۔

رحیم بیگ اپنے چچا دانیال بیگ کو اپنا جانشین مقرر کرکے مرگیا کیونکہ اوس کے نرینہ اولاد نہ تہی۔ دانیال نے حکومت قبول نہ کی بلکہ ہژدرخانیون مین سے ابوالغازی خان کو تخت پر بٹہایا اور خود اوس کا اتالیق بنا۔ دانیال کے بیٹے معصوم بیگ نے اپنے باپ کو راضی کرکے دولت بیگ وزیر کو مروا ڈالا اور خود اپنے باپ کا وزیر بنا۔ جب دانیال سنہ۱۷۸۵ء مین مرگیا معصوم بیگ ابوالغازی کا اتالیق بنا اور ملک پر اپنی حکومت خوب مضبوط کرلی۔ جب اوس نے دیکہا کہ اب ملک مین کسی کی مخالفت اور سازش کا خوف نہین رہا اور لوگ اوسکی حکومت کے عادی ہوگئے اوس نے ابوالغازی کو بادشاہی سے علیحدہ کردیا اور خود تخت نشین ہوا۔ جب وہ اندرون ملک کی طرف سے مطمئن ہوگیا اوس نے بہرام علی خان والئی مرو کو مغلوب کرکے وہان کے اسی ہزار باشندون کو بخارا مین لیجاکر آباد کیا۔ اس فتح کے بعد اوس نے ایران پر متواتر حملے کئے اور اس قدر آدمی پکڑ کر لایا کہ بخارا مین ایرانی غلام ٹکہ ٹکہ آنون کو بکنے لگا۔ اسی طرح سے اُس نے خیوا اور قوقند اور بلخ کی ریاستون کو اس قدر لوٹا اور غارت کیا کہ جب وہ سنہ۱۷۹۹ء مین مرا تو ویہان کے باشندے بہت خوش ہوئے اور ان کے دلون کو آسودگی حاصل ہوئی۔ مگر اوسکی رعایا کو اوس کے مرنے کا بہت افسوس ہوا۔ ان کے نزدیک وہ نہایت نیک اور عابد و زاہد تہا۔ اُس کے زمانہ مین بخارا مین محتسب مقرر کئے گئے تہے جو نگہبانی کرتے تہے کہ کوئی امر کسی سے خلاف شریعت نہونے پائے اور خود بہی وہ بہت باشرع تہا۔ معصوم بیگ کا لقب شاہ مراد تہا۔ اوس نے اپنے بیٹے سید حیدر تورا کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ اسکے چچاؤن نے جن کا نام عمر بیگ فاضل بیگ اور محمود بیگ تہا بغاوت کی مگر حیدر نے اونکو شکست

جلد شکست دیکر اون مین سے دو کو قتل کرڈالا اور تیسرا قوقند کو بہاگ گیا - اس کے بعد امیر حیدر نے خیوا کی طرف بیس ہزار لشکر اس غرض سے بہیجا کہ اہل خیوا کو جو اکثر بخارا کو غارت کرتے رہتے تہے پوری پوری گوشمالی دیجائے - محمد نیاز بیگ امیر الجیوش نے بہت محنت اور جانفشانی سے اس مہم کو انجام دیا اور خیوا کے لشکر کو بہت بڑی شکست دی اگر امیر حیدر اوس کو واپس نہ بلالیتا تو وہ خیوا کو فتح کرلیتا - امیر حیدر ایک بہت کم ہمت شخص تہا اوس نے اسی قدر کامیابی کو غنیمت سمجہا اور عیش و آرام مین پڑگیا - یہ بادشاہ مولویون کا بہت کہنا سنتا تہا اور مسئلہ مسایل پر بہت چلتا تہا - مولوی اوس کے نام سے لوگون پر شریعت کی متابعت کرانے کے بہانہ سے بہت ظلم و جور کرتے تہے - اوس کے چار بیویان تہین - جب ان کے علاوہ کسی اور سے نکاح کرنا چاہتا تہا تو ان چارون مین سے ایک کو طلاق دیکر اوس عورت کو حیثیت کے موافق ایک مکان رہنے کو اور کچہہ تنخواہ دیتا تہا - وہ ہر ہفتہ ایک نہ ایک باکرہ عورت سے نکاح کرتا رہتا تہا یا بطور جاریہ کے اپنے تصرف مین لاتا تہا جن کنیزون سے اوس کے ہان اولاد نہوتی تہی اون کا نکاح وہ مولویون سے یا اپنے سپاہیون سے کردیتا تہا - شاید یہی سبب تہا کہ وہ مولویون کو بہت ہی عزیز تہا اور بہت باشرع آدمی سمجہا جاتا تہا - افسوس ایسے ہی لوگون نے غیر مذہب والون کی نگاہون مین اسلام کے عادلانہ اور عاقلانہ احکام کو ذلیل کردیا اور اسلام جیسے مقدس دین کو بدنام کردیا - یہ مولویون ہی کی صحبت کا نتیجہ تہا کہ حیدر اپنی عیاشی کو بالکل جایز سمجہتا تہا اور یقین کرتا تہا کہ وہ بہت پابند شریعت ہے - **فاعتبروا**

حیدر کے بعد اس کا بیٹا حسین خان بخارا کی ریاست پر متمکن ہوا مگر تین ماہ بعد یکایک مرگیا - حسین خان کا ایک بہائی بخارا مین تخت نشین کیا گیا جس کا نام عمر خان تہا مگر دوسرا بہائی نصر اللہ خان سمرقند مین تخت نشین ہوا اور اوس نے مولویون سے ملکر اپنی تخت نشینی کے استحقاق کا فتویٰ حاصل کیا - اس سمت سے سوائے اہل بخارا کے کل باشندون نے نصر اللہ خان کو حیدر کا جانشین تسلیم کرلیا - نصر اللہ نے اپنے بہائی کو بخارا مین گہیر لیا اور جب اہل بخارا فاقہ کشی سے ضعیف ہوگئے اوس نے ۲۶ رمارچ ۱۸۲۶ء کو حملہ کرکے

بخارا کو فتح کرلیا۔ عمر خان بہاگ گیا مگر اوس کے اور تین بہائی اور بہت سے رفقاء قتل کئے گئے۔
نصر اللہ خان ایک نہایت چالاک شخص تہا اس نے دیکہا کہ جن لوگون نے اوسکی تخت نشینی مین اعانت کی تہی وہ حکومت مین بہت دخیل ہین۔ اس لئے اوس نے رفتہ رفتہ پہلے عام باشندگان ملک کو اپنی داد و دہش اور انصاف سے خوب راضی کرلیا اوسکے بعد انکو یکے بعد دیگرے قید کرکے قتل کرڈالا یا شہر سے نکالدیا۔ اس کے بعد اس نے مولویوں کے اختیارات کو توڑا۔ حیدر کے زمانہ سے مولویون کو امور ملکی مین بہت کچہہ اختیار حاصل ہوگیا تہا۔ ان کے فتاوی کی جگہہ اوس نے اپنے احکام جاری کئے جسقدر نصر اللہ کو مخالفین کی طرف سے اطمینان ہوتا گیا اور اوسکی عمر زیادہ آتی گئی اوسیقدر اوسکے غیظ و غضب مین ترقی ہوتی گئی۔ ایک شخص اپنی چشم دید لکہتا ہے کہ جب اوسکو غصہ آتا تہا اوس کا چہرہ دوران خون سے سرخ ہوجاتا تہا اور چہرہ کے اعصاب مین تشنج پیدا ہوجاتا تہا اور اس حالت مین وہ اس قدر مبہوت اور مجنون ہوجاتا تہا کہ اپنے ظالمانہ احکام کے نتائج کو بالکل نہین سوچ سکتا تہا۔ اوس نے جاسوسون سے شہر کو بالکل بہر دیا تہا جو اہل شہر کے ایک ایک لفظ کو اوسکے روبرو دوہراتے تہے اور ان جاسوسون کے کہنے پر لوگون کو سزا دی جاتی تہی۔ اراذل اوس سے بہت ہی خوش تہے کیونکہ وہ اوسکو امیرون کے مقابلہ مین اپنا محافظ سمجہتے تہے۔

جب نصر اللہ ملکی انتظام سے حسب خواہش فارغ ہوگیا اوس نے توقند پر حملہ کیا۔ توقند مین بابر کا نواسہ خان محمد علی حاکم تہا۔ اس شہزادہ کو چینیون کے مقابلہ مین بہت فتوحات حاصل ہوئے تہے اور اوس نے اپنی لیاقت سے ریاست کی شرقی سرحد کو بہت وسیع کرلیا تہا۔ نصر اللہ خان نے ایک ایرانی جرنیل عبد الصمد خان کے ذریعہ سے بہت سی توپین ڈہلوائین اور ان توپون کو توقند کی مہم مین بہیجا۔ ان قلعہ شکن توپون کے ذریعہ سے چند قلعہ متواتر بہت جلد فتح ہوگئے۔ آخر کار والئے توقند نے عاجز ہوکر نصر اللہ خان کی تابعت اختیار کی۔ عبد الصمد خان کی صلاح سے نصر اللہ خان نے بہت سی فوج کو قواعد بہی سکہوائی اور وسط ایشیا کی ریاستون کو اس فوج کے ذریعہ سے بہت جلد مغلوب کرلیا۔ ۱۸۴۲ء مین والئے توقند نے بدعہدی کی اور نصر اللہ نے تیس ہزار فوج جس مین جدید قواعددان فوج بہی شامل تہی اور باقی رسالہ تہا توقند کی لڑائی کے لئے بہیجی۔ محمد علی والئے توقند اس قواعد دان فوج کا اور توپون کا مقابلہ نکرسکا۔ توقند کو فتح کرکے نصر اللہ نے محمد علی اور

اوس کے رشتہ دارون کو قتل کر ڈالا۔
اس زمانہ مین روسیون نے جنرل پیروسکی کی سرکردگی مین خیوا پر حملہ کیا تہا اور والئی خیوا اون کے حملہ کے روکنے مین ہمہ تن مصروف تہا۔ نصر اللہ خان نے کوتاہ اندیشی سے خیوا کی اعانت کرنے کے بدلہ مین اس موقع سے فائدہ اوٹہایا اور اس ملک پر یورش کرکے بہت غارت کر دیا۔ اسی کوتاہ اندیشی نے نصر اللہ کو انگلستان کے سفیرون کے ساتہہ بہی اچہا برتاؤ نکرنے دیا اور اوسکے مصاحبین نے خوشامد سے اوسکی عقل پر اور بہی پردہ ڈالدیا اور اوس کو یہ یقین دلایا کہ وہ تیمور ثانی ہے۔ بلخ اور اندخوئی اور میمنہ کی چہوٹی چہوٹی ریاستون پر غلبہ پانے سے وہ اپنے تئین بہت بڑا فاتح سمجہنے لگا۔ اوسکی کوتاہ بین عقل یہ ندیکہہ سکی کہ عنقریب اوسکو ایک عظیم الشان سلطنت سے ربکار ہونیوالا ہے اور وہ اسکی مدافعت کی تدبیر کرتا۔
انگلستان نے جب یہ دیکہا کہ روس رفتہ رفتہ ہندوستان کی حدود کی طرف بڑہتا چلا آتا ہے اوس نے وسط ایشیا کے حالات دریافت کرنے کے لئے ۱۸۳۲ء مین الکزینڈر برنز کو بخارا کی طرف بہیجا۔ برنز کو اس سفر مین کچہہ کامیابی حاصل نہوئی اور وہ نصر اللہ کے ہاتہہ سے اپنی جان بمشکل بچاکر ہندوستان کو واپس آیا۔
انگلستان نے دوبارہ کرنیل اسٹاڈرٹ کو بخارا کو بہیجا مگر یہ کرنیل سفارت کے کام کی قابلیت نہ رکہتا تہا جس اہلکار نے دربار کے آداب کے موافق اوسکو نصر اللہ خان کے روبرو پیش کیا اوس نے اوس اہلکار پر دربار مین تلوار کہینچی۔ نصر اللہ خود مغضوب الغضب تہا اوس نے فوراً کرنیل کو قیدخانہ مین بہیجدیا۔
۱۸۴۰ء مین انگلستان نے کپتان ارتہر کانلی کو وسط ایشیا مین اس غرض سے بہیجا کہ وہان کی ریاستون کو روس کے برخلاف متحد کرے مگر ان ریاستون کے باہمی بغض وحسد وعداوت اور رئیسون کی کوتاہ اندیشی سے اس کوشش مین بالکل ناکامی ہوئی۔ خیوا اور قوقند نے صاف انکار کر دیا اور نصر اللہ خان نے کانلی کو دہوکہ سے گرفتار کرکے اسٹاڈرٹ کے پاس قیدخانہ مین بہیجدیا اور جب انگریزون کو کابل مین شکست ہوئی اور اوسکی خبر نصر اللہ کو پہنچی اوس نے ۱۸۴۲ء مین دونون انگریزون کو قتل کروا ڈالا لیکن اس وحشیانہ قتل کا نصر اللہ خان کو تمام عمر

افسوس اور رنج رہا - پادری ولف صاحب جو سنہ ۱۸۴۲ع مین بخارا کو سیاحت کے لئے گئے تہے بیان کرتے ہین کہ اور سات انگریز سیاح بخارا مین قتل کئے گئے -

سنہ ۱۸۴۲ع مین روسیون نے تجارت وغیرہ کے انتظام کے لئے میجر بٹانیف کو بخارا کو بہیجا اور وہان اوسکی بہت خاطر ومدارت ہوئی مگر اصل مقصد مین وہ بہی ناکام رہا اور سال بہر کے بعد وہ روس کو واپس چلا گیا -

نصر اللہ خان نے شہر سبز کی ریاست پر چند مرتبہ ناکام حملے کئے مگر مرنے سے کچہہ دن پہلے وہ اپنے مقصد مین کامیاب ہوا اور شہر سبز کو فتح کرکے وہان کے رئیس کو جو نصر اللہ خان کا سالا تہا قتل کر ڈالا اور اوس کے ساتہہ اپنی بیوی کو اور سالے کے بچّون کو بہی قتل کر ڈالا - اس آخری خونریزی کے تہوڑے دن بعد وہ مرگیا (سنہ ۱۸۶۰ع) اوسکی جگہہ سید مظفر الدین خان تخت نشین ہوا - اس نے سب مین پہلے مولویون کو راضی کیا اور بعد ازان اپنے ہمسایون کے ملکون پر دست درازی شروع کی اس بات کا مطلق خیال نہ کیا کہ روس وسط ایشیا مین بڑہتا چلا آتا ہے - سب مین پہلے اوس نے شہر سبز کے کوہستانیون کی قوت کو متواتر حملون سے بہت ضعیف کردیا - اوس کے بعد وہ قوقند کی طرف متوجہ ہوا - قوقند کی ریاست خدا یار کے ہاتہہ آگئی تہی جو محمد علی مقتول کا پوتا تہا اور اوس کو نصر اللہ نے بخارا مین پرورش کیا تہا - خدا یار کی حکومت کو قبچاقی ترکمانون نے جو قوقند مین بکثرت آباد تہے پسند نکیا اور اوس کی جگہہ اوس کے بہائی مولی خان کو قوقند کے تخت پر بٹہایا - خدا یار بہاگ کر مظفر الدین کے پاس چلا گیا اور مظفر الدین کو قوقند پر حملہ کرنے کا بہت اچہا موقع ملگیا - اوس نے حملہ کرنے سے پہلے حکمت عملی سے مولی خان کو قتل کروا ڈالا اور بہت لڑائیون کے بعد مشکل سے نصف قوقند پر خدا یار خان کو قبضہ دلوایا - اوس کا یہ نتیجہ ہوا کہ روسیون کو قوقند کے فتح کرنے مین بہت آسانی ہوگئی اور قوقندیون کا بہادر سردار تاشکنت مین روسیون کی لڑائی مین مارا گیا - دوسری جانب سے مظفر الدین نے قوقندیون کو ضعیف پاکر اون کے ملک پر حملہ کیا (سنہ ۱۸۶۵ع) اور اس حالت مین قوقند کو فتح کرنے مین بہت آسانی ہوگئی - اگر مظفر الدین مین ذرا بہی پیش بینی کی لیاقت ہوتی تو وہ بہت آسانی کے ساتہہ وسط ایشیا کی ریاستون کو روسیون کے برخلاف متحد کرسکتا تہا مگر اپنے باپ کی طرح وہ بہی اپنے تئین

ایک بڑا فاتح سمجہتا تہا اور اُسنے روسیون کی قوت کو بہت حقیر سمجہا - اس ناعاقبت اندیش غرور کو متعصب مولویون کے مشورون نے اور بہی بہڑکا دیا - اوس نے یہ نہ دیکہا کہ روسیون نے توقند کو کس طرح آسانی سے شکست دی ہے اور تاشکند تک پہنچ گئے ہین جب چاہینگے کل توقند پر قبضہ کرلینگے - اوس نے بے سمجہے بوجہے مولویون کی مشورت سے اس کو یہ پیام بہیجا کہ ان فتوحات سے ہاتہ اُٹہالو ورنہ جہاد کا اعلان کیا جاتا ہے اور اس طرح خود ہی وہ لڑائی شروع کی جس مین اوسکو بجز ذلت اور ندامت کے کچہہ حاصل نہین ہوا -

باب ۱۵ پانزدہم

روسی سلطنت

قدیم کتب تواریخ مین مذکور ہی کہ حضرت عیسٰے کی پیدایش سے بہت مدت پہلے یورپ کے شرقی حصہ پر ایک آریہ نسل کی قوم آباد تہی جو دینتی نام سے مشہور تہے - چوتہی صدی عیسوی مین اس قوم کو گاتہ قوم سے ملک کے قبضہ کے لئے بہت لڑائیان لڑنی پڑین - گاتہ قوم آب وسیٹولا کے کنارہ پر آباد تہی - متعدد لڑائیون کے بعد دینتی قوم کی تین شاخین ہوگئین - ایک دینتی دوئم انیتس - سوئم اسلاوی - دینتی قوم کا مسکن جو بعد مین وند کے نام سے مشہور ہوئی شمالی شرقی یورپ تہا - چنانچہ موجودہ گرانڈ ڈیوک آف مکلنبرگ آجتک شاہزادگان وند کے لقب سے مشہور ہین - قوم انیتس دریائے نیپر اور دریائے نیستر کے مابین آباد تہی اور قوم اسلاوی آب وسیٹولا اور آب نیستر کے مابین ملک پر قابض تہی - قوم اسلاوی نے قوم ہن کو مغلوب کیا اور وہ رفتہ رفتہ دریائی ڈینوب کے اوس پار تک پہیل گئی اور بحر اسود اور بحر اڈریاٹک کے مابین کے زرخیز ملک کے مالک ہوگئے - ساتوین صدی عیسوی کے اختتام پر یہ لوگ تمام روس اور بلغاریہ پر قابض ہوگئے - یہ لوگ زراعت پیشہ تہے اور مویشی کی سوداگری کرتے تہے - قدیم مورخین تحریر کرتے ہین کہ یہ لوگ خوش طبع - مہمان نواز قدیم رسوم کے پابند اور بہادر تہے اور صرف اپنی حفاظت کے لئے لڑتے تہے - ان کی طرز حکومت یہ تہی کہ ہر قبیلہ اپنا جداگانہ افسر انتخاب کیا کرتا تہا اور کل کام باہمی مشورت سے ہوتا تہا - ان کے مذہب مین ایک خدائی پرستش ہوتی تہی جسکو وہ لوگ بوگ کہتے تہے - اُس کی جورو سیوا تہی -

علاوہ ان کے ہر گاؤن مین نیکی اور بدی کے فرشتون یا دیوتاؤن کی عبادت کی جاتی تہی۔ ان دیوتاؤن کا نام بیل بوگ اور چیرنی بوگ تہا۔ چونکہ روس کی راہ سے مشرقی تجارت مغربی شہرون کو جاتی تہی اس لئے روس مین بہت قدیم زمانہ سے متعدد شہر یا تجارت گاہین آباد ہوگئین۔ ان شہرون کے گرد فصیل و برج بہی بنائے جاتے تہے تاکہ وہان تجار کی پوری پوری حفاظت کی جاسکے۔ ان شہرون مین جمہوری حکومت ہوتی تہی۔ کل باشندے جمع ہوکر شہر کے ایک حاکم کو منتخب کرلیتے تہے اور فوج کا افسر بہی خود مقرر کرتے تہے اور تجارتی قافلے دوسرے ملکونکو بہیجنے کے لئے مرتب کرتے تہے۔ شہر کے مضافات بہی شہر کے تحت مین ہوتے تہے۔ شہر کے گورنرون سے یہ اقرار صالح کرایا جاتا تہا کہ وہ قانون اور رواج کے موافق حکومت کرینگے۔ اونکو فوج لوکر رکھنے کے لئے ایک مقررہ رقم ملتی تہی۔ جب عیسائی مذہب نوین صدی عیسوی مین وہان پہیلا تو ان گورنرون کی حیثیت رفتہ رفتہ بدل گئی اور گورنمنٹ شخصی اور موروثی ہوتی گئی۔ ۹۸۶ء مین نووگورڈ کا گورنر ولادمیر نام عیسائی ہوگیا اور اوسکو ایک یونانی شہزادی بیاہی گئی۔ ولادمیر نے ۱۰۱۵ء مین مرتے وقت اپنی مملکت اپنے بارہ [۱۲] بیٹون پر تقسیم کردی۔ ان سب مین زیادہ مشہور اور زیادہ عقلمند یاروسلاؤ تہا جو کیف کا گورنر یا شہزادہ تہا۔ سب روسی ریاستین رئیس کیف کی بہت تعظیم کرتی تہین۔ گو ہر طرح سے وہ سب آزاد تہین اور کیف کی ماتحت نہ تہین مگر پہر بہی کیف کی ریاست کو اپنا افسر سمجہتی تہین۔ گیارہوین [۱۱] صدی عیسوی مین کیف کا یہ درجہ یا مرتبہ سوزدال اور روستود کو منتقل ہوگیا۔ بارہوین [۱۲] صدی مین سوزدال کے حاکم نے ولادمیر شہر تعمیر کیا اور کیف کو فتح کرلیا۔ بعد ازان اوس نے اوکا اور والگا دریاؤن کے ملنے کے مقام پر نجنی نووگورد کا شہر تعمیر کیا جو موقع کی خوبی سے بہت جلد اور شہرون سے تمول اور قوت مین بڑہ گیا اور روسی ریاستون کی تجارت و شائستگی کا صدر بنگیا۔ روز بروز وہان تمول و تجارت کی ترقی بڑہتی جاتی تہی کہ یکایک مشرق سے وہ طوفان اوٹہا جس نے یورپ اور وسط ایشیا کو ایک ساتہہ ویران اور برباد کردیا اور اپنا نیا اثر وہان کی شائستگی پر ہمیشہ کے لئے ڈالدیا۔ ۱۲۳۸ء مین باتوخان نے روسی ریاستون پر حملہ کیا اور وہان کی مشرقی اور وسطی ریاستون کو بالکل برباد کردیا۔ دوسرے سال اوس نے جنوبی مغربی روس کا بہی یہی حال کردیا۔ کل شہرونکو

لوٹ کر غارت کر دیا اور دریائے والگا کے جنوبی حصہ پر سرائے شہر تعمیر کرکے وہان اپنا دار الحکومت قایم کیا۔ اگرچہ باتو خان نے ان ریاستونکو فتح کرکے غارت اور برباد کر دیا مگر اونکے اندرونی انتظام مین اوس نے کبھی دست اندازی نہین کی اور نہ کبھی اونکے مذہبی معاملات مین تعرض کیا۔ پادریون کے اختیارات بدستور قایم رہے اور گورنر تاجرون سے اور کاشتکارون سے بطور خود محصولات وصول کرکے خان کو دیدیتے تہے۔ اس سبب سے بہت جلد تجارت اپنی اصلی حالت پر آگئی۔ روسی سردار باہمی تنازعات کے مٹانیکے لئے مغلون سے فوجی اعانت طلب کرتے تہے۔ ایک زمانہ کے بعد مغلون مین اختلافات اور تنازعات پہیل گئے اور اونکے دو بڑے گروہ ہوگئے۔ گروہ ذہبی یعنی زرد نے باتو خان کی متابعت اختیار کی اور گروہ نقرئی یعنی سفید اون سے علیحدہ ہوگئے۔ ان دونون گروہون مین ایک عرصہ تک لڑائیان ہوتی رہین۔ باتو خان کے بہائی براق اغلان نے دین اسلام قبول کیا جس سے براق اغلان کے توابعین مین عربی شایستگی نمودار ہونے لگی اور ان مغلون نے شہرونکی سکونت اختیار کی۔ دولت و ثروت اور عیش و آرام سے رفتہ رفتہ اونکی قوت مین ضعف پیدا ہوگیا اور روسی ریاستون نے آزادی حاصل کرنیکی کوشش شروع کردی۔ چودہوین صدی کی ابتدا اوسکی بڑی ریاستین یہ تہین۔ سوزدال۔ نجنی نوو گوروڈ۔ ریازان۔ اور تویر۔ اسی زمانہ مین ایک جدید ریاست کی بنیاد پڑی جس نے آخرکار ان سب ریاستون کو اپنا محکوم کرلیا اور رفتہ رفتہ ایک عظیم الشان سلطنت ہوگئی۔ بارہوین صدی کے وسط مین دولگواوکی نامی ایک شخص نے موضع ماسکو کو برج و فصیل سے مستحکم کیا۔ چونکہ یہ گاؤن ایسے مقام پر واقع تہا کہ تجارتی قافلے اکثر ریاستونکو اسی راستہ سے گزرتے تہے اس لئے اسکی تجارت مین بہت جلد ترقی ہوئی اور تجارت کے ساتھہ آبادی بہی یوماً فیوماً بڑہتی گئی۔ ۱۳۲۵ع مین ولادیمر کے لاٹ پادری نے اپنا قیامگاہ اس گاؤنکو منتقل کر دیا اور اپنے ہمراہ وہ ایک بڑی بزرگ کا بُت بہی لایا جسکی برکت کا تمام روس قایل تہا۔ پادریون نے یہانکے رئیس کو ترغیب دیکر گرد و نواح کی ریاستون پر حملے کرائے تاکہ ریاست کی قوت کے ساتھہ پادریونکی قوت کو بہی ترقی ہو۔ ۱۳۷۸ع مین شہزادہ ڈمٹری نے مغلونکو خراج دینا موقوف کردیا۔ مغلون نے لڑائی کی تیاری کی اور شہزادہ نے بہی اپنی فوج درست کی اور دریائے ڈون کے کنارہ پر بمقام کلی کوو ایک خونریز لڑائی ہوئی۔ اس جنگ مین جانبین مین سے کسی کو فتح حاصل نہین ہوئی مگر روسیون نے ملک مین یہ مشہور کیا کہ اوس بزرگ بُت کی برکت سے انکو فتح حاصل ہوئی

جس سے ماسکو کے تقدس کی شہرت سارے روس مین ہوگئی اور اوسکو عظمت کی نگاہونسے دیکہا جانے لگا۔ ماسکو کے عروج کی ابتدا کی یہی تاریخ ہی۔ تیمور کے زمانہ مین توغتمش خان نے مغلونکی دونون مخاصم گروہوں کو متحد کیا اور ۱۳۸۲ء مین ماسکو پر قبضہ کرکے وہانکے چوبیس ہزار آدمیونکو قتل کرڈالا لیکن وہ ماسکو کے قلعہ کو جس کا نام کرملن تہا فتح نکرسکا اور اوسکے محاصرے سے ناکام پہرا۔ اس ناکامی سے ماسکو کی شہرت دوبالا ہوگئی اور یہی ریاستونکا ماسکو صدر بنگیا۔ روسی قوت کے بڑہنے کا بڑا باعث تیمور ہوا کیونکہ اوسنے دشت قبچاق پر حملہ کرکے توغتمش خان کی قوت کو ہمیشہ کیلئے توڑ دیا۔ توغتمش خان کے زوال کی تاریخ روس کے عروج کی تاریخ ہی اوسکے بعد پہر کبہی مغلونکی حکومت نے روس مین قوت نہ پکڑی۔ ۱۴۰۸ء مین مغلون نے ماسکو کو فتح کرنا چاہا مگر کرملن کے قلعہ کی دیوارونسے ناکام پہرنا پڑا۔ وسیلی اول کے عہد حکومت مین ماسکو نے بہت ترقی کی اور اوسنے کیف مین خودمختارانہ حکومت کرنیکا حق مغلون سے مول لیلیا۔ بعدازان رستو ود ریاست کو فتح کرکے اپنا لقب شاہ اعظم مقرر کیا۔ وسیلی دویم کے زمانہ مین روسی قوت کو اور بہی زیادہ ترقی ہوئی۔ اسکو پالیولوگس قیصر کی بیٹی بیاہی ہوئی تہی۔ یہ شہزادی بہت بلند حوصلہ تہی۔ اسنے اپنے شوہر کو ملک گیری کی بہت ترغیب دی۔ وسیلی نے بہت جلد اور ریاستون کو فتح کرلیا۔ صرف ایک نووگورد کی ریاست فتح نہوسکی۔ اس ریاست کو فتح کرنیکے لئے اوسنے مغلون سے اعانت طلب کی اور آخرکار اس طرح یہ ریاست بہی فتح ہوگئی اور وسیلی نے تمام روس کے بادشاہ ہونیکا دعوی کیا۔ ۱۴۸۰ء تک اسکو اسقدر قوت حاصل ہوگئی کہ اسنے تاتاری ماتحتی کو ترک کردیا۔ مغلون نے ماسکو پر ایک لاکہہ پچیس ہزار کے لشکر سے حملہ کیا تو وسیلی نے ایسی بڑی لشکر سے ان کا مقابلہ کیا کہ مغلونکو بالکل ناکامی ہوئی۔ ۱۵۴۷ء مین وسیلی کا پوتا ایوان چہارم تخت نشین ہوا۔ اوسنے شخصی سلطنت کی بنیاد ڈالی اور جو کچہہ اختیارات امراکو ملک کی حکومت مین تہے اونکو بالکل زایل کردیا۔ ۱۵۵۲ء مین اوسنے قازان اور ہشتر خان کو فتح کیا اوسکے مغضوب الغضب ہونیکا آخرکار یہ نتیجہ ہوا کہ وہ مجنون ہوگیا اور جنون کی حالت مین اوس سے ایسے ناشایستہ افعال سرزد ہوئے کہ اوسکی حکومت مین بہت کچہہ ضعف آگیا اور مغلونکو روس پر حکومت قایم کرنیکی امید پیدا ہوئی۔ دولت گرائی خان نے ۱۵۷۱ء مین ایک لاکہہ بیس ہزار کی جمعیت سے ماسکو پر حملہ کیا اور اوسکے مضافات کو جلادیا مگر کرملن قلعہ کو وہ بہی فتح نکرسکا اور ناکام مراجعت کرنی پڑی یہ مغلونکی آخری کوشش تہی۔ اسکے بعد پہر اونکو کبہی اسقدر قوت حاصل نہوئی کہ وہ اوسکی طرف توجہ کرتے۔

علاوہ ضعف کے یہ بہی وجہ ہوئی کہ وسط ایشیا کی کمزوری اور خانہ جنگیون سے اونکو اودہر زیادہ تر معروفیت رہی اور زمین کیطرف متوجہ ہونیکی فرصت نہ ملی۔ وسیلی سوئم کے عہد سے پہلے کوہ یورال روس کی شرقی سرحد تہا۔ اس کوہ کے سلسلہ کے اوسطرف دشت وبیابان اور دریا تہے۔ اس ملک کے شمال کیجانب تاتاری اور اسکیمو اقوام پڑے پہرتے تہے جنکی گزران صرف شکار پر تہی اور اوسکے جنوبی حصہ مین قلماق اور کرغز تاتاری آباد تہے جو اپنی بہیڑیان لئے ہوئے چار طرف چراگاہون کی تلاش مین پہرتے تہے۔ وسیلی سوئم نے کوہ یورال پر قبضہ کرکے وہان ایک قزاق کی قوم کو آباد کیا جو صرف نام ہی کے قزاق نہ تہے بلکہ قزاق پیشہ بہی تہے۔ ان رہزنون نے کوہ یورال سے پار ہوکر تاتاری اقوام پر تاخت کرنا شروع کیا۔ تاتاریون نے ان قزاقونکو بارہا گوشمالی دی۔ ایوان چہارم نے اپنے چاہیتے مصاحب اسٹروگونوف کو یورال کا کوہستان اس غرض سے عطا کیا کہ وہان سونے کی کانین تلاش کرے۔ اسٹروگونوف نے اپنے علاقہ کی حفاظت کے لئے ایرماق ایک قزاق سردار سے اعانت طلب کی اور روسی سلاح خانہ سے اوسکو بندوقین دین۔ بندوقون کے سبب سے وہ کرغز تاتاریون کے مقابلہ مین بہت کامیاب ہوا اور اوسنے سنہ ۱۵۸۷ء مین کوشان خان کی دار الحکومت سبیر شہر کو فتح کرلیا۔ سنہ ۱۶۰۴ء مین کوہ یورال کے پار روسیون نے اول قدم رکہا اور توباسک شہر سے بارہ میل پر ایک قلعہ تیار کیا۔ قزاقونکی جرأت یہانتک بڑہی کہ انہون نے خوارزم کی دولت کا حال سنکر خان خیوا کی دار الحکومت اورگنج پر تاخت کیا۔ چونکہ خان خیوا کسی مہم پر گیا ہوا تہا قزاقون نے اورگنج کو بہت آسانی سے فتح کرلیا اور لوٹ لیا اور بہت عورتونکو پکڑ کر اپنے ساتہہ لیچلے۔ اس عرصہ مین خان خیوا بہی مہم سے واپس آگیا اور قزاقون کا تعقب کرکے ان سبکو قتل کردیا اسیطرح ایکدوسری یورش مین ان قزاقون نے راہ گم کردی اور سبکو برف کے صدمہ سے ہلاک ہوگئے۔ مگر باوجود ان صدمات کے روسی آبادی روز بروز مشرق کی طرف بڑہتی گئی۔ سنہ ۱۶۶۱ء مین ارکٹسک شہر آباد کیا گیا اور فصیلون سے مستحکم کیا گیا مگر باوجود اس قلعہ بندی کے روس کی شرقی جنوبی سرحد کرغز تاتاریونکے حملون سے محفوظ نہ تہی اور پیترس اعظم کو یہ فکر ہوئی کہ کسی طرح ادہر کی روسی سرحد خیوا کی سرحد سے ملا دیجائے تاکہ مابین کے نیم وحشی اقوام کے تاخت وتاراج سے ملک محفوظ رہے۔ اوس زمانہ مین پیترس اعظم کے دربار مین ایک شخص خواجہ نفیس بخارا کا رہنے والا پہنچا۔ یہ شخص بخارا کے مدرسہ کا پڑہا ہوا تہا اور وسط ایشیا کے

ملکی حالات سے بہت باخبر تہا - اوسکی صلاح سے پیترس اعظم نے خان خیوا کی تخت نشینی کے موقع پر
مبارکباد دینے کے لئے ایک سفارت بہیجی - خان خیوا اس زمانہ مین امیر بخارا کی لڑائیون سی بہت پریشان
ہو رہا تہا اسلئے اوسنے اس سفارت کو بہت غنیمت سمجہا اور اس سفارت کے جواب مین اُس سفیر اس غرض سے
بہیجا کہ پیترس اعظم خیوا کو اپنی ماتحتی مین قبول کرلے بشرطیکہ بخارا کے برخلاف اوسکی امداد کرے - مگر
پیترس اعظم کو اپنے ملک کی اندرونی انتظام مین اسقدر مصروفیت تہی کہ اوسکو ایسے دور دراز جہات کی
بالکل فرصت نہوئی اور خیوا کی درخواست کیطرف کچہہ توجہ نکی - سنہ ۱۷۱۴ء مین خان خیوا نے پہر اوسکو
سفارت اس غرض سے بہیجی کہ شاہ روس بحر کاسپین کے مشرق کیطرف قلعونکا ایک سلسلہ تعمیرات کرادے تاکہ
ترکمانون کے تاخت سے ملک محفوظ رہ سکے - ابکی دفعہ پیترس اعظم بدل وجان وسط ایشیا کیطرف متوجہ
ہوگیا - اس کام کے لئے اوسنے ایک نوجوان چرکس رئیس کو منتخب کیا جس کا اصلی نام دولت گرائی تہا
اور اوسنے دین علیسوی اختیار کرنیکے بعد اپنا نام بکووچ چرکاسکی رکہا تہا اور شاہ روس کیطرف سی اوسکو
پرنس کا خطاب عطا ہوا تہا - ۲۹ مئی سنہ ۱۷۱۳ء مین ایک فرمان کی رو سے اس شہزادہ کو ایک جمعیت کا
افسر مقرر کیا گیا اور اوسکو حکم ہوا کہ وہ وسط ایشیا مین پہنچکر مفصلہ حالات کی کامل تحقیقات کرے -
اس مہم کے اغراض یہ تہی کہ اول تو خان خیوا کو تخت نشینی کی مبارکباد دے - دویم خان خیوا کی ماتحتی کی
درخواست کو منظور کرے - تیسرے سیر دریا کے جنوبی حصہ مین سونے کی کان تلاش کرے اور چوتہے یہ تحقیق
کرے کہ آیا کسیطرح یہ ممکن ہی کہ سیر دریا پہر اپنے قدیم راستہ پر بہنے لگے اور بحر ارال کے عوض مین بحر کاسپین
مین ڈالدیا جائے - کسی زمانہ مین سیر دریا بحر کاسپین مین گرتا تہا مگر کسی نامعلوم تغیر ارضی سے اُس کا قدیم
راستہ بدل گیا اور وہ بحر ارال مین جا گرا - سنہ ۱۷۱۵ء مین بکووچ اس مہم پر روانہ ہوا - وہ جہازون پر
سوار ہوکر بحر کاسپین کے کنارہ کنارہ روانہ ہوا اور ملک کو دیکہتا بہالتا جزیرہ منقشلاک کے جنوبی سرے پر
خشکی مین اوترا اور وہان اوسنے ایک مستحکم قلعہ تیار کیا اور اوسکو سازوسامان سے مسلح کردیا - یہان سے اوسنے
سیر دریا کے قدیم راستہ کا اچہی طرح معائنہ کیا اور اوسکی رپورٹ پیترس اعظم کے پاس بہیجدی - مگر اس عرصہ
مین خان خیوا کا انتقال ہوگیا اور جدید رئیس روس کا مخالف تہا - سنہ ۱۷۱۷ء مین بکووچ چار ہزار کی جمعیت سے
مقام غریف کیطرف روانہ ہوا جو دریائے یورال کے کنارہ پر آباد ہے - دشت است ارت طے کرنے مین بکووچ کو
بہت مصیبت اٹہانی پڑی اور قلماس جہیل پر پہنچا جو خیوا سے شمال و مغرب مین دو سو میل پر واقع ہی - یہان

اس نے اپنی فوج کو کچھہ دنون آرام دیا اور ایک نہایت مستحکم قلعہ تیار کیا - اس کارروائی سے اور فوج کی کثرت سے جو بکووچ کے ساتھہ تھی خان خیوا کو یقین ہوا کہ روس اوس کا ملک چھیننا چاہتا ہے - اوس نے دیکھا کہ روسی باقاعدہ فوج سے اوسکی بے قاعدہ جمعیت کسی طرح لڑائی مین نہین جیت سکتی اسلئے اوس نے بکووچ کو فریب دیا - بکووچ سے امداد کا وعدہ کرکے اوسے ترغیب دی کہ اپنی فوج کو چھوٹے چھوٹے حصون پر تقسیم کردے تاکہ رسد رسانی مین اوسکو آسانی ہو - جب اوس نے فوج کو تقسیم کردیا خان خیوا نے یکے بعد دیگرے روسی فوج کا قلع قمع کردیا یہانتک کہ ایک آدمی برائے نام اوسکے ہاتھہ سے بچکر روس کو واپس نہ جاسکا کہ پیٹرس اعظم کو اوسکی اطلاع کرتا - سنہ ۱۷۳۲ء مین پھر روس کو مشرقی معاملات مین دست اندازی کرنیکا موقع ملا - اس زمانہ مین روس کی سلطنت پر ملکہ اینا حکمران تھی - کرغز ترکمانون مین جو روس کی مشرقی وجنوبی سرحد پر آباد تھے کچھہ باہمی تنازعات برپا ہوئے - مغربی کرغز قوم نے روسی ملکہ کے پاس پیام بھیجا کہ اگر وہ اونکو مشرقی کرغز قوم کے ہاتھہ سے بچائے تو وہ لوگ روسی ماتحتی قبول کرنیکے لئے موجود ہین چنانچہ ملکہ نے کرغز قوم کی درخواست منظور کی اور اس طرح سے بے لڑائی بہت بڑا ملک ہاتھہ آگیا - اس ملک مین روسیون نے ارنبرگ شہر کی بنیاد ڈالی - یہ شہر بہت جلد یورپی اور ایشیائی تجارت کا مرکز بنگیا اور آیندہ کی مہمات کیلئے بڑا صدر بنگیا - ارنبرگ روسیون کا وسط ایشیا مین دوسرا قدم تھا -

سنہ ۱۸۳۰ء مین جزیرہ نما منجشلاک کے اقوام نے روسی ماتحتی اختیار کی - مگر اس ترقی سے تمام کرغز اور ترکمانون کی مخالفت اسقدر بڑھگئی کہ روس کو سرحد پر امن قایم رکھنا مشکل ہوگیا حالانکہ روس نے جنوبی سرحد پر ایک سلسلہ قلعون کا بنایا لیکن کرغز رہزنونکو یہ قلعے کسی طرح نہ روک سکے - جو مال اور قیدی یہ پکڑ لاتے تھے وہ خیوا مین اچھی قیمت سے فروخت ہوجاتے تھے اسلئے اہل خیوا کرغز رہزنون کی اعانت کرتے تھے - نکولاس شاہ روس نے مصمم ارادہ کرلیا کہ خیوا کو اس دغابازی کی پوری سزا دینی چاہئے - اوس نے پروفسکی ارنبرگ کے گورنر کو حکم دیا کہ وہ خیوا پر فوج کشی کرے - پروفسکی نے سامان رسد کیلئے دو ہزار گھوڑے اور دس ہزار اونٹ جمع کئے اور ساڑھے تین بٹالین پیدل سات رجمنٹ سوار اور بائیس ۲۲ ضرب توپون کی جمعیت سے دشت است ارت کی راہ خیوا کی طرف نومبر کے مہینہ مین روانہ ہوا - اوس دشت مین اسقدر برف ریزی ہوئی کہ باربرداری کے کل جانور ہلاک ہوگئے اور بہت آدمی ضائع ہوئے اور آخرکار وہ آدہی دور سے ارنبرگ کو لوٹ آیا (سنہ ۱۸۴۰ء) پروفسکی نے دوسرے سال پھر فوج کشی کی تیاری کی لیکن اللہ قلی خان والئی خیوا نے دیکھا کہ وہ روسی سلطنت سے

لڑنے کی طاقت نہین رکھتا اس لئے اوس نے سنہ ۱۸۴۲ء روس کی ماتحتی اختیار کرکے صلح کرلی۔

جو ناکامی روس کو خیوا کی مہم مین حاصل ہوئی اوس سے یہ امر تحقیق ہو گیا کہ اور نبرگ سے خشکی کی راہ بہت دشوار ہے اس لئے کوئی جدید راہ آیندہ کی مہمات کیلئے تلاش کرنی چاہئے۔ اس غرض سے پروفسکی نے بحر ارال مین بہت جہاز تیار کئے اور سنہ ۱۸۴۷ء مین اونپر سوار ہوکر سیر دریا اور اموریہ دریا کے دہانون پر پہنچا سیر دریا کے دہانہ پر اوس نے ایک قلعہ قزالنسک تعمیر کیا اور اوسکو آیندہ کی مہمات کا صدر بنایا۔ چند سال کے عرصہ مین اوس نے سیر دریا کے کنارہ کنارہ بہت دور تک قلعون کا سلسلہ تیار کرلیا۔ سیر دریا کا کنارہ توقند کے ملک مین واقع تھا۔ توقندیون نے روسی ملک پر حملے شروع کردیئے۔ سنہ ۱۸۵۳ء مین پروفسکی نے توقندیون کا مستحکم قلعہ اک مشیت فتح کرلیا جو سیر دریا کے دہانہ سے ڈہائی سو میل پر واقع تہا اور سیر دریا مین اس قلعہ تک دخانی جہاز چلنے لگا اور روس، قلعہ تک سامان رسد کے پہنچنے مین بہت آسانی ہوگئی۔ اس جہاز رانی کی وجہ سے توقندیون نے اس قلعہ کے فتح کرنیکے لئے جسقدر حملے کئے سب ناکام رہے حالانکہ وہ بہت دن تک اُس کا محاصرہ کئے رہے مگر جہاز کی راہ سامان رسد اور مدد بہت آسانی سے پہنچتی رہی۔

سنہ ۱۸۵۴ء مین روسی اور پانسو میل آگے بڑھ گئے اور مقام ورنی مین ایک قلعہ تیار کیا۔ اس جدید قلعہ سے تاشکنت پر فوج کشی بہت آسان ہوگئی۔ جنرل چرنیف نے ایک دستہ فوج کا خشکی کی راہ اور دوسرا دستہ دریا کی راہ بھیجکر قلعہ حضرات کو جو ترکستان کے نام سے مشہور ہے فتح کرلیا اور آگے بڑھ کر چمکنت پر قبضہ کرلیا۔ چمکنت سے روسیون نے ۲ اکتوبر سنہ ۱۸۶۴ء مین تاشکنت پر حملہ کیا مگر چرنیف کو ناکامی حاصل ہوئی اور وہ چمکنت کو لوٹ گیا۔ اوسکی اس ناکامی کی خبرین تمام وسط ایشیا مین بہت مبالغہ کے ساتھ مشہور ہوگئین اور جوق جوق مجاہدین چارون طرف سے تاشکنت مین جمع ہو گئے اور دس ہزار توقندیون نے چمکنت پر حملہ کرکے اوسے آگ لگادی اور حضرات یعنی ترکستان پر حملہ کیا۔ روسیون نے اونکو بہت آسانی سے دفعہ کردیا اور وہ تاشکنت کو لوٹ گئے۔ اسکندر دویم ایک صلح پسند بادشاہ تہا اوس نے چرنیف کو حکم بھیجا کہ تاشکنت فتح کرنیکا خیال چھوڑ دی مگر چرنیف نے اوس کا حکم نہ مانا اور دس توپون اور ہزار آدمیون سے تاشکنت پر جسمین بہتر ہزار کی آبادی تہی حملہ کردیا اور بہت آسانی سے اُسکو فتح کرلیا اور اسکندر کو یہ رپورٹ کی کہ حضور کا امتناعی حکم مجھکو اسوقت پہنچا جسوقت مین تاشکنت کو فتح کرچکا تہا۔ یہ روس کا تیسرا قدم تہا۔

سنہ ۱۸۶۵ء مین ترکستان روسی سلطنت کا ایک صوبہ بنایا گیا جس کا صدر تاشکنت مین مقرر کیا گیا۔ اس

فتح سے روسی سرحد سمرقند کی حدود سے جا ملی جو اوس زمانہ مین بخارا کا ایک صوبہ تہا۔ روسیون کی جدید فتوحات سے تمام وسط ایشیا مین ہل چل پڑ گئی بخارا اور خیوا اور قوقند مین مولویون نے جہاد کا اشتہار دیا اور مظفر الدین امیر بخارا کو جو مولویون کے کہنے مین تہا آمادہ کیا کہ وہ روس پر جہاد کرے اور روسیون کو ترکستان سے نکالدے مظفر الدین پانچہزار بخاری باقاعدہ سپاہ اور پینتیس ہزار سوار اور دو توپون سے ترکستان کی طرف روانہ ہوا اور خوجند پر قبضہ کرکے جہان سے تاشکنت صرف سو میل ہی چرنیف کو پیام بہیجا کہ ترکستان کو خالی کردے۔ اس پیام کے جواب مین چرنیف ایک قلیل فوج لیکر سمرقند کی طرف روانہ ہوا اور جزاق پر جو سمرقند سے ساٹھ میل ہے قبضہ کرلیا۔ لیکن یہان پہنچکر رسد کی قلت کی وجہ سے تاشکنت کو واپس آنا پڑا۔ مظفر الدین نے چرنیف کے واپس جانیکو ضعف اور خوف پر محمول کیا اور تاشکنت پر بڑہا۔ اس عرصہ مین اسکندر دویم نے چرنیف کی جگہہ ادمانوسکی کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ جس طرح ہوسکے ریاستون سے صلح کرلی جائے مگر اس جرنیل نے بہی چرنیف کی طرح حکم کی تعمیل مناسب نہ سمجہی اور حکم کے برخلاف کارروائی کرنے پر مجبور ہوگیا۔ اوس نے باوجود فوج کی قلت کے تاشکنت مین قیام کرنا مناسب نہ سمجہا اور وہ تین ہزار چہہ سو کی جمعیت سے جس کے ساتہہ بیس توپین تہین سمرقند کیطرف بڑہا۔ جزاق اور خوجند کے مابین ارجائی پر دونون لشکر مقابل ہوئے اور ۲۰ مئی ۱۸۶۶ء کو وسط ایشیا کی قسمت کا فیصلہ ہوگیا۔ بخارا کی فوج مین جیسا کہ بیان ہوا پانچہزار باقاعدہ سپاہی اور پینتیس ہزار سوار تہے مگر صرف دو توپین تہین اور سمرقند کی راہ مین انہون نے ایک مقام کو دمدمون سے مستحکم کر رکہا تہا۔ روسیون نے اس بڑے لشکر کو ایک ہی حملہ مین کامل شکست دی اور مظفر الدین نہایت بدانتظامی کے ساتہہ سمرقند کی طرف بہاگا۔ روسیون نے سمرقند پر حملہ کرنا مناسب نہ سمجہا اور خوجند کا محاصرہ کرلیا۔ ۶ جون ۱۸۶۶ء کو آٹہہ دن کے محاصرہ کے بعد خوجند فتح ہوگیا۔ باوجود اس شکست کے جس سے روسی قوت کا حال اچہی طرح معلوم ہوگیا اور یہ بہی ثابت ہوگیا کہ بغیر توپون کے اور عمدہ قواعد دان فوج کے بہیڑ سے کوئی فائدہ نہین ہوتا مولویون کا دل اوسی طرح جہاد کا فریفتہ رہا مظفر الدین کو چاہیے تہا کہ پہلے سامان حرب درست کرتا اور موقع کا منتظر رہتا مگر ناعاقبت اندیش مولویون کے بہکانے سے اوس نے روسی شرائط صلح کو نامنظور کیا۔ روسیون نے اسپر ۱۸۶۶ء مین اراٹیپ اور جزاق اور ینی کرغان بخارا کے سرحدی مقامات کو فتح کرلیا۔ ینی کرغان پر مظفر الدین نے دو مرتبہ پنتالیس ہزار آدمیون کی جمعیت سے حملہ کیا گیا مگر ناکام رہا۔ جب ۱۸۶۷ء مین جنرل کافمان ترکستان کا گورنر جنرل مقرر ہوا

اوس نے بخارا کو پہر صلح کا پیام دیا اور یہ شرط پیش کی کہ جو مقامات فتح ہو چکے ہین وہ روسی قبضہ مین رہین اور تجارت مین روسیون اور دیسیون کے حقوق مساوی رکہے جائین اور امیر بخارا سوا لاکہہ اشرفی خرچہ جنگ ادا کرے - مگر مظفرالدین اور اوسکے صلاح کار بالکل ناعاقبت اندیش تھے - بار بار کے تجربہ سے بہی اونکو عقل نہ آئی - کاغمان کے جواب مین مظفرالدین نے خیوا کی اعانت سے جزاق پر حملہ کرنے کی تیاری کی - جب کاغمان ناچار ہوگیا وہ ۱۲ ارمئی ۱۸۶۸ع کو تین ہزار چہہ سو فوج سے سمرقند پر بڑہا سمرقند سے پندرہ میل کے فاصلہ پر زرافشان کے کنارہ کی بلندیون پر بخارا اور خیوا کی چالیس ہزار فوج جمع تہی مگر توپون کی مار کے آگے یہ فوج کیا کرسکتی تہی جسوقت روسی اوس پایاب دریا سے عبور کرکے حملہ آور ہوئے وہ بے قاعدہ بہیڑ بہاگ نکلی اور دوسرے روز سمرقند نے جنرل کاغمان کے لئے اپنے دروازے کہولدیئے اور روسیون کی بہت خاطرداری کی - کاغمان سمرقند سے بعجلت تمام بخارا کی طرف روانہ ہوا اور اوسنے ارگنت اور کتی کرغان مقامات پر قبضہ کرلیا - مگر اوسکی غیرحاضری مین اہل سمرقند نے پوشیدہ طور پر شہر سبز کے بیس ہزار آدمی شہر مین داخل کرکے روسی محافظ فوج کو قتل کرنا شروع کیا - یہان علاوہ زخمیون کے سات سو باسٹھ روسی فوج تہی - ان سبنے قلعہ مین پناہ لی - اس عرصہ مین کاغمان بخارائی فوج کو شکست دیکر سمرقند کو لوٹا اور وہان پہنچکر شہر مین تین روز تک قتل عام کیا اور شہر کو لوٹ لیا -

اب مظفرالدین کی آنکہین کہلین اور وہ سمجہا کہ روسیون سے بغیر پوری تیاری کے مولویونکے بہکانے سے لڑنا بیجا ہے تہا - اوسنے سمرقند کا صوبہ کہو کر روسیون سے صلح کی درخواست کی اور روسیون نے بہی اوس کی درخواست کو منظور کرلیا -

گو مظفرالدین کا دل ہار گیا اور اوسکی آنکہین کہل گئین مگر ابہی مولوی اوسی طرح جہاد پر آمادہ تہے کیونکہ اونکی گرہ کا کیا گیا تہا اگر نقصان ہوا تہا تو مظفرالدین کا ہوا تہا - انہون نے مظفرالدین کے ولیعہد کو بہکایا - یہ نوجوان ابہی صرف سترہ برس کا تہا - مولویون نے فتویٰ شائع کیا کہ مظفرالدین نے کفار سے صلح کرلی اس لئے وہ تخت سے اوتار دیا گیا اور مولویون کے بہکانے سے ولیعہد نے بغاوت کی - لوگ جوق جوق اوسکے پاس جمع ہو گئے اور انکی اعانت سے اوس نے کرکی کے قلعہ پر قبضہ کرلیا ادہر جو بخارائی فوج اسکے بانے اوسکے مقابلہ کے لئے بہیجی اوسکو شکست دی - مظفرالدین نے دیکہا کہ لڑکے کی نادانی سے اور مولویون کے جہاد کے شوق سے بخارا بہی ہاتہہ سے چلا اوسنے ناچار روسیون سے

مدد طلب کی اور جنرل ابراموف نے بہت آسانی سے ولیعہد کی بغاوت کو فرو کردیا - اوس نے کرشی اور کرکی کے قلعون کو فتح کرکے شہزادہ کو قید کرلیا - مظفر الدین نے شہزادہ کا سر کاٹ کر قلعہ کے دروازہ پر لٹکا دیا - ابراموف نے ساتہہ کے ساتہہ شہر سبز کے کوہستانیون کو بہی مغلوب کیا اور سارے ملک مین امن قایم کرکے ملک مظفر الدین کے حوالہ کیا اور خود سمرقند کو لوٹ گیا -

چاہئے تہا کہ بخارا کا حال دیکہکر مولوی اور خان خیوا متنبہ ہو جاتے مگر اوس کا نتیجہ برعکس ہوا - خدا جانے اونکی عقلون پر کیا پردہ پڑ گیا تہا کہ پیش بینی کی قوت اونمین سے بالکل مفقود ہو گئی تہی - بخارا کے انفصال کے بعد مولویون نے خان خیوا کو جا گہیرا اور اوس معصوم کو بہکایا کہ جہاد کا اعلان روسیون کے برخلاف کرنا چاہئے - روسیون نے ۲۴ مارچ ۱۸۷۳ء کو چودہ ہزار فوج سے خیوا کو چارون طرف سے گہیر کر فتح کرلیا اور خان خیوا نے روسی متابعت اختیار کی - مگر روسیون نے اس رئیس کو اسقدر آزادی نہدی جو امیر بخارا کو حاصل ہے - خان خیوا صرف برائے نام خیوا کا حاکم ہے کل انتظام ملک کا روسیون کے ہاتہہ مین ہے اور خیوا روسی سلطنت کا ایسا ہی جزو ہے جیسے ماسکو شہر

خان قوقند نے بخارا اور خیوا کا حال دیکہکر روسی متابعت اختیار کی مگر خدا یار خان کی نا دانشی کے سبب سے بیکار ہو گئی کہ اوس کا ملک ایسے موقع پر واقع تہا کہ روسی ملک کے تسلسل کو قایم رکہنے کے لئے اوس کا روسی سلطنت مین شامل کرنا نہایت ضروری تہا - علاوہ ازین خدا یار انتظام نکر سکا - اُسکے ملک کے باشندے زیادہ تر کرغز اور قپچاق ترکمان تہے جو امن کے ساتہہ رہنا جانتے ہی نہ تہے - اگر خدا یار خان ان کا پورا پورا انتظام کرسکتا تو شاید بہت دن اوسکا ملک روس کے ہاتہہ سے بچا رہتا مگر قوقند مین اس قدر خانہ جنگیان ہوئین اور اسقدر فساد برپا ہوئے کہ تین سال کا عرصہ گزر گیا اور اون کا سلسلہ کسی طرح ختم نہ ہوا آخرکار ۱۸۷۵ء مین جنرل کافمان نے مقام مخرام پر قوقندیون کو ایک خونریز لڑائی کے بعد شکست دی اور مرجیلان پر قبضہ کرلیا - اس کے بعد اندیجان اور نمنجان مین دو خفیف لڑائیان ہوئین اور ۲۰ فروری کو تختگاہ فتح ہو گیا - ۲ مارچ ۱۸۷۶ء کے فرمان کی روسے قوقند روسی سلطنت مین شامل کرلیا گیا اور فرغانہ کے قدیم لقب سے وہ ترکستان کا ایک صوبہ بنا دیا گیا -

خیوا کے فتح ہونے سے روسی جنوبی مغربی سرحد تکی ترکمانون کے ملک سے جا ملی - تکہ ترکمان

اوس ملک مین آباد تہے جس کا صدر مرو ہے۔ اس ملک کے جنوب مین افغانستان اور مغرب مین ایران اور مشرق مین خیوا اور بخارا کی ریاستین واقع ہین۔ یہ ملک تخمیناً ایک لاکہہ چوبیس ہزار میل مربع ہے۔ اس مین کہین ریگستان ہے کہین بیابان ہے کہین سرسبز اور مزروعہ ملک ہے سنہ۱۷۸۵ء مین امیر مراد والی بخارا نے مرو کو فتح کیا تہا۔ اوسوقت سے یہ ترکمان اس ملک پر قابض تہے۔ یہ لوگ اون ترکمانون کی نسل مین سے ہین جو کسی زمانہ مین کوہ التائی اور سائبریا مین رہتے تہے اور وہان سے آکر ماوراءالنہر مین آباد ہوئے تہے اور رفتہ رفتہ مرو مین پہیل گئے تہے۔ یہی لوگ وہ فارسیہ قوم ہین جو ایک عرصہ تک روستہ الکبری سے لڑتے رہے اور جن کا ذکر رومی تاریخون مین موجود ہے۔ یہی لوگ وہ قوم ہین جن سے سامانیون کو اکثر لڑنا پڑا تہا۔ سلطان سنجر سلجوقی کے زمانہ مین ان کے کئی فرقے ہوگئے تہے۔ ایک فرقہ سالور ترکمان کہلاتا تہا۔ دوسرا فرقہ قرا ترکمان کے نام سے پکارا جاتا تہا جنہون نے سلطان سنجر کو اندخوئی اور میمنہ پر شکست دی تہی۔ ایک

انہ مین یہ لوگ منخشلاق اور کوہ بالکن تک آباد تہے۔ سترہوین صدی مین شاہ عباس صفوی نے نو نکو کوہ بت داغ کی وادیون سے نکالدیا اور پندرہ ہزار کُرد آباد کیے کہ شاید یہ کُردان حملون سے شمالی ایران کو بچا سکین۔ اوسکے بعد نادرشاہ نے اور سنہ۱۷۹۶ء مین آغا محمد نے ہت زیادہ مغلوب کیا۔ جب فتح علی شاہ کے ہاتھ سے وہ بہت عاجز ہوئے انہون نے شاہ ایران کے برخلاف اسکندر اول شاہ روس سے اعانت طلب کی مگر اسکندر پولین بونا پارٹ کے حملہ کے انسداد مین مصروف تہا۔ سنہ۱۸۳۱ء مین برنز سیاح نے ـ کی سیر کی اور اوس مے یہ لکہا ہے کہ قرا ترکمانون سے تقی ترکمانون کی تعداد بہت زیادہ دبئی ہے۔ پہلے یہ ترکمان جزیرہ منخشلاق مین آباد تہے۔ سنہ۱۷۸۱ء مین قلماق تاتاریون نے اونکو وہان سے نکالدیا اور انہون نے تعزل اروات سے پاموذ قوم کو نکالدیا اور وہان آباد ہوگئے ترکمان ریاست خیوا کے تحت مین شمار کئے جاتے تہے۔ نادرشاہ کے وقت مین ایران کے تحت مین آگئے۔ جب سنہ۱۸۳۰ء مین اونکی آبادی بہت زیادہ ہوگئی تو دس ہزار گہر مشرق کی طرف چلے گئے اور آب تاجند کے کنارہ پر آباد ہوگئے۔ یہان انہون نے ایک قلعہ بنایا جو اُن کے سردار کے نام پر اوراز خان کا قلعہ کہلاتا ہے۔

۱۸۳۴ء مین تقی ترمان شاہ ایران کی اجازت سے سرخس مین آباد ہوئے جہان اُن سے پہلے سالور قوم آباد تہی - کچہہ عرصہ تک تقی ترکمانون نے ایرانی ملک مین لوٹ مارنہ کی بلکہ خان خیوا کی ریاست کو غارت کرتے رہے اور ایک مرتبہ کی لڑائی مین خان خیوا کو قتل بہی کر ڈالا مگر آخرکار پہر وہ ایرانی ملک لوٹنے سے باز نہ آئے اور خراسان کے حاکم نے اونکو سرخس سے نکالدیا اور اونکو مرو کی طرف ہٹادیا - مرو مین ۱۸۵۶ء سے سارق ترکمان آباد تہے - سارق ترکمانون نے تقی ترکمانون کو مرو مین داخل ہونے سے روکا اور ایرانیون کی مدد طلب کی - خراسان کے حاکم نے اٹہارہ بٹالین پیدل اور سات ہزار رسالہ سے اونکی مدد کی مگر تقی ترکمانون نے گورنر کو بہت کچہہ تحفہ تحایف دیکر اوسکو راضی کرلیا - ایرانیونکے چلے جانے کے بعد تقی ترکمانون نے سارق ترکمانون کو مرو سے نکالدیا جو بولیتان اور پنجدیہ مین چلے گئے اور وہان سے سالور ترکمانون کو نکالدیا - سالور ترکمان ایرانیون کی اجازت سے زرآباد مین جابسے - غرض کہ اس طرح سے تقی ترکمان تمام وادی مرغاب مین پہیل گئے - یہان انہون نے دریائے مرغاب پر ایک بڑا بند مرو سے پچیس میل کے فاصلہ پر باندہا اور چہوٹی چہوٹی چوبیس نہرین کاٹ کر ملک مین زراعت شروع کی جس سے اڑتالیس ہزار گہر پرورش پاسکین - مگر اونکی گزران صرف زراعت پر نہ تہی - مشہد سے ساڑہے چار سو میل تک وہ ایران کو لوٹتے تہے - جب انکی لوٹ مار حد سے زیادہ گزر گئی ایرانیون نے ۱۸۶۰ء مین ایک قلعہ قدیم سرخس کے مقابلہ مین تعمیر کیا اور اوسکا نام سرخس جدید رکہا - یہان سے ایرانی جرنیل نے بارہ ہزار پیدل اور دس ہزار سوار اور تینتیس توپون سے مرو پر حملہ کیا - تقی ترکمانون نے اس بڑے لشکر سے خوفزدہ ہوکر صلح کی درخواست کی مگر ایرانی جرنیل کو بہی اپنے لشکر کی تعداد پر بہت غرور تہا اُس نے ترکمانونکی درخواست کو نامنظور کیا اور آگے بڑہا - جب ترکمانون نے دیکہا کہ اب بغیر لڑائی کے چارہ نہین ہے وہ بہی کفن باندہ کر لڑائی کے لئے مستعد ہوگئے اور وہ بہادری ظاہر کی کہ حملہ آور دن کے دلونمین اونکا رعب چہاگیا - اس لڑائی مین کل پیدل قتل و اسیر ہوئے اور توپین بہی ترکمانون نے چہین لین - ایرانی جرنیل صرف رسالے کے ساتہہ بہاگ گیا - ترکمانون کے ہاتہہ اتنے قیدی آئے کہ بخارا اور خیوا کے بازارونمین ایرانی غلام کی قیمت ایک پونڈ ہوگئی - اسکے بعد پہر کبہی ایرانیون نے تقی ترکمانون پر حملہ نکیا اور تقی ترکمان دور دور تک بے مزاحمت لوٹ مار کرتے رہے

نقی ترکمانون کی تین بڑی شاخین تہین تو محش ترکمان مرو کے مشرقی حصہ مین اور اوتش ترکمان مغربی حصہ مین اور بیگ ترکمان انتہائی مشرق مین آباد تہے - انکین طرز حکومت جمہوری تہی - تمام باشندون کے مجمع مین ملکی معاملات کی بحث ہوتی تہی - سب لوگ جمع ہوکر ایک شخص کو اپنا سردار بناتے تہے اور اگر لوگ اوس سے ناراض ہوجاتے تہے تو اوسکو سرداری سے معزول کردیتے تہے - اس سردار کی ماتحتی مین چار پانچ آدمی ملکی انتظام کے لئے مقرر کئے جاتے تہے - اس سردار کو خزانہ کا اختیار رہتا تہا - آخر زمانہ مین یہ طرز حکومت کسیقدر بدل گئی اور زیادہ شخصی ہوگئی - انکے سردارون مین سے نوروردی خان اسقدر عقلمند مہمان نواز اور بڑا جرنیل تہا کہ ترکمانون نے اوسکی شخصی حکومت قبول کرلی اور وہ مرتے وقت اپنے بیٹے مخدوم قلی خان کو اپنا جانشین مقرر کرگیا - ان سردارونکے علاوہ جنگی مہمات ایسے آزمودہ کارون کے سپرد کیجاتی تہی - جو بہادر ہوتے تہے اور راستون سے خوب واقف ہوتے تہے - جب کوئی جنگی سردار کسی بستی پر یورش کرنیکا ارادہ کرتا تہا وہ سوار ہوکر اپنے خیمہ کے روبرو اپنا نیزہ گاڑ دیتا تہا اور اپنے ساتہہ لوگون کو جانیکے لئے بلاتا تہا مگر کسی کو یہ نہین بتاتا تہا کہ وہ کہان جانیوالا ہے اور کیا کرنیوالا ہے اور نہ کوئی شخص اوس سے اسبارہ مین سوال کرتا تہا - اوسکے پیرو اوسپر کامل اعتبار کرکے ہر کام کیلئے موجود ہوجاتے تہے -

جب خیوا اور بخارا فتح ہوگئے وہان غلامونکا فروخت ہونا بند ہوگیا اور شمال وجنوب کی طرف سے روسی حکومت نے اونکو دبانا شروع کیا - جو ترکمان خیوا کے دشت مین پڑے پہرتے تہے اونکو روسیون نے غارت کردیا - اس سے نقی ترکمانون کو یقین ہوگیا کہ عنقریب روسی اونپر بہی دست درازی کرینگے اسلئے ۱۸۷۶ء مین انہون نے ایران کی ماتحتی اختیار کرنیکی درخوست کی - شاہ روس نے اسکی خبر پاکر ۱۸۷۷ء مین جنرل لوماکن کو حکم دیا کہ قزل اروات پر قبضہ کرلیا جائے - اوس نے نو کمپنی پیدل اور دو اسکاڈرن رسالہ اور تین توپ سے قزل اروات پر چڑہائی کی - روسی بندوقون اور توپون سے ترکمان ڈرگئے اور سب نے روسی حکومت قبول کرنیکا پیام بہیجا لوماکن اس مہم سے لوٹ گیا اور اوسکے بعد روم روس کی لڑائی شروع ہوگئی اور اس سبب سے شاہ روس کو اسطرف رجوع کرنیکی نوبت نہ آئی - مگر روم کی لڑائی سے فراغت پاتے ہی روس نے ان ترکمانونکے ملک کو فتح کرنیکی تدبیر شروع کردی - جنرل لوماکن نے کوپت داغ کے پہاڑون سے پار ہوکر ترکمانونکی دنگل تپہ کی آبادی پر حملہ کیا - اوس تنگ آبادی مین پندرہ ہزار مرد اور پانچہزار عورتین اور بچہ تہے - روسی توپون نے اونپر گولہ باری شروع کی اور ترکمان بکثرت ضائع ہونے لگے - جب ترکمان اوس تنگ مقام سے باہر نکلتے تہے روسی

رسالہ اونکو گھیر کر پھر اوسی مقام مین لوٹا دیتا تہا - اسلیے ترکمان اپنی جان سے عاجز ہوگئے اور جب روسیون نے
اونپر حملہ کیا تو مرد اور عورتین ملکر اسطرح جان توڑ کر لڑے کہ روسیون کے ساڑہے چار سو آدمی قتل اور زخمی ہوئے
اور لوماکن شکست کہا کر پسپا ہوگیا - اس فتح سے ترکمانونکے دل بہت بڑہ گئے اور انہون نے دور دور تک ملک
کو لوٹنا شروع کردیا - اسکندر دویم نے اپنے جرنیلون سے مشورت کرکے ترکمانونکی مہم جنرل اسکوبیلوف کے سپرد کی
جسنے روم و روس کی لڑائی مین بہت نیکنامی حاصل کی تہی اور وسط ایشیا سے خوب واقفیت رکہتا تہا -
اسکوبیلوف نے بہت بڑی تیاری کی اور باربرداری کی آسانی کیلئے ریل تیار کی - ١٠ جون سنہ ١٨٨٠ع کو اس نے
مقام باقی کو مستحکم کیا اور وہان خیمہ زن ہوا - یہ مقام گیوک ٹیپ سے ستر میل تہا - ایک ماہ بعد وہ یہان سے
روانہ ہوا اور موضع الگمان باتیر کو قلعہ بند کیا یہ مقام گیوک ٹیپ سے صرف چھ میل تہا - یہان سے وہ دشمن کے
موقع کا معائنہ کرنیکو آگے بڑہا - اوس نے دیکہا کہ ترکمانونکے تین خیمہ گاہ ہین جنکے گرد مٹی کی فصیل ہے - پہاڑ
کے دامن مین جو خیمہ گاہ تہی اوسکا نام ینگی قلعہ تہا دوسرا قلعہ ڈنگل ٹیپ وسط مین تہا اور تیسری آبادی نہایت
ہی مختصر تہی جسکو گیوک ٹیپ کہتے تہے - اسکوبیلوف نے اس مقام کے معائنہ سے یہ یقین کرلیا کہ بغیر کامل محاصرہ کے
یہ مقام فتح نہین ہوسکتا - یہ دیکہکر وہ باقی کو لوٹ گیا اور ترکمان سوارون نے اوسکا تعاقب کیا - سنہ ١٨٨٠ع
تک محاصرہ کی پوری تیاریان ہوگئین اور ریل بہی پوری ہوگئی - بارہ ہزار آدمی اور سو توپین اس کام
کے لئے جمع کئے گئے - یکم دسمبر سنہ ١٨٨٠ع کو اسکوبیلوف آگے بڑہا اور جس قدر آبادیان راہ مین ملین اُن سب پر
قبضہ کرتا ہوا وہ ١٦ دسمبر کو الگمان باتیر پر پہنچا - یہان پہنچکر اوس نے دیکہا کہ اکثر ترکمان وسطی خیمہ گاہ
مین جمع ہین - یہ قلعہ ایک میل مربع کا مستطیل تہا - اس قلعہ کی دیوار اٹہارہ فٹ عریض اور سترہ فٹ
بلند تہی اور اوسکے گرد کوئی چار فٹ عمیق خندق تہی - اسکے شمال و مشرق کے کونے پر ڈنگل ٹیپ کا ٹیلا تھا -
اسپر ترکمانون نے ایک پرانی توپ جو انہون نے ایرانیون سے چہینی تہی لگا رکہی تہی - اس تنگ مقام مین تیس ہزار
ترکمان تہے - اس قلعہ مین ایک چشمہ بہتا تہا اوسی کا پانی یہ سب پیتے تہے - اگر روسی چاہتے تو اس چشمہ کا پانی
کاٹ کر دوسری طرف موڑ دیتے مگر اونکو یہ خوف تہا کہ کہین شب کو یہ ترکمان حملہ کرکے اور کہین نہ چلے جائین
کیونکہ اگر وہ متفرق ہوکر ملک مین پہیل جاتے تو روسیون کو تعاقب مین بہت مشکل پڑجاتی - ترکمانونکو بہی پہلی
فتح نے دہوکے مین ڈال رکہا تہا اور وہ اوسی تنگ مقام مین نادانی سے جمع رہے - جب ٢٤ دسمبر کو کیورو
پاٹکن بخارا کی طرف سے فوج لیکر یہان آگیا تو روسیون نے پیشقدمی کی - یکم جنوری سنہ ١٨٨١ع کو ینگی قلعہ پر حملہ ہوا

جو پہاڑ کے دامن مین واقع تہا۔ روسیون نے آٹھ ہزار فوج اور باون توپون اور گیارہ کل کی توپون سے حملہ کیا۔ ان توپونکی بوچہاڑ سے آدہ گھنٹہ مین ترکمانون نے قلعہ خالی کر دیا اور وسطی قلعہ مین چلے گئے۔ غب کو ترکمانون نے دنگل ٹیپے سے دو مرتبہ نیگی قلعہ پر حملہ کیا مگر توپون سے ناچار ہو گئے۔ ۳ جنوری کو روسیون کے خیمے اس قلعہ پر چلے آئے اور ۴ جنوری کو آٹھ سو گز کے فاصلہ سے دنگل ٹیپہ پر توپین سر کی گئین۔ ادہر ترکمانون نے حملہ کیا اور روسیون سے دست بدست ہو گئے کہ ایک ہاتھ سے اونکی رائفلین پکڑ لین اور دوسرے ہاتھ سے اونکے چہرے مارے اور اسطرح تین سو روسیون کو مار کر گرا دیا۔ چوتھی جنوری کو توپین آگے بڑہکر لگائی گئین اور پانچ روز بعد شب کو پہر ترکمانون نے توپون پر حملہ کیا اور گولندازون کو قتل کرکے انہون نے چار توپین چہین لین مگر اس عرصہ مین قلعہ سے مدد آگئی اور بہت خونریز لڑائی کے بعد ترکمان پس پا ہوئے اور جو توپین وہ لئے جاتے تہے اونکو چہین گئین۔ دسوین جنوری کو ترکمانون کی آگے کی چوکیو پر قبضہ ہو گیا اور ترکمانون نے تیسرا شبخون مارا۔ انہون نے محافظین کو قتل کرکے دو توپین چہین لین مگر قلعہ سے مدد پہنچ جانے سے وہ توپین ان سے چہن گئین۔ ان متواتر شبخونون سے روسی سپاہیون کے دلون مین ترکمانون کا ایسا خوف طاری ہو گیا تہا کہ بہت مشکل سے روسی سپاہی ترکمان حملون کے مقابلہ مین کہڑے رہتے تہے۔ ۱۶ جنوری کو ان ترکمانون نے آخری شبخون مارا مگر اب روسی بہی ہوشیار ہو گئے تہے اور انہون نے بہت آسانی سے اُن کے حملہ کو رد کر دیا گو روسیونکا بہی بہت نقصان ہوا۔ ۲۰ جنوری کو ترکمانی قلعہ کی دیوار ٹوٹ گئی اور تمام آبادی پر سیل کے گولونکی بوچہاڑ برسنے لگی جس سے آبادی مین جابجا آگ لگ گئی۔ خیال کرنیکی جگہہ ہے کہ اس تنگ مقام مین جو نمدہ کے خیمون سے لبریز تہا اور جہان مردونکے علاوہ سات ہزار عورتین اور بچے بہی تہے اس آتش فشانی سے کیا حال ہوا ہوگا جو سیاح حال مین وہان جاتے ہین اور اُس مقام کو دیکہتے ہین وہ تعجب کرتے ہین کہ ایسے غیر مستحکم مقام مین یہ بیقاعدہ مجمع اتنے عرصہ تک روسی باقاعدہ فوج سے اور اتنی توپون سے کس طرح اپنی حفاظت کر سکا اور روسیونکو اتنا نقصان پہنچایا۔ اونکی بہادری کا اثر خود اسکوبیلوف کے دل پر اسقدر ہوا کہ اوس نے آخری حملہ کیوقت اپنی فوج سے کہا کہ تمہارے دشمن بہت بہادر ہین ۲۴ جنوری ۱۸۸۱ء کی صبح کو ایک سرنگ اڑائی گئی جس سے تین سو فٹ دیوار منہدم ہو گئی اور سینکڑون ترکمان اوسمین دب گئے۔ اس کے ساتہ ہی روسی فوج نے حملہ کر دیا اور دنگل ٹیپے کے ٹیلہ پر قبضہ کر لیا۔ اسی عرصہ مین اور طرف سے فوج قلعہ مین داخل ہو گئی اور تہوڑی سی لڑائی کے بعد ترکمان بہاگ نکلے اور دس میل تک روسی سوارون نے انکا

تعقب کیا۔ اس فتح کے بعد روسیون نے شاہ ایران سے معاملہ کرکے آب اترک کے وادی سے مرجستان کا
تبادلہ کرلیا اور ۱۳ جنوری ۱۸۸۴ء کو مرو کے ترکمانون نے بغیر لڑائی کے روسی متابعت اختیار کرلی اور انکے
بعد سارق ترکمانون نے روسی حکومت قبول کرلی۔ ان فتوحات سے جو ملک حاصل ہوا اوسکی جنوب و مغرب
مین پنجدیہ کے متعلق ایک زرخیز قطعہ ملک کا تھا جو افغانیون کے نزدیک اونکا تھا اور روسی اوسکو اپنا
ملک بیان کرتے تھے اور اوسکو اپنی سلطنت مین شامل کرنا چاہتے تھے کیونکہ اس حصہ ملک مین بھی سارق
ترکمانون کی آبادی تھی۔ ۳۰ مارچ ۱۸۸۵ء کو جبکہ انگریزی اور روسی اور افغانی حکام سرحدبندی کررہے تھے
جنرل کوماروف نے پنجدیہ پر حملہ کرکے افغانون سے چھین لیا اور وہ سرسبز مقام بھی اوسوقت سے روسیون کے تحت
مین آگیا۔ اس کے بعد جو مصالحت ان تینون ملکون مین ہوئی اوسکی شرائط کی رو سے پنجدیہ اور درہ ذوالفقار
اور وادی بادغیس روسی سلطنت مین داخل ہوگئے اور روسی موجودہ سرحد وسط ایشیا مین قایم ہوگئی اور
تمام وسط ایشیا مین کوئی مقام ایسا نہین رہا جہان کوئی آزاد اسلامی ریاست باقی ہو۔ بخارا کا امیر
جس کا لقب امیرالمومنین بھی ہے صرف برائے نام آزاد رئیس ہے۔ ایک روسی رزیڈنٹ جدید بخارا مین
ریاست کی نگرانی کے لئے رہتا ہے۔ جدید بخارا قدیم شہر سے آٹھ میل پر ہے۔ وہان کچھ روسی فوج
رہتی ہے جو بخارا کے قلع قمع کے لئے تعداد مین بہت کافی ہے۔ اس شہر کی آبادی روز بروز بڑھتی جاتی
ہے کیونکہ قدیم شہر کو چھوڑ کر لوگ یہان آباد ہوتے جاتے ہین۔ امیر بخارا کی فوج کی تعداد روسیون کے حکم سے
بہت گھٹا دی گئی ہے۔ پہلے دس ہزار فوج رکھنے کی اجازت تھی اب صرف تین چار ہزار فوج رکھنے کی
اجازت ہے۔ کل ملک کے عمدہ جنگی مقامات روسی فوج کے قبضہ مین ہین۔ امیر بخارا کو خوب معلوم ہے کہ
وہ بغیر روس کی مرضی کے ایک منٹ بھی امارت پر قایم نہین رہ سکتا اس لئے وہ روس کا نہایت
تابعدار رئیس ہے اور جب تک امیر اس طرح تابعداری کرتا ہے روسیون کو بھی اوسکی ریاست کو چھیننے کی
ضرورت نہین ہے کیونکہ جو فواید ریاست کو سلطنت مین شامل کرنے سے ہوسکتے ہین وہ اسوقت بھی حاصل
ہین اور اس کے ساتھ مین پچیس لاکھ مسلمان باشندون کی نگرانی نہین کرنی پڑتی۔ غرضکہ بخارا مین بھی
روسی حکومت ایسی طرح ہے جیسے سینٹ پیٹرسبرگ مین ہے۔ جس وسیع ملک مین ایک زمانہ مین بڑے
بڑے اسلامی بادشاہ اور فاتح حکمران تھے جہان ان نامور بادشاہون کے سایہ مین ہزارون مشہور مسلمان
علما اور فضلا و صوفی گزرے وہان صرف اس سبب سے کہ مسلمانون نے زمانہ کی ضرورتون کے موافق

اپنی حالت نہ بدلی اب برائے نام بہی اسلامی حکومت باقی نہ رہی - ہمنے مانا کہ یہ بالکل صحیح ہے کہ ہر
کملے رازوالے مگر پہر بہی اس عالم اسباب مین بغیر اسباب کے کوئی نتیجہ نہین پیدا ہوتا جیسا کہ خود
اللہ تعالے نے اپنے کلام پاک مین فرمایا ہے کہ ہم کسی قوم کی حالت نہین بدلتے جبتک کہ وہ اپنی حالت
اپنے ہاتہون سے نہین بدل دیتے - اس تاریخ کے پڑہنے والون کو معلوم ہوا ہوگا کہ وسط ایشیا
کے باشندے نہ بہادری مین نہ جنگجوئی مین اور نہ عقل و فراست کی قوت مین کسی سے کم تہے بلکہ صرف
اس سبب سے روسیون سے ہار گئے کہ گو دنیا مین نئی نئی طرح کی توپین اور بندوقین ایجاد ہوگئی تہین
اور سپاہی کے لئے قواعد دانی مین بہی فرض ہوگئی تہی مگر وسط ایشیا کے بادشاہون نے اپنے ملک مین
پرانے آلات حرب جاری رکہے اور اپنے سپاہیونکو قواعد نہ سکہائی اور آخر زمانہ مین بغیر پوری تیاری
کے مولویون کے بہکانے سے بے سمجہے بوجہے جہاد کر دیا اور خود روس کو آگے بڑہنے کا موقع دیا - جو بات
مسلمانونپر جہاد سے زیادہ فرض تہی یعنی اسلامی اتحاد اور خودکشی سے احتراز اوسکی کبہی بیوقوف مولوی نے
کسی رئیس کو نصیحت نہ کی - نصر اللہ اور مظفر الدین نے روسیون کے برخلاف اسلامی اتحاد پیدا کرنے کے عوض
مین باہمی لڑائیون سے مسلمان ریاستون کو ضعیف و برباد کر دیا مگر اونکو کسی مولوی نے یہ نہ سمجہایا کہ اسلام
مین یہ سخت گناہ ہے حالانکہ یہ دونون مولویون کا بہت کہنا مانتے تہے - مولویون نے مظفر الدین کو اور
خان خیوا کو جہاد کی ترغیب دیکے بدلے یہ نہ سمجہایا کہ روسی قوت کے آگے یہ جہاد نہین ہے بلکہ خودکشی ہے اور
خودکشی اسلام مین منع ہے اور ہم اب بہی سرحدی مولویون کا یہی حال دیکہتے ہین کہ گذشتہ حالات سے
اونکو کچہہ عبرت نہین وہ کسی طرح اپنی بیوقوفی اور نادانی سے باز نہین آتے کیونکہ اونکا کیا بگڑتا
ہے جو جاہل مسلمان اونکے بہکانے مین آجاتے ہین وہ بیچارے اپنی جانین اور اپنا ملک کہو بیٹہتے ہین - ابہی
حال مین ہندوستان کی سرحد پر سرحد کے ملانون نے جاہلونکو بہکا کر لاکہون مسلمانونکو قتل کرا دیا -
افسوس ہے کہ سرحد کے جاہل مسلمان یہ نہین سمجہتے کہ جسکو سرحدی مولوی جہاد کہتے ہین وہ خودکشی ہے
اور خودکشی اسلام مین منع ہے - فاعتبروا یا اولی الابصار

تمام شد